سید خواجہ نظام الدین احمد المدعو بسید فقیر صاحب خلف الصدق حضرت شاہ خواجہ حسین الحسینی الحمدی الکماری چشتی قدس اللہ اسرارہما خدمت مین اہل دانش و بنیش کے عرض پرداز ہی کہ اس ہنگام مین اُردو زبان کا رواج ہی اکثر کتب علمیہ اور تواریخ کے مطالب سے اُسکا امتزاج ہی بمقتضاے طبع آزمائی اور تقاضاے دلکشائی بتکلیف بعضے اصدقا و تحریک احباے دستانسرا ایک حکایت لطیف عشق و عاشقی کی تحریر پر میرا دل مایل ہوا مبداء فیاض سے اُسکے حسن اختتام کا سائل ہوا اگر ہنروران سخن کی نظر مین قبول ہو ثمرۂ باغبانی بہارستان سخن زیب دامن وصول ہو خاتمۂ کتاب مین احوال تصریحی اپنا کہ ابتداے عمر مین حضرت نواب اسد اللہ خان صاحب سخنور بیعدیل و نظیر کی خدمت مین مستفیض رہکر نظم و نثر پارسی اور اشعار اُردو کا شوق بہم پہونچایا اور عم والا تبار ممدوح برنا و پیر حضرت جناب خواجہ محمد بشیر صاحب عموی حقیقی اپنے سے اس فن مین استفادہ کیا بیان کرونگا اب قصیدۂ مدحیہ کو جو حضرت پیر و مرشد ہادی برحق اعلے اللہ تعالی شانہ کی مدح مین لکھا ہی تیمنًا عنوان اس کتاب کا قرار دیکر داستان خیال آرا کو شروع کرتا ہون توفیق الٰہی دمساز ہو تا آغاز کتاب بحسن انجام دلنواز ہو واللہ الموفق والمعین

قصیدۂ مصنف در مدح حضرت پیر و مرشد برحق ہادی مطلق شمس الضحےٰ بدر الدجےٰ نور الہدیٰ کہف الوریٰ حضرت جناب شاہ قیام صدق صاحب چشتی اعلی اللہ تعالی شانہم و اعلی درجتہم و لازال شموس افاضتہم مستنیرۃ

گیا مین ایک چمن مین جو سیر کو تنہا	تو نکہتِ گل و غنچہ سے لطفِ خلد ملا	نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش پہ وہان
بسان شاہدِ بدمست و شوخ بے پروا	ویم سحر تھی وہ دلکش فضاے سیر چمن	کہ بلبلِ دل نالان پکار اہل علے
بہارِ داغ دل لالہ ایاغ بکف	صداے خندۂ گل شور بلبل شیدا	عروسِ باغ تھی سرگرم جلوہ فروزی
بغل مین سب کے تھا شبو تھا اِک جوڑا	چمیلی اور گل شبو مثال سیم تنان	اشرفی و گل صد برگ زرد مثل طلا
سمن کی فرطِ نزاکت سے ایسی صورت تھی	کہ جس طرح کسی گلرو کا ہو رُخ زیبا	جو دیکھی شوخی حسینان بوستانی یہان
کھلی نہ شرم سے پھر چشمِ نرگس شہلا	ثمر تھے وانکے درختون کے میوۂ جنت	شجر تھے اُس چمنستان کے حسبہ طوبا

بہار سیر چمن بھا گئی جو آنکھون مین — تو بیٹھے بیٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اُٹھا

غزل

غم فراق سے پہونچا یہ حال زار مرا
تو پڑھکے دم کرون ہر دم وہ عمار د بلا
جمال یار سے آیا جو غش کبھی مجھکو
بلا سے گر وہ ستم پیشہ کر رہا ہی جفا
لیے ہین بوسے جو ہمنے تمھاری لفونکو
کدھر چلے ہوا دھر آؤ میرے حور لقا
مریض عشق کو حاجت ہی نوشدارو کی
خریدیے تو ابھی جنس دل کا ہو سودا
غزل لکھی تھی یہانتک کہ سمت مغرب سے
تو آئی پھر یہ آواز خوف مجکو ندا
قتیل خنجر ابروے مہوشان جہان
فریب خوردۂ دنیا کہ جسکا ہی شیدا
نجات ہستی ناپائدار اک دم ہی
خموش کیا ہی کہ منہ مین زبان نہین گویا
نگہ بچا ئیو اپنے تئین تو ان سب سے
سوا دھر دامن چشم حور کر یک جا

کہ مجکو دیکھ سگ کوے یار رونے لگا
وہ نقش ہون کہ مٹانے سے مین لگی ہی ہون
گلاب باغ جنان لاکے حور دنکے چہرہ کا
چھوڑایا مجھسے مرا یار کس بہانے سے
سزا جو چاہو کرو ہو گئی یہ ہمسے خطا
ہزارون خون کے دعوے ہین انکی گردن پے
او گال اپنے دہن کا دے اے مرے عیسیٰ
تمھارے ظلم سہینگے رقیب بعد مرے
صدا ہے عمدہ و پاکیزہ اک ہوئی پیدا
کہ اے اسیر بلا نقش بوریاے الم
فداے روے حسینان شہید ناز و ادا
تو کس خیال مین رہتا ہی رات دن غافل
سواے ذات خدا سبکے واسطے ہی فنا
بورد کلمۂ توحید مدح آقا مین
کہ ہین جہان مین بہت شمنان دست نما
لکھا ہی مطلع برجستہ مین نے از رہ شوق

کبھی صنم کی جو دادیکھ لو نہین لعنت وفا
وہ قطرہ ہون کہ اگر ہون فنا تو ہوون یا
مجھے ہی کیا کہ مین اپنی وفا سے درگذر
ترا یہ طرز ستم آسمان پسند آیا
نشہ ہی خوب نہ گرنا کہین ذرا دیکھو
ہوئی ہین کشتہ مری آرزوئین وہ بلکی صدا
مین بیچتا ہون اسے لیجیے ایک بوسہ پر
کہانسے لاؤگے پیارے سخن کو بہر جفا
جو مین نے خوف سے گھبراکے دیکھا سو فلک
غریق بحر غم و مبتلاے حرص و ہوا
ستم رسیدۂ گردون جو ہی ترا دشمن
جہان یہ خواب ہی ہرگز نہین ہی اسکو بقا
تصدق دل تو یہ کہہ لا الہ الا اللہ
قصیدہ ایک نئے طور کا تو کر انشا
یہ سنکے لا یا قلم شاخ نخل طوبا سے
کہ ہو قبول بدرگاہ سرور والا

مطلع

شہا ازل سے ہی مرقوم یہ بکلک قضا
سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
حبیب خاص خدا نائب رسول کریم
فقیہ اکمل و شب زندہ دار پیر ہدا
وہ کون حضرت شاہ جہان قیام صدق
غلام خاص ترا فخر ہی قصیدہ مرا
غلام اس شہ والا عباے پوش کا ہون

ترا خطاب حبیب صداقت والا
فلک جناب زمین مسکن و بشر پیکر
ستون شرع و ورع آب گوہر تقوی
ستون کعبہ اسلام عرش اعظم حلم
کہ جسکے زیر کف پاے جنت الماوا
مرے بیان نے جو بوسے ورق کیلیے
کہ جسکے شوق مین ہین صد ہزار جا قربا

معین دین محمد عقیل آمرزش
ملک خصال پری وش جمیل و حور لقا
چراغ دودۂ چشتی و قادریہ طریق
گل بہشت کمالات خضر راہ صفا
اور اُسکے بعد لکھا تھا یہ مصرع موزون
الٰہی نام یہ کسکا زبان پر آیا
بہار باغ معانی مین فیض قدس سے

دکھا رہی ہی عجب لطف اپنی طبع رسا
ترا لعاب دہن خضر وار گر ہو نصیب
نہ مجکو ہی غم امروز نے غم فردا
ترا غلام جو ہو جاے شاہ ہفت اقلیم
کہ فرط ضعف سے اب فکر کا نہین یارا
یہ مہر طی کرے جب تک منازل فلکی
لباس اہل تنعم ہو اطلس و دیبا
غذاے روح مریدونکو تیرا حسن ملیح

شہا تو مہر درخشان ہین ذرہ ناچیز
تو مجکو آب دہن ہو زروے آب بقا
ترے جلال کے باعث ترے کرم کے سبب
تو سمجھے خاک کو وہ فرش اطلس و دیبا
پس از صلوٰۃ و وظائف بصد خضوع و خشوع
یہ ماہ اُس سے کرے جب تلک کہ کسب ضیا
نماز تا کہ جماعت سے ہوتے مسجد مین
وہ ورد ورد دل یکسان ہو نام ترا
بفرق جملہ مُریدان خصوص بہ سرما

کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا
مین جب سے تیری غلامی مین بسے حاضر ہون
گذرتی ہی مری ہر دم میان خوف و رجا
زیادہ طول نہ دواے سخن تمام کرو
دعا جناب الٰہی مین ہی یہ صبح و مسا
کلیم و خرقہ ہو جبتک فقیرونکی پوشش
زبانون پر ہو روان جبتلک کہ نام خدا
یہ سایۂ قدم پاک تا قیامت ہو

اور جو اس قصے کو ملاحظہ کرے وہ یہ نہ سمجھے کہ فسانۂ عجائب کا جواب لکھا ہی جتنا لکھا ہی لاجواب لکھا ہی نہین مرزا صاحب یگانہ ہین یکتاے زمانہ ہین وہ موجد ہین ہم مقلد ہین فرق اسقدر کہ ہم کم سن اور مرزا صاحب پرانے آدمی ضعیف پھر کہان اُنکی تالیف اور کہان ہماری تصنیف ہم نوجوان وہ صد باران دیدہ سنجیدہ و فہمیدہ پیر کہن پھر کہان فسانۂ عجائب اور کہان سروش سخن کس کو ہماکے ساتھ کیا ہمسری ذرے کو سہا سے کیا برابری جو لطف ونثر مرتب سمجھے وہ البتہ ہمارا مطلب سمجھے مگر صاحب موصوف نے جو اپنی تالیف مین بیچارے میر امّن دہلوی کو بنایا ہی اپنی زبان کی تیزی سے اُس صاف گو کو ایک آدھ کڑا فقرا سُنایا ہی تو ہم بھی اب کہتے ہین کہ سرور لکھنوی نے اٹھارہ مرتبہ فسانۂ عجائب کو درست کیا جو فقرہ سست پایا اُسے چست کیا مگر غلطی نظر نہ آئی کئی مرتبہ کتاب چھپی کہہ دو بات نہ چھپی قصہ اپنا از سر نو ملاحظہ فرمائین ابتدا سے انتہا تک دیکھ جائین اور سمجھین کہ کئی جگہ تانیث کو تذکیر لکھا ہی اور تذکیر کو تانیث بنا رہا ہی ارباب بینش پر سب آشکارا ہی حاجت تصریح نہین اکثر غلط ہی بالکل صحیح نہین حق تو یہ ہی کہ جو اُردوے معلےٰ کی زبان نہین جانتا تذکیر و تانیث کو نہین پہچانتا جو شاہجہان آباد مین نہین رہا ہی جس نے دربار شاہی نہین دیکھا ہی وہ فسانہ کیا لکھے اُسکا مُنہ کیا ہی یون تو کہنے کو بہت سے داستان گو دہلی مین لکھنؤ مین مارے مارے پھرتے ہین اگر وہ بھی چاہین تو فسانہ لکھ ڈالین تھوڑا کام کرکے بڑا نام کرین متقدمین کے سخن پر نکتہ چینی کرین اُن کے کلام مین کلام کرین جیسے لکھنؤ کے بعض شاعر اُنکے باپ دادا اسب سیکھنے سکھائے دہلی سے آئے یہان آباد ہوے وہ اب ہر فن کے موجد بنے

سب شاعرون کے اُستاد ہوے انصاف کیجیے تعلی کی نہ لیجیے مرزا محمد رفیع السودا اور خواجہ میر درد اور خواجہ محمد نصیر اور میر حسن صاحب مصنف مثنوی سحرالبیان یہ سب کہان کے تھے میر تقی صاحب غفران مآب تو بادشاہ شاعران سارے جہان کے تھے اس مین تو کسی کو جاے گفتگو اور تقریر نہین اور اگر ہو تو ع آپ بے بہرہ ہی جو معتقد میر نہین ✤ انکو جانے دیجیے اب غور کیجیے کہ اس زمانے مین غالب نامور سب شاعرون مین فرد ہی جسکے شبدیز خامہ کی ڈپٹ کے سامنے عرصۂ نظم و نثر مین تمام اساتذہ کا کلام گرد ہی ہندوستان سے ولایت تک تو ثانی نہین رکھتا غالب سب پر غالب ہی آپکا شاگرد ہو جو فن شاعری کا طالب ہی اوستاد کو لازم ہی کہ سواے اپنے تلامذہ کے دوسرون کے کلام مین عیب نہ لگائے حرف گیر نہو سعدی کس نیاموخت علم تیر از من ✤ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد اُردو جنکی زبان اُنھین پر لعن طعن ایسا بھی آدمی بے پیر نہو بقول حضرت نسیم دہلوی نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین ✤ کوئی اُردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے ہین ✤ اور ہمنے جو اسقدر صاف صاف لکھا ہی اب اسیر بھی آزردہ کوئی مغرور ہو تو خیر ہم شر نہین کرتے راست گفتار ہین کج بحثی سے بیزار ہین اسمین اب کسیکو الم ہو یا سرور ہو ارباب دانش اور اصحاب بنیش سے یہ التماس ہی کہ مین اس نثر کو لکھکر اُستادی کا دعوی نہین کرتا انا شاعر کا دم نہین بھرتا کسی سے انعام کی خواہش کسی کو نذر دنیا مقصود نہین ہی اپنی التجا کسی سے سواے معبود نہین ہی امیدوار ہون کہ اگر اس مین کسی طرح کی غلطی ملاحظہ فرمائین تو اُس کو اپنی دفور مہربانی سے چھپائین اور سمجھین کہ دہلی کا رہنے والا ہی محاورہ اور روزمرہ سے لکھنؤ کے بھی نا آشنا ہی واللہ ولی التوفیق وہو خیر الرفیق۔

آغاز داستان پیدا ہونا شہزادۂ آرام دل کا اور ملاحظہ کرنا تصویر ملکہ حسن افروز حور شمائل کا اور مائل ہونا اُس پر دل کا اور روانہ ہونا محمود کے ہمراہ اُس نیم بسمل کا

پلا ساقیا آب گلگون کا جام ✤ کہ آتا ہی عالم مین ماہ تمام ✤ لگادے لبون سے کہ اب پیکے مے ✤ کرون سیر باغ ارم جی مین ہی ✤ راویان اخبار کہن مصوران پیکر سخن تصویر داستان کی صفحۂ بیان پر یون کھینچتے

هین کہ سرزمین چین مین ایک بادشاہ تھا نہایت عادل و باذل دریا دل رعیت پرور عدالت گستر عموم عدل و احسان اُسکا رشک افزاے عدل کسریٰ اور نوشیروان تھا جود و سخا مین حاتم کا کیا ذکر ہی محیط اعظم اُسکی وسعت فیض سے بصد پیچ و تاب امواج انگشت بدندان تھا اُسکے عہد دولت مہد مین زبردستون کو زیر دستون سے بہ تعدی پیش آنا موجب جرم و یقین پاداش تھا ہر ایک قوی کا دل ہر ضعیف کی فریاد کی سے مانند وندانۂ تشدید اندیشہ مند خراش تھا سب کا جام تمناے نشاط سے سرشار تھا رنگ ہر طبیعت کا ہمرنگ گلشن و گلزار تھا بہت بادشاہ اُس شہنشاہ گردون بارگاہ کے خراج گزار تھے اور غاشیۂ اطاعت کا دوش سر پر رکھکے بندۂ فرمانبردار و جان نثار تھے خصائل خجستہ اور شمائل میمنت افزا سے اُسکو کام تھا فرخ سیر کجکلاہ اُس شاہ عالیجاہ کا نام تھا مگر اُس شاہ گردون وقار کا باین جاہ و حشم دور کنندۂ غم کاشانۂ امید کا روشن کرنیوالا کوئی فرزند سعادت توام نتھا چراغ دودمان دولت فروغ بخش عالم نہ تھا کس لحظہ یہ الم دل سے بہم نہ تھا کسدم اس درد سے لب پر آہ و نالہ پیہم نہ تھا کون ساعت تھی کہ جگر کا داغ سوزان نہوتا کون وقت تھا کہ رنج و آلام سے گریان نہوتا جب خیال جگر گوشۂ تمنا کا آتا تھا دونون ہاتھون سے کلیجہ تھام کر اشک حسرت چشم تر سے بہاتا تھا سلطنت کو بے وجود فرزند دلبند خاک کے برابر جانتا شہریاری اور حکومت کو وارث تاج و تخت کے نہونے سے باغ خزان سے بیرونق تر جانتا تا شب و روز بصد سوز بدرگاہ حق جل و علے یہ دعا ورد زبان تھی اس مناجات کی تکرار وظیفہ کام و دہان تھی مولانا نظامی قدس سرہ توگفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب دعاے کند من کنم مستجاب ٭ چو عاجز رہا نندہ دانم ترا ٭ درین عاجزی چون نخواہم ترا ٭ اے چارہ ساز بیچارگان واے فریادرس بیکسان تونے اپنے فضل و احسان سے مجھ حقیر عاجز کو اس رتبے پر پہونچایا ایسا مرتبہ بڑھایا کہ ایک عالم کو میرے تحت حکومت کیا میرے آگے گردنکشون کا سر جھکایا سارے مخلوق سے ظل اللہ کہوایا اور یہ توفیق بخشی کہ اس نشۂ دولت مرد آزما سے مستی غفلت ہو غرہ نہوئی اپنی رجوع ہر کام مین تیری درگاہ کے سوا نہوئی اب آفتاب لب بام آیا سفید بال آئے موت کا پیام آیا تیرے فضل سے مجھ بندۂ ناچیز کی خاطر کیا کیا مہیا نہوا مگر کوئی فرزند ارجمند ثمرۂ زندگانی اس گمنام کی نشانی ابتک پیدا نہوا کہ میرے بعد وارث تاج و دیہیم کا ہوتا اور فرمانروا اس اقلیم کا ہوتا تیری ذات دستگیر درماندگان اور وحدہ لاشریک ہو میری مشکلکشائی اور حاجت روائی ادنیٰ کار تیرے نزدیک ہی گل مراد مجھ بے نیاد کا نسیم فضل عمیم سے اپنے شگفتہ اور خندان کر بحق اولاد رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اس درد لا دوا کا جلد درمان کر **مصنف** امیدوار کیون نہون مین تجھ کریم سے ٭

تو مید کون ہو ترے فضل عمیم سے + یہ آہ پر تاثیر اور دعائے شبگیر اُس ہمایون خصال فرخ فال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی آرزوئے خاطر بر آئی تمنائے دل حصول ہوئی آثار فرزند نمایان ہوئے بانوئے شاہ حاملہ ہوئی چراغہائے مراد دعائے خیر طلبون سے شبستان بخت مندی مین فروزان ہوئے بعد گذرنے نو مہینے کے ایک لڑکا مہ پارہ سپہر خوبی کا ستارہ برج حمل نواب خاص محل سے پیدا ہوا ہر خورد و کلان اُس ماہ تابان پر بلا گردان ہوا خورشید انور اُس صورت زیبا کا شیدا ہوا

سراپا از مصنف عفی اللہ عنہ

تھی وہ پیشانی کہ دیکھے جو کبھی ماہ فلک
آدمی کیا کہ ہوئے قتل اشارون مین ملک
اُسکی بینی کی لطافت کو رقم کیا کیجے
دھیان سے بوسہ کے وہ خون کی دیتا ہے جھلک
ناز لیجائے دہن مشک ختن ہاتھ اُٹھائے
طائر رشتہ بپا جسکے وہ رہجائے اٹک
صدف در سے جو دے خامہ دہن کو تشبیہ
کہ جسے دیکھ کے شرماتی ہے کنند کی دمک
جستجوئے کمر یار مین یہ چرخ کہن
پر نہین پاتا نشان اُسکی کمر کا اب تک
اب ہو خاموش سخن طول سخن تا بکجا

مثل تصویر تحیر زدہ رہجائے حباب
چشم فتان مین وہ شوخی کہ اُسے دیکھکے گل
دم بدم ناک مین دم لاتی ہے نتھنونکی پھڑک
کان وہ کان ملاحت کہ نہ دیکھے نہ سُنے
بو کبھی زلف معنبر کی جو پہونچی اُس تک
لب جانبخش وہ ایسے کہ کلام شیرین
ناز و روئے عشوہ کہے چل یہان سے سرک
اُسکی گردن کی صراحی کا اگر وصف کرون
آنکھ پڑ اپنی مہ و خور کی لگا کر عینک
پنجۂ مہر لگا منھ کی بلائین لینے
کتنی لکھ چکیتا فسانہ کی عبارت اب تک

تیغ ابرو کی وہ تیزی کہ دم خونریزی
مارتا تھا کسی نرگس پہ چمن مین چشمک
کیا نزاکت کہون اُسکے گل رخسار کی مین
ہے تمنائے سخن یہ کہ مین پہونچون اُس تک
تار گیسو جو نظر آئے دل شیدا کو
دم عیسے کے برابر ہو جو پہونچے وا تک
چہرے پر رنگ طلائی کی بہار ایسی ہے
رشک ہے گردن مینا بھی ابھی جاد ملک
دزد شب شرق سے تا غرب وہ کرتا ہی تلاش
جسدم آغوش مین مادر کی گیا وہ بالک

الغرض ارکان دولت نے اس مژدہ روح افزا کی خبر اُس شاہ نیاز مند درگاہ بے نیاز گوش بر آواز کو پہونچائی بادشاہ نے بقول میر حسن یہ سُنتے ہی مژدہ بچھا جانماز + کیے لاکھ سجدے کہ اے بے نیاز + تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہو تجھ سے مایوس امیدوار اور بعد نماز شکرانہ حکم دیا کہ آج سے چھ روز تک سب امیر و وزیر غریب و فقیر اپنے گھر مین جشن کرین خزانہ عامرہ سے واسطے مصارف کے جسقدر درکار ہو طلب کر لین سب نے چھ روز تک خوشی کی بعضون نے اندازہ سے زیادہ بادۂ نشاط اور مے انبساط سے مست ہو کر فکر دین و دنیا سے فراموشی کی بادشاہ نے دو ہفتہ جشن جمشیدی کیا حاجتمندون کو اس قدر دیا کہ اب تک اُس ملک مین کوئی محتاج نظر نہین آتا

جنھون نے کوڑی آنکھون سے نہ دیکھی تھی اُنھون نے لعل وگہر کا ذخیرہ پایا صبح ولادت شاہزادہ محمود صبح عید
تھی نامرادون کے قفل بستہ کی کلید تھی الغرض تولد شاہزادہ کی خبر ہر ایک کو معلوم ہوئی اور اُس بدر درخشان
کے حسن و جمال کی آفاق مین دھوم ہوئی بسکہ وہ جگر پارہ آرام دل و جان اور راحت روح روان تھا اسلیے
آرام دل نام رکھا لیل ونہار پرورش سے کام رکھا جب چار برس کامل گذر گئے مرادون کے دن پھر گئے
پانچوان سال شروع ہوا نیر اقبال کا مشرق اجلال سے طلوع ہوا موافق رسم و آئین اُس دیار
کے بڑی دھوم دھام کمال عز و احتشام سے اُس ابجد خوان مکتب خوبی کی بسم اللہ ہوئی خلق کو
دوچند رفاہ ہوئی مصرع ہوگیا لبّ معلّم اُسکا بسم اللہ مین ✣ ادیب اور اتالیق ادب کے سکھانے
کے لیے علما و فضلا علوم پڑھانے کے لیے متعین ہوے تیر انداز نیزہ باز چابک سوار اور ہر قسم کے
اہل کمال ہر ایک ہنر بتانے کے لیے مقرر کیے گئے شہزادہ بسکہ فکر بلند ذہن رسا اور طبع ارجمند رکھتا
تھا دس برس مین تمام علوم سے ماہر اور جمیع فنون پر قادر ہوا جب وہ غیرت ماہ بدر کامل ہوا اور
چودھوین سال مین داخل ہوا سیر کا شوق شکار کا ذوق پیدا ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ نواب شاہزمان
وزیر زادہ کہ شاہزادہ کا ہمسن انیس اور جلیس رات دن تھا آرام دل کے ہمراہ شکارگاہ مین جایا کرتا
چرند اور پرند جانورون کے سیر و شکار سے دل بہلایا کرتا ایک روز حسب دستور شہزادہ مع وزیرزادہ
کے واسطے سیر و شکار کے تشریف فرما ہوا مرغزار مین پہونچکر چند غزالان شوخ چشم صحراگرد اور آہوان
دشت نورد کو ناوک دلدوز سے شکار کیا جو چوکڑی بھولا اُسے کمند ہمسر زلف مین اپنے اسیر و گرفتار کیا
پھر دولتسرا کو مراجعت کی آگے جانے کی فسخ عزیمت کی اب عشق کی حیلہ سازی حسن کی فتنہ پردازی دیکھیے
واقعہ تازہ سنیے کہ محمود نام تاجر باشندۂ فارس نے خاص شہزادے سے دیوان عام مین ملازمت حاصل
کی نفائس تجارت پیش کیے آرام دل نے فرمایا کہ اے محمود کوئی چیز نادر بھی لائے ہو اُسنے قدمبوس
ہوکر عرض کی کہ ایک تصویر نادرۂ روزگار لایا ہون حضور کے ملاحظہ کے قابل جانتا ہون یہ کہا اور
تصویر شہزادے کے حضور مین پیش کی پھر دست بستہ التماس کیا کہ اے مرشد زادۂ عالم یہ تصویر ملکہ حسن افروز
فارس کی بادشاہزادی کی ہے غور تو فرمایئے کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحۂ دنیا پر
اس طرح کی تصویر کبھی کھینچی ہے اور چشم و گوش فلک نے باین عظمت و شان ایسی پری رشک
ماہ تابان آج تک سنی ہے یا دیکھی ہے شعر قمر کی یہ خورشید تصویر ہے ✣ گلے مین ستارون
کی زنجیر ہے ✣ آرام دل کی نظر جو اُس تصویر دلپذیر پر پڑی بیک نگاہ آرام دل کھو بیٹھا
حیات زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا جنون سر پر سوار ہوا کمبخت عشق گلے کا ہار ہوا طرفۃ العین

ہین حشر برپا ہو گیا بقول شخصے مصرع دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا ٭ جنس سودا وہی کا خریدار ہوا اپنا ہی متاع صبر و خرد اُس شہنشاہ حسن و خوبی کی نذر کیا پنجۂ شوق نے گریبان صبر چاک کرنے مین کوتاہی نکی اضطراب کو آغوش مین کیا وہ چشم کہ نرگس شہلا پر چشم زن تھی بہ تمنائے دیدار اُس غزال صحرائے خوبی کے گریان ہوئی اور وہ زلف کہ سنبل زار پر مشک افشان تھی فراق مین اُس نہال خوبی کے پریشان ہوئی وہ دل کہ غم و الم سے فارغ تھا دام گیسو مین گرفتار ہوا اور وہ سینہ کہ مثل آئینہ رونمائے راحت تھا تیر بیداد عشق سے فگار ہوا رنگ ارغوانی چہرۂ تابان سے اُڑ گیا زعفرانی رنگ سے وہ رُخ زیبا برنگ دیگر جلوہ آرا ہوا جب جوش جنون فزون ہونے لگا گھبرا کر محمود سے فرمایا اور بے اختیار رونے لگا مومن خان دہلوی مرحوم کر علاج جوش وحشت چارہ گر ٭ لادے اک جنگل مجھے بازار سے ٭ اے یار دمساز جلد میرے درد کی دوا بتا ورنہ جان لے کہ میرا دم چلا محمود نے دیکھا کہ یہ عجیب گل کھلا طرفہ ماجرا ہوا خوف سے ہراسان اتفاقات زمانہ پر حیران ہوا گھبرا کر سمجھانے لگا لڑکا جانکر بہلانے لگا کہ حضور خیر ہے عقل و عشق مین بیر ہے آپکا کدھر خیال آیا بوجہ طبع نازک پر ملال آیا کہان شمس افروز بدہیئت کہان حضور کی شان و شوکت اور تاج و تخت وہ بیان تو فقط تفریح خاطر کے لیے تھا اس سے یہ غرض و مطلب نہ تھا آرام دل نے ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری تصویر چھاتی سے لگا رونے لگا یاد دلدار مین اشکون سے مُنہ دھونے لگا اور کہنے لگا اے محمود تو آپ ہی آگ لگاتا ہے اور پھر پانی کو دوڑا جاتا ہے وہ جملہ درست تھا اب فقرہ بازی ہے وہ سلسلہ جست تھا اب حیلہ سازی ہے واسطے اُس معبود حقیقی کے جسنے تجھے پیدا کیا اور مجکو اُس محبوب کی تصویر پر شیدا کیا جلد مجکو وہان پہونچا بیقرار ہون تجھ ناکام کو اُس گل اندام سے ملا مین ہمیشہ ممنون منت احسان رہونگا مشکور بدل و جان رہونگا محمود نے کہا اے شہزادے دیکھ کیا ستم کرتا ہے کوچۂ عشق مین کیون قدم رکھتا ہے ٭ نسیم وان موج ہوا ہے اژدر ٭ وان ریگ زمین ہے اخگر ٭ ہر فغان ہوا ہین ہوش ربا ہے ٭ نقش کف پا ہین ریگ ماہی ٭ سایے کو پتا نہین شجر کا ٭ عنقا ہے نام جانور کا ٭ ارے نادان کہان عشق کو آسان سمجھا ابتدا غم و غصہ کھائیگا آخر الامر سوائے حسرت و افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ عشق کمبخت بُرا ظالم بیرحم ہے ارے ظالم اب بھی سمجھ زلف کافر کے پھندے مین اپنے تئین مت پھنسا اگر کچھ فہم ہے نہین تو یاد رہے کہ دین و دُنیا بھول کر مجنون کی طرح صحرا نورد اور آوارۂ کوہ و بیشہ ہوگا عالم مین مشہور جنون پیشہ ہوگا اس دریائے زخار ناپیدا کنار کا کنارہ نہین ہے انتہا پاٹ ہے اس کا ڈوبا تیرتا

نہیں یہ تلوار کا گھاٹ ہے اے نادان تونے نہیں سُنا امانت لکھنوی

عشق وہ گل ہے کہ دامن میں ہیں جسکے سو خار
عشق وہ میوہ ہے جسمین نہیں لذت زنہار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اک بار
عشق وہ باغ ہے جسمین کبھی آئی نہ بہار

عشق وہ شاخ ہے جس مین نہیں پتّا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جس کو نہ شگفتہ دیکھا

یہ وہ گلشن ہے کہ تاراج کرے عیش کا باغ
یہ وہ نکہت ہے کہ بلبل کا پریشان ہے دماغ
یہ وہ گلدستہ ہے پھولونکی عوض جسمین ہین داغ
یہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردے چراغ

سرو اس آگ سے گلزار کا مطبخ ہو جائے
اوس شبنم پہ پڑے آتش گل یخ ہو جائے

یہ وہ دریا ہے کہ ساحل کا نہین جس کے پتا
یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہ گرداب بلا
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہین جسپر صدہا
یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل مین بنے سیل فنا

یہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلائے
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلائے

اے شہزادے اس خیال خام کو دل سے دور کر خاطر آشفتہ کسی طرح مسرور کر آرام دل نے کہا اے مونس غمخوار و اے ہمدم شیرین گفتار میرا تو یہ حال ہے شعر جان تک اُسکی محبت مین گنوا بیٹھے ہین + ہاتھ جینے سے سر دست اُٹھا بیٹھے ہین + تو کسکو نصیحت کرتا ہے کس کو سمجھاتا ہے ناحق کیون بیہودہ بکتا ہے مجھے بھی بکواتا ہے بیدل تو و پندہاے خوش بہن بتو ناصحا چہ خبر از ین + کہ زخنجر مژۂ کسی چہ گذشت بر جگر کسے + محمود کہ بڑا مرد دانا نہایت عاقل و فرزانہ گرم و سرد زمانہ دیدہ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ تھا سمجھا کہ جادوگر عشق نے فسون نگاری کی یہ بلا سر پہ آئی کتنا ہی بکون گا ہرگز نہ مانیگا زیادہ سمجھاؤنگا تو دشمن جانیگا شعر نسیم مجنون ہو اگر تو فصد لیجے + سایہ ہو تو دوڑ دھوپ کیجے + کچھ روگ جو درپے خلش ہو + درمان کے لیے دوا و دوش ہو + بیماری عشق لا دوا ہے + اس باغ کی اور ہی ہوا ہے + آخر تو یہ جی سے اپنے ہے تنگ + ایسا نہو لائے اور کچھ رنگ + یاد آئین جو ابروان خمدار + رہتے نہ کہین گلے پہ تلوار + ناچار دلداری کرنے لگا اُس زاویہ نشین حرکدۂ الم کی غمخواری کرنے لگا اور کہا اے شہزادے اگر یہ بات جی مین سمائی ہے ایسی لہر آئی ہے تو ذرا صبر کر چندے دل پر جبر کر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا عیان آئینہ مراد سے کیا نمایان ہوتا ہے ایسی بیقراری اتنی آہ وزاری دشمنون کو بیمار کرے گی رسوائے کوچہ و بازار کرے گی للہ ذرا اپنے تئین سنبھال رنج و الم خاطر غمگین سے نکال خدا کو یاد کر یہ جوانی مفت نہ برباد کر اُسکی ذات، جامع المتفرقین ہے کسی صورت سے ایسی شکل نکل آئیگی کہ درجانان تک

رسائی ہو جائیگی خاطر نازک کیون رنجور ہو مین نے تصویر دکھلائی میرا ہی قصور ہی خیر اپنے کیے کو آپ انجام دونگا تمھین دلدار تک پہونچاؤن گا آرام دل نے کہا اے محمود کیا کہون سحر درد فرقت کو پہونچتی نہین ایذا کوئی + دل مین بیٹھا ہوا ملتا ہو کلیجا کوئی + داغ سینے کے اُبھرے ہی چلے آتے ہین + جب کسی طرح ٹھہرتا نہین پھاہا کوئی + دشت غربت مین خضر تک نہین ملتے ہمکو + راہ مقصود بتا دے نہین اتنا کوئی + یہ کہا اور اُسی وقت سامان سفر کی طیاری کا حکم دیا محمود نے دستار سر سے اُتار شہزادے کے قدمون پر رکھی اور عرض کی کہ حضور اتنی جلدی نہ کیجیے ایسا نہ گھبرائیے ذرا دل کو تسکین دیجیے رات بھر توقف کیجیے صبح اختیار باقی ہی حضور جب توسن اقبال پر سوار ہونگے غلام بھی ہمراہ رکاب چلے گا نصرت و فیروزی جلو دار ہونگے ایک دم قدم نہ چھوڑونگا اطاعت سے کسی شکل مُنھ نہ موڑون گا آرام دل نے کہا ہان سچ ہی لا اعلم گذرتی ہی جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے + جو ہو بیدرد وہ درد دل بیمار کیا جانے + عبث کرتا ہی تو فکر دوا اے چارہ گر بیٹھا + ابے جا بھی مزہ اس درد کا تیری بلا جانے + اے رہنما ے کو یہ نعبت حال زار کیا بیان کرون کیفیت بیقراری دل کو کیونکر عیان کرون شعر سینے مین طپش دل کو ہی بسمل کے برابر + بسمل بھی نہ تڑپے گا مرے دل کے برابر + محمود نے کہا حضور یہ سب بجا ہی اسمین شبہہ کیا ہی عشق بُری بلا ہی وامق و فرہاد کو اسی نے تباہ کیا ہی مگر صبح تک تامل فرمائیے منزل مقصود کچھ بعید نہین ہی رات بھر ٹھہر جائیے زیادہ گفت و شنید نہین ہی غرض آرام دل نے محمود کے اصرار و عجز و انکسار سے رات بھر صبر کیا و لیکن کمال جبر کیا مگر اُس کمان ابرو کے شوق مین تمام شب چلایا کیا اُس گلبدن کے اشتیاق مین سینہ بے کینہ پر داغ کھایا کیا جب دل پر صدمہ کمال ہوتا تھا یہ غزل پڑھ کے روتا تھا آغا حسن

جلایا یار نے ایسا کہ ہم وطن سے چلے	مثال شمع کے روتے اس انجمن سے چلے
ہزار طرح کی رنگینیان ہون غنچے مین	مجال کیا کہ جو بڑھکر ترے دہن سے چلے
جو دسترس ہو تو ہاتھون سے تار تار کرے	جنون کا زور بس مرگ اگر کفن سے چلے

آخر اسی آہ و زاری اور بیقراری مین گریبان سحر چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ پاک ہوا اُدھر نمود سحر ہوئی ادھر دل ستم رسیدۂ ہجران دیدہ کو فوراً خبر ہوئی جب شاہد ماہتاب با ہزاران کرشمہ و ناز حجلۂ مغرب مین روپوش ہوا اور آفتاب عالمتاب مثل عاشقان سینہ فگار سرا ے مشرق سے نکل کر مسافر خانہ بدوش ہوا آرام دل نے دو اسپ باساز و یراق اصطبل خاص سے

طلب فرمائے داروغہ حسب الحکم دو گھوڑے بادرفتار کہ جنکی سبک خرامی کی نسیم سحری قسم کھائے تیزرفتاری مین باد صرصر نقش سے پیچھے رہ جائے فی الفور حاضر لایا آرام دل نے محمود سے فرمایا کہ بسم اللہ سوار ہو اب کوئی طرحکی نہ تکرار ہو شمشیر ولایتی کمر مین لگاکر رکاب مین پائون ڈالا اور یہ شعر سلطان عالم شاہ لکھنؤ کا پڑھا اختر در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین + رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین + چند عدد جواہر بے بہا اُس لعل نایاب کان عشقبازی نے خانۂ زین مین رکھ لیے اور تبلاش دلبر روانہ ہوا محمود کہ اپنی اس حرکت نا محمود سے نہایت پشیمان تھا خجالت سے سرور گریبان تھا بپاس سخن اور بمقتضائے محبت دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر دنبال شہزادے کے روان ہوا قریب پہونچکر کہا کہ حضور نے دفور بیتابی سے تنہا چلنے کا قصد فرمایا ہے ایک جلودار تک ہمراہ نہین آیا ہے اسقدر بے سامان سفر کرنا نازیبا ہے اندیشے کا مقام ہے رہ نوردی سخت بلا ہے آرام دل نے کہا اے محمود بیکسون کا اللہ والی ہے غور کر کہ ہم تنہا نہین یہ ہماری خوش اقبالی ہے حضرت عشق ہمراہ ہین علم بردار نالۂ واہ ہین چتر داغ جنون سر پر ہے دل بیتاب رہبر ہے روح مجنون و فرہاد رکاب مین ہے جان وامق ناشاد زمرۂ احباب مین ہے اس شان و شوکت کی سواری ہے یہ سب طیاری ہے پھر کیون کسی کو ہمراہ لیتا کسواسطے تکلیف دیتا حضرت اُستادی غالب

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین + ایک چکر ہے مرے پائون مین زنجیر نہین +
شوق اُس دشت مین دوڑاتا ہے مجکو کہ جہان + جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہین +

القصہ خیال جانان دمساز محمود دلسوز ہمراز حال دل کہتے سُنتے باگ اُٹھائے چلے جاتے تھے راحت آرام کا تصور بھی دل مین نہ لاتے تھے اس قدر درجانان پر پہونچنے کا اشتیاق تھا راستہ کاٹنا اتنا شاق تھا کہ گھوڑے کے ہلاک ہونے کا مطلق نہ خیال تھا یہ غزل وردزبان تھی اور عجیب حال تھا میر وزیر علی صبا

گھر سے وحشت مین جو مین بےسروسامان نکلا	کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا
شکل ملبوس ہوئی جامہ دری مین مانع	تا بدامن مرے ہاتھون سے گریبان نکلا
روز و شب فرقت جانان مین بسر کی ہم نے	تجھ سے کچھ کام نہ اے گردش دوران نکلا
آستین ہر گھڑی چڑھتی ہے مرے دامن پر	دشت وحشت بھی عجب رستم دستان نکلا
بحث گریہ رہی مرغان چمن سے کیا کیا	اے صبا پر نہ بخار دل نالان نکلا

ایک روز چلتے چلتے دن تمام ہوا شام ہوئی وقت آرام ہوا مگر کہین کوئی انسان آبادی کا نشان

نظر نہ آیا محمود شہزادے کو اُسی صحرائے سبزہ زار مین ایک درخت کے نیچے لایا اور کہا کہ یہان جانورون کو راحت ہوگی آرام دل نے ایک آہ کھینچکر کہا لا ولی عشق جب سر پہ چڑھا اُن کے راحت کیسی ✤ جب کہ اُلفت مین قدم مارا تو کلفت کیسی ✤ غالب سرگشتگی مین عالم ہستی سے یاس ہے تسکین کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ✤ پھر پشت مرکب سے اُترا اور درخت کے نیچے بیٹھ گیا خیال جانان مین شب ماہ کی سیر جو آنکھون مین گذری مثل مجروح اثر کشیدہ ماہتاب کے تڑپتا تھا اور یہ مطلع پڑھتا تھا شہیدی ذبح کرتی ہے مجھے بے تیغ و خنجر چاندنی ✤ کسقدر بیرحم ہے اللہ اکبر چاندنی ✤ پھر جو دل بیچین ہوا تو ملکہ حسن افروز کی تصویر کہ حرز جان تھی بازو سے کھول کر سامنے رکھی پہلے تو بلائین لین اور قربان ہُوا پھر کنار شوق مین لیکر گویا بآین بیان ہوا مصنف غضب ہے آفت جان ہے ابھی سے تو لڑکپن مین ✤ شرارت کوٹ کر حق نے بھری ہے تیری چتون مین ✤ غالب چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے ✤ یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے ✤ محمود نے کہا حضور کیون غم کھاتے ہین ناحق صدمے اُٹھاتے ہین نظر بفضل باری چاہیے اُسکی یادگاری چاہیے انشاء اللہ تعالی قریب تر زمانہ وصل دلدار ہے تھوڑے عرصہ مین دریائے غم سے بیڑا پار ہے آرام دل چپ ہوگیا جب بہت رات گذری بجائے غذا غم و غصہ کھایا پانی کی جگہ آنسوؤن کے گھونٹ پیے جب خوب جی بھر گیا رنج و الم اپنا کام کر گیا خواب غشی نے بارگاہ چشم مین بار پائی بیٹھے بیٹھے نیند آئی بیساختہ فرش زمین پر گر پڑا محمود سمجھا کہ شاید آرام کیا فرط محبت سے پاؤن دبانے لگا آنکھون سے تلوے سہلانے لگا آرام دل خیال دلدار مین بیہوش از خود فراموش خواب سے ہم آغوش ہوگیا محمود بھی گردش فلک کینہ ور سے بے خبر اور روباہ بازی زمانہ دون پرست سے بے خطر ہو کر قریب شہزادے کے سو گیا

داستان غائب ہوجانا آرام دل کا عالم خواب مین اور پہونچنا ملک داراب مین اور شادی ہونا صنوبر پری پیکر وہان کی شہزادی سے

لا ساقی ذرا تو بادہ ناب
دے جلد مے مغانہ مجھکو
دے جلد مجھے کہ اب نہین تاب
یاد آتا ہے اک ترانہ مجھکو
اک جرعہ مے مجھے پلا دے
اب دختر رز سے تو ملا دے

راویان داستان کہن و طے کنندگان عرصہ سخن میدان وسیع بیان مین اسطرح گرم جولان ہوئے ہین کہ ملک داراب مین ایک بادشاہ تھا اُس کی ایک

لڑکی تھی صنوبر نام نہایت نازنین گل اندام اُس شہزادی کی نسبت کسی اور ملک کے شہزادے سے
قرار پائی تھی چندروز کے بعد وہان کا بادشاہ با فوج جرار وخزانہ بیشمار واسطے انجام اس مرام کے
آیا شہر پناہ کے باہر اُسکا قیام تھا وہان کے بادشاہ سے شادی کے باب مین کلمہ وکلام تھا اور اُدھر
بھی انتظام تھا اتفاقاً لال پری اور سبز پری دونون بہن اُس رات تخت پر سوار کسی سمت واسطے
سیر کے جاتی تھین بالا بالا اس شادی کے شہر مین گذر ہوا تخت سے اُترین اس جلسے کا تماشا
مدنظر ہوا شہر دیکھا غیرت گلستان نمونۂ باغ رضوان تمام بازار آراستہ دوکانین سب پیراستہ
ہر فرد بشر سُرخ پوش ہر ایک معشوق غمزۂ وادا مین بیباک نشۂ حسن مین مدہوش نہرون
مین فوارے جاری ہر کوچہ بازار مین نئی طیاری تمام شہر مین شادی کی دھوم دھام جا بجا صدہا
آدمیون کا ازدحام ناچ رنگ کا سرانجام مثنوی عجب طرح کا شہر تھا دلفرا + کہے تو نمونہ تھا
فردوس کا + اور شہر پناہ کے باہر عجب کیفیت تھی صدہا خیمے استادہ ہزارہا سوار اور پیادہ جوانون
کے دل تو بچانون کے بادل آدمیون کی کثرت کہ شانے سے شانہ چھلتا تھا وہم وخیال کو راستہ
نہ ملتا تھا ہر خیمے مین شاہدان دلنواز کرشمہ وناز کا ساز وانداز سرگرم نغمہ سرائی بات بات مین
دلربائی شہانے مین کانڑے کی الاپ گنگھروؤن کی صدا طبلے کی تھاپ سرون کا باہم ملاپ
بائین کی کمک بین کے جوڑون کی تکرار نغمۂ آفرینی مین ہر ساز کی بہار مطربان خوشنوا کبھی
یمن کلیان کبھی بہاگڑا کبھی دیس گاتے ہین ہوش اہل بزم کے اُڑے جاتے ہین عالم سکوت
ہی نشاط کار فرما ہی محویت ملک وملکوت ہر کسی کا خیال کی تانون پر خیال ہی کوئی جھنجھوٹی کی دھن
مین اس غزل کو گا رہا ہی سُننے والون کا بُرا حال ہی مصنف آباد پھر ہوا ماتم سرائے دل +
آتی ہی بار بار صدا ہائے ہائے دل + سُنتے ہین ہم کہ آتش حسرت سے جل گیا + اچھا ہوا بلا سے
یہی تھی سزائے دل + کب تک تمھارے ہجر مین خون ہو کے یہ بہے + پیارے کچھ انتہا بھی ہی
آخر برائے دل + کردینگے یہ ملائکہ مین حشر سا بپا + پہونچینگے آسمان پہ اگر نالہائے دل +
اس درد لا علاج کا کس سے کرون رجوع + عیسےٰ کے پاس بھی تو نہوگی دوائے دل + قصہ بہت
طویل کہانی دراز ہی + ناصح نہ پوچھ مجھسے تو کچھ ماجرائے دل + سُن مجھ سے پہلے تھا یہ شگفتہ
مثال گل + سب خار تھے نظر مین ہماری سوائے دل + گل سے بتا نہ بلبل زار ایک گل
کو دیکھ + تسکین ہوئی ہمین کہ یہ تھی انتہائے دل + پر اب تو وہ نہ گل ہی نہ بلبل رہا مگر +
اک آگ سی ہی سینے کے اندر بجائے دل + اب ہوگئی شراب محبت دو آتشہ +

دل اُسپہ ہی فدا تو سخن ہی فدائے دل ۔ اور نقارخانون مین شہنائی کا شور نوبت کی ٹکور
ہرایک اپنی اپنی پوشاک سج رہا تھا باجون کے غل سے ایک ہنگامہ مچ رہا تھا پریون نے جو یہ
سامان دیکھا راجہ اندر کی صحبت کا گمان ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ صاحب یہ کیا کارخانہ کیسا ہنگامہ
ہی وہ بولا ہماری شہزادی کی آج شادی ہی یہ بادشاہ برات لیکر آیا ہی ہمارے شاہ کو جو کمزور پایا
ہی تو اپنے بیٹے کے ساتھ کہ وہ نہایت کریہہ منظر ہی استدعا شادی کی رکھتا ہی اصل تو یہ ہی بڑا ستم کرتا
ہی اور ہمارے شاہ کو ابھی اسکی خبر نہین ہوئی ہی دیکھیے کیا سانحہ درپیش ہوتا ہی وہ شاہزادہ مردود
ہوتا ہی یا بادشاہ کا خویش ہوتا ہی یہ سُنکر لال پری نے سبز پری سے کہا کہ بہن ایسی صورت تو دیکھنے
کے قابل ہی سیر کے لائق وہ محفل ہی چلو ذرا دیکھ آئین یہ مصلحت کرکے دونون نے اپنی صورتین بدلین
اور دوجوان خوشرو بنکر ہتھیار کمر سے لگا کر سیر دیکھتے چلین رفتہ رفتہ ایک خیمہ فردوس منزل مین
کہ جسمین خاص محفل تھی پہونچین دیکھتی کیا ہین کہ ایک کالا بھوجنگا آبنوس کا کندہ پاؤن سے لنگڑا
ہاتھ کا ٹنڈا لال لال خونخوار آنکھین بھوین جیسے دو کھنکھجورے ناک بیٹھی ہوئی ہونٹھ لٹکے ہوے
دانت مانند شریفے کے بیجون کے نمایان بال مثل تنکلے کے سخت و درشت یا جیسے ڈور کہ جسمین صدہا
مُریان اس جوانی مین گالون پر جھریان سر مین کھجاتے کھجاتے ایسے گڑھے پڑ گئے تھے کہ سر ناہموار
پر مندیل باندھنی دشوار تھی ایک ہاتھ کہ شانے سے غائب ہی اُسکی شان عجائب ہی دوشالے
مین چھپائے بیٹھا ہی دہنے پاؤن کو کہ فالج زدہ ہی بائین پاؤن سے دبائے بیٹھا ہی غرض
وہ شاہزادہ عجب ہیئت گذائی سے اُس مسند زرنگار پر کہ قابل جلوس شاہان بلند اقتدار کے
تھی بیٹھا ہوا تھا اپنی امنگ مین نشۂ غرور کی ترنگ مین پیٹھا ہوا تھا پریون نے جو یہ کیفیت دیکھی
لاحول پڑھتی ہوئین باہر نکلین اور پھر اُسی تخت پر سوار ہوکر کسی سمت روانہ ہوئین اب قدرت
کبریائی زمانے کی کج ادائی دیکھیے کہ جس مقام پر وہ کشتۂ خنجر ناز مع اپنے رفیق کے سوتا تھا
اتفاقاً اُن پریون کا ادھر بھی گذر ہوا افسون کار عشق کا اثر ہوا دیکھا کہ ایک جوان نازنین
زہرہ جبین فرخندہ بخت قمر طلعت پری لقا بحر حسن کا دریکتا فرش پر توکل خدا کا تکیہ لگائے
خواب غفلت مین پڑا سوتا ہی ماہ تابان اُس شہنشاہ حسن و خوبی کا پاسبان ہی بار بار تصدق
ہوتا ہی چہرۂ مبارک سے فرشاہی نمایان ہی پیشانی مطلع الانوار مثل نیر اعظم تابان ہی زلف مسلسل
دلون کے قید کرنے کو زنجیر ہی مگر طرہ یہ ہی کہ خود بھی کسی زلف خمدار کا اسیر ہی ہیئت ابرو
مطلع دیوان خوبی ہی نقطۂ انتخاب چہرۂ محبوبی ہی یا مطلع دیوان عالی ہی چشمہ دہان

بحر دُرِّ افکار زلالی ہو اُسپر سبزۂ خط کی نمود ہو خضر چشمۂ زندگی کی حراست و نگہبانی کےلیے موجود ہو
مروارید دندان صدف دہان مین اسطرح پنہان ہین گویا دہن غنچہ مین موتیے کی کلیان ہین
چاہ ذقن کی چاہ مین دل عاشقون کا ڈانوان ڈول ہو نقد دل وجان اُسکے ایک قطرۂ آب کا مول
ہو دستِ نگارین شاخ مرجان ہین یا شمشاد کی دلاویز ٹہنیان ہین سینہ کی صفا تختۂ بلور کی آب
وتاب ستاتی ہو بلکہ گوہر کی آبرو خاک ہوئی جاتی ہو گیسوے مشکین سیاہی مین لیسان شب دیجور
تاریک ہو کمر رگ گل کے مانند باریک ہو خلاصہ یہ ہو کہ سر سے پانون تک نور ہو قدرت حق کا
ظہور ہو بیہوش شاہد خواب سے ہم آغوش سوتا ہو مگر بخت بیدار ہو بظاہر کمسن ہو لیکن ناوک
غم سے سینہ فگار ہو اُس دلربا کو دیکھ پریون کے ہوش پران ہوے حسن خداداد کے کرشمے
عیان ہوے باہم کہنے لگین کہ اگر یہ پسر اُس دختر حور منظر کا شوہر ہو تو زیبا ہو اور یہ ماہرو اُس
خوبرو کا ہم پہلو ہو تو بجا ہو سبز پری نے کہا ہین یہ امر دشوار ہو کیونکہ خدا جانے یہ کون بیچارہ مسافر
ہو کیسکے فراق مین اسنے یہ جوگ لیا ہو کسکا عاشق زار ہو مگر ہان ایک تدبیر اس کمبخت شاہزادے
کی اچھی سوجھی ہو کہ اُس کو وہان لے چلین اور اُس شاہزادی کے ساتھ کردین جب نکاح
ہو چکے اُسکو پھر یہان پہونچادین وہ شہزادہ کہ نہایت بدشکل اور بدشمائل ہو سواے اس
تدبیر کے شادی ہونی اُسکی بہت مشکل ہو اسی ذریعے سے اپنی بی بی پر قابض ہو جاے
مقصد دلی حاصل ہو اپنے جی کی مراد پاے لال پری نے کہا ہین بات تو خوب ہو میرے بھی
جی کو مرغوب ہو چلو آج کچھ تفریح نہوئی تھی یہی دل لگی سہی یہ مشورہ کرکے آرام دل کو
تخت پر لٹایا اور محمود کو سوتا چھوڑا ایکبار تخت اُڑاکر ملک داراب مین پہونچین آرام دل
کو اُسی محفل مین لیجاکر ایک سمت لب فرش بٹھادیا سوتا تھا جگادیا پھر آپ لباس مردانہ
زیب بدن کرا ور خدمت مین بادشاہ یعنی دولہا کے باپ کی جا یون عرض کی کہ ہمنے سنا ہو
کہ یہان کا بادشاہ اس کار خیر کے انجام مین پس وپیش کرتا ہو اور ایک حجت توہی درپیش کرتا
ہو کہ وہ شہزادہ نہایت بدشکل اور بدہیئت ہو ہم ہرگز اپنی لڑکی کی شادی اُسکے ساتھ نکرینگے
اگر وہ نمانیگا تو اُس سے مقابلہ پیش آئینگے لڑ مرینگے مگر اُس شاہ کو اپنے لوگون کے کہنے پر
یقین کامل نہین ہو اس امر کی تحقیق پر طمانیت کلی حاصل نہین ہو اسواسطے آج وہ بادشاہ
یہان تشریف لائیگا شہزادۂ عالم کو ضرور دیکھ جائیگا مناسب وقت یہ ہو کہ ضرور کسی شخص کو
محفل مین مستثنے کردین اور دولہا بناکر مسند پر بٹھادین جب وہ بادشاہ دولہا کو شکل حور

پائیگا تمام غم و الم بھول جائیگا شادی کرنے پر راضی ہوگا نہ گلۂ عزیزان نہ شکوۂ قاضی ہوگا بادشاہ
نے کہا بہت مناسب ہے پھر مع ان دونون خیرخواہان مصنوعی کے محفل مین تشریف لایا اور واسطے
انتظام اس امر کے اُنھین دونون کو معین فرمایا شعر بیان کا توقصہ مین چھوڑا یہان + سُنو پھر اُسی
غمزدے کا بیان + کہ جب پریون نے شہزادے کو تخت سے اُتارا زیب انجمن کیا اور محفل تاریک
کو اُسکے جمال سے روشن کیا - آرام دل نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ نہ محمود وفادار نہ سمند باد رفتار
نہ وہ درخت نہ وہ مرغزار نہ کوئی ہمراہ نہ چین کی راہ فقط مین ہی ہون اکیلا تنہا گھبرا کر دونون ہاتھون
سے آنکھین ملنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ خدایا یہ عالم خواب ہے یا بیداری بیہوشی ہے یا ہشیاری شعر
دل مرا پھر دکھا دیا کسنے + سوگیا تھا جگا دیا کسنے + آخر بغور و تامل جو ملاحظہ کیا تو کوئی آثار خواب
کا نظر نہ آیا سوچا کہ یہ چرخ کینہ ور کی جلسازی ہے بیشک اسی ناہنجار کی شعبدہ بازی ہے آنکھوںمین
آنسو بھر لایا اور مثل تصویر خاموش ہوگیا لیکن شمع کو فروزان اور پروانون کو سوزان دیکھکر تمام
اعضاے تن مین تخلل سوز عشق کا پیدا ہوا فروزندگی شمع جمال جانان کا اثر ہویدا ہوا جام گلگون
نے چشم خمار آلودۂ یار کی یاد دلائی دور ساغر سے گردش چشم دلبر دلنواز یاد آئی قلقل مینا نے
خندۂ سرشار محبوب کی صدا سُنائی نکہت گل نے رائحہ عنبر نثار دہان یار کی یاد دلائی فغان بلبل
پر آواز دردناک اغیار کا دھوکا ہوا نسیم کو شمیم زلف جانان تصور کر کے ہوش مین آیا گلدستون
پر جو نظر پڑی دست حنا بستہ کی تشبیہ درست ہوئی ادھر تو فراق معشوق کے اندوہ سے
آشفتگی دل دست گریبان تھی اُدھر اور ہی تدبیر خاطر پریونکی ہمعنان تھی کہ دونون پریان
اہل مجلس کی نظارہ کنان آرام دل کے قریب آئین ہاتھ پکڑ کے علیحدہ خیمے مین لے گئین اور
کہنے لگین کہ اے شخص تو بڑا نصیبے ور ہے اقبال تیرا یاور ہے کہ تونے بے محنت یہ دولت لازوال
پائی بے مشقت ایسی پری لقا تیرے ہاتھ آئی اب تو کچھ وسواس دلکو اور واس نہ کر نہا دھو کے
پوشاک شاہانہ زیب بدن کر اور اپنے نور جمال سے اس انجمن کو روشن کر پھر خواصون کو حکم سُنایا کہ
بہت جلد شہزادہ عالم کو دولھا بنا کر محفل مین لاؤ خبردار اس مین دیر نہ لگاؤ یہ سنتے ہی خواصون
نے آرام دل کو طلائی چوکی پر بٹھایا اور غسل شادی سے فارغ کر کے لباس شاہانہ پہنایا
عجب ایک تماشاے عروسی دکھایا آرام دل یہ خدا کے کارخانے عشق جگر سوز آتش افروز
کے بہانے دیکھکر دنگ ہوگیا عقل جگہ مین آئی ردیف حیرت ہوا قافیہ ہوش تنگ
ہوگیا سینۂ سوزان مین سوزش دونی ہوئی جوش جنون کی افزونی ہوئی فلک کجرفتار کی

کبھی بہ غصہ آیا ہر ہر عضو کانپا بدن تھرایا کچھ بس نہ چلا ناچار گریبان مین سر جھکایا جس وقت خواصون
نے قصد آرائش کا کیا اسدم جو حال آرام دل کے دل کا تھا قلم اُسے ہرگز نہین لکھ سکتا زلف
سُلجھانے سے برہم ہوا سرمہ لگانے سے چشم پرنم ہوا آئینہ جو دکھایا سکتہ کا عالم نظر آیا موتیون کا سہرہ
جو باندھا دریاے اشک جوش زن ہوا روتے روتے اشکون کی جھڑی بندھ گئی گوہرشار ہوا ہر اشک
سے موتیون کی لڑی بندھ گئی پھولون کی بدھی جو پہنائی دردشانہ ہوا خار غم کے خدنگ کا نشانہ
ہوا غرض بہزار دشواری اُس گل اندام کو بنا بنا کر محفل مین لاکر بٹھایا اس عرصے مین وہ شاہ فلک
جناب یعنی دولھن کا باپ بھی شہزادے کو دیکھنے آیا یہ خبر سُنتے ہی دولھا کا باپ استقبال کو
دوڑا بکمال اعزاز و اکرام لایا ہاتھ پکڑکر جواہر نگار کرسی پر بٹھایا بادشاہ نے آرام دل کو دیکھا
ہزار جان سے نثار ہوا فرط سرور سے بیقرار ہوا دل کا وسواس جاتا رہا دولھا کا باپ اِدھر اُدھر
کی باتین کرکے حرف مطلب زبان پر لایا بادشاہ نے بکمال خوشی قبول فرمایا اور رخصت ہوکر قلعہ مین
داخل ہوا یہان اُسی روز کچھ رات رہے برات طیار ہوکر بڑی دھوم سے روانہ ہوئی جب دولھن
کے دروازے پر پہونچی کارپردازان شاہ نے آگے بڑھکے استقبال کیا تواضع تعظیم مین مبالغہ
بدرجۂ کمال کیا پھر قاضی صاحب تشریف لائے نکاح پڑھایا کئی ملک کے خراج پر عقد باندھا دولھا
کے باپ نے ہوشیاری کی بڑی عیاری کی کہ کابین نامہ مین اپنے اصل لڑکے کا نام لکھا ہر طرح کا
مطلب ضروری بہ ترتیب و انتظام لکھا جب نکاح ہوچکا ناچ گانا شروع ہوا ہر شخص اُسکی طرف
رجوع ہوا آرام دل نے وہان کے ایک مہتمم سے کان مین کہا کہ مین بےچین ہون چاہتا ہون دو گھڑی
سو رہون اُسنے عرض کی بسم اللہ رنگ محل مین چلکر آرام فرمائیے یہان کیون تکلیف اُٹھائیے
غرض آرام دل وہان سے اُٹھا اور رنگ محل مین گیا مسہری زرنگار پر اپنی معشوقہ کے فراق
مین لوٹنے لگا روتے روتے سوزش دل جو سوا ہوئی تو یہ فرد خواجہ میر درد کی زبان سے
آشنا ہوئی دردطپش کو دلکی مین سمجھا تھا یہ آنسو بجھا دینگے + مگر یہ آگ تو پانی سے بھڑکی
اور بھی دونی + پھر جو دل بیقرار نے سُنایا تو بصد حسرت و یاس یہ فرمایا مصنف سنبھالا ہوش
تو مرنے لگے حسینون پہ + ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے + کبھی ضبط کے ساتھ
روتا تھا کبھی بے اختیاری سے بآواز بلند بکا کرکے ان اشعار درد انگیز کا نالہ سرا ہوتا
تھا جراءت یہ سوزِ عشق نے کیسی لگادی آگ اے ظالم + جلا جاتا ہی دل بر مین
بھنکا جاتا ہی تن اپنا + نہ کوئی یار نے غمخوار نے مونس نہ ہمدم ہی + سُناوین کسکو ہم

درد و غم و رنج و محن اپنا ✤ فرد قیس اور فرہاد بھی تو ہارے تھے بیمار عشق ✤ یہ الٰہی مجھکو یہ کیسا دیا
آزار عشق ✤ غرض کیسی نیند کہان کا سونا یونہین ہر دم رونا آنسوؤن سے مُنھ دھونا۔

بیقرار ہوکر آنا صنوبر پری پیکر کا دلبر کے اشتیاق مین اور عاشق ہونا

آرام دل پر پھر شب و روز جلنا اور شمع سان گھلنا آتش فراق مین

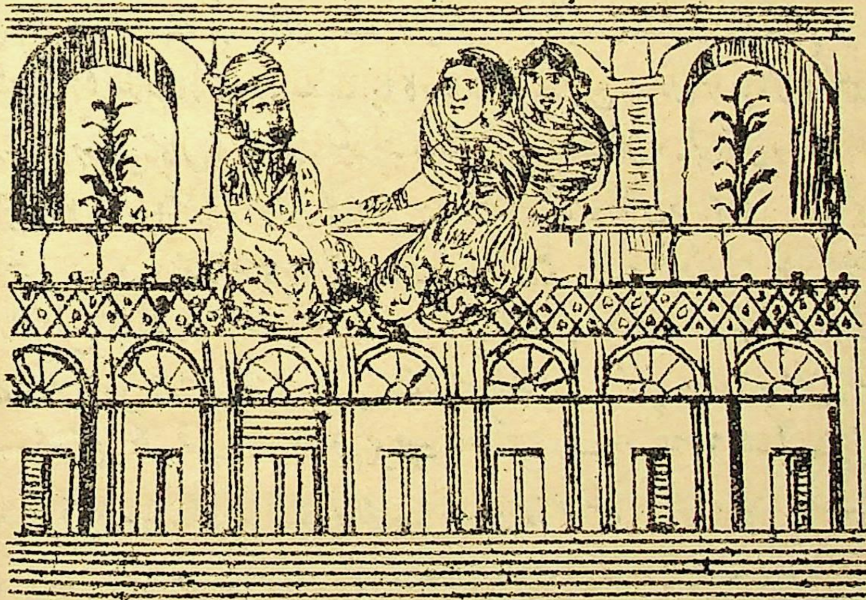
خدا را ذرا ساقیا اُٹھ شتاب ✤ مرے سامنے لا شراب و کباب ✤ کہ اک جام پی اور قلم کو اُٹھا ✤ کسی خستہ دل کا لکھون ماجرا ✤ اب انکو تو یہان بیقرار رہنے دیجیے اور کچھ حال اُس عروس شہزادہ سیہ فام یعنے صنوبر ناکام کا سُنیے کہ قبل از شادی صنوبر شہزادی یہ خبر پا چکی تھی کوئی دلسوز یہ قصہ سُنا کر اُسکا دل جلا چکی تھی کہ جس شخص کے ساتھ تیرا بیاہ ہونے والا ہے وہ پنج عیب شرعی اور ایسا کالا ہے کہ اگر دیو سفید بھی اُسکی صورت پُر کدورت دیکھے تو مارے خوف کے کالا ہو جائے مقابل ہونے کی تاب نہ لائے مگر شرم و حیا دامنگیر تھی اسلیے راضی برضائے تقدیر تھی جب اُس صورت منحوس کے وصل کا خیال کرتی تھی رو رو کے روتے اپنا بُرا حال کرتی تھی مگر لوگون کے سامنے کبھی اس بات کو زبان پر نہ لاتی تھی اس گفتگو کے باب مین اپنے مُنھ پر گویا مُہر خموشی لگاتی تھی اکثر انیسین جلیسین اُسے خاموش دیکھکر کہتی تھین کہ اے شہزادی سبب خاموشی اور افسردہ دلی کا کیا ہے چُپ رہنے کا منشا کیا ہے آج خدا نے یہ دن دکھایا ہے گل امید کی شگفتگی کا روز آیا ہے ہنسو بولو کچھ بات کرو تو اُسنے کہتی کہ ارے لوگو مین کیا خاک ہنسون کیا بات کرون خدا کی شان کو دیکھتی ہون کہ تقدیر کہان لڑی ہے کس مصیبت مین جان پڑی ہے کس بلا کا سامنا ہوگا بلا اور بھوت سے پالا پڑے گا دیکھیے کیا ہوتا ہے اب تو ہماری جان اس عذاب مین پھنسی ہے خلقت خدا اہل سبحانی کی عقلمندی پر ہنستی ہے ارے کیا سبکی سمجھ پر پتھر پڑ گئے ایسے آنکھون کے اندھے ہو گئے کہ جان بوجھکر ایک پلید سے بیاہ کرتے ہین مجھے دین و دنیا سے تباہ کرتے ہین یہ سُنکر وہ سمجھاتی رہین زخم دل پہ مرہم دلاسا لگاتی رہین القصہ جب عقد سے فرصت تخلیہ کی صحبت ہوئی اُنھین سہیلیون مین سے آکر ایک نے کہا کہ بیگم وہ دولھا اس وقت رنگ محل مین آرام کرنے گیا ہے مینے بچشم خود دیکھا ہے سبحان اللہ وہ تو نہایت خوبصورت نوجوان رشک حور و غلمان ہے کوئی آنکھون کے اندھے تھے جس نے اُس پری پیکر کو بدصورت بتایا تھا کس کی شامت آئی تھی جس نے یہ نام غلط اُٹھایا تھا اور حضور سے تعجب ہے کہ آپ بانزاد دمن

سے کہنے کو سچ جانا ہے دیکھے یقین آگیا یہ تو وہی مقدمہ مطابق ہے **حکایت** کہ کسی بستی مین
ایک میان جی تھے علم فارسی اور کچھ عربی جانتے تھے مختصر مطول چہانتے تھے درس و تدریس
اُنکا کام تھا لڑکے پڑھانے کا شغل صبح و شام تھا تقدیر جو لڑی تو ایک امیر نے اُن کو فقیر
جانکر اپنے فرزند کی تعلیم کے واسطے نوکر رکھا اور نیک سمجھکر ایک بھلے آدمی کی لڑکی سے بیاہ بھی دیا
میانجی نے جو نوکری بیش قرار اور گھاتے مین جورو نیک کردار پائی کمال خوش ہوئے غمہاے
دین و دُنیا فراموش ہوئے حسب مدعاے دل خاطر خواہ حصول ہوا پھر تو حضرت کا یہ معمول ہوا
تمام دن تو لڑکے پڑھانا اور رات کو اپنی بی بی کے ساتھ عیش مین بسر کرنا مقرر رکھا ایک روز مکتب
مین بیٹھے ہوئے بہار دانش کا سبق پڑھا رہے تھے برہمن سادہ لوح کی حکایت سمجھا رہے تھے کہ
ناگاہ کسی ظریف حریف نے آکر کہا کہ میان جی صاحب آپ کس خواب خرگوش مین ہین عالم محو ہے یا کچھ
ہوش میں ہین آج دن دہاڑے آپ کے مکان کا قفل ٹوٹتا ہے متاع ننگ و ناموس آپ کا
ایک بدمعاش لوٹتا ہے خبر لینی ضرور ہے آیندہ اختیار ہے بندہ مجبور ہے یہ سُنتے ہی میان جی مارے
غیرت کے بید کی طرح کانپنے لگے شرمندگی سے پسینے پسینے ہوگئے ہانپنے لگے بہار دانش چھوڑ خوشی
بھول گئے حواس باختہ ہوئے سبق بھول گئے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبرا کر فرمایا کہ بھائی شرح وقایہ
لانا فلانے ورق فلانے صفحہ کی وہ سطر پڑھکر سنانا تفسیر بھی دیکھنی چاہیے ایسے بدکار کو تعزیر دینی
چاہیے لوگون نے دیکھا کہ میان جی سخت بیوقوف محض گدھے ہین فقط کتابون کے بوجھ مین لدے ہین
کچھ اپنے بیگانے کا خیال نہین کرتے بخوبی استفسار حال نہین کرتے جو مُنھ مین آتا ہے بکتے ہین ہر ہر بات
مین ہکتے ہین آخر ایک جیالے نے کہا میان جی صاحب آپ کو یہ جملہ فعلیہ کیونکر ثابت ہوا کہ جس پہ
آپ ایسا کلام انشا کرتے ہین آپ نے اپنی کیا آنکھ سے دیکھا ہے جو تعزیر دینے کا ارادہ ہے یہ تصور
آپ کا محض باطل ہے تصدیق اسکی بہت مشکل ہے یہ جو آپ نے سوچا ہے اس شکل کا نتیجہ بُرا ہے
پہلے جا کر دیکھ لیجے پھر جو چاہیے وہ کیجیے اوبے دیکھے گمان بد کرنا جلدی سے حکم حد کرنا نہ حدیث
مین آیا ہے نہ قرآن مجید مین خدا نے فرمایا ہے یہ سُنکے میان جی چونکے اور بسرعت تمام اپنے مکان
پر پہونچے دروازہ کھول دڑانا اندر چلے گئے دیکھا کہ بی بی نیک بخت اپنے میان کے انتظار مین
کھانا لیے بیٹھی ہے میان کی شکل دیکھتے ہی سیلابچی اور آفتابہ لے کر دوڑی آئی ہاتھ مُنھ دھلا کر
کھانا روبرو لائی میان جی دیکھتے ہی تعجب مین آئے اور اپنی بے وقوفی پر بہت شرمائے
غرض اس داستان اور مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ بیگم کسی کے کہنے سُننے پر اعتماد

نہ کرنا چاہیے جو مین کہتی ہون اُسے سچ جانو نہین تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی اب دیکھ لینا
کہ وہ کیسا ہی صنوبر یہ سُن کے چپ ہو رہی مگر تمناے وصال ایسے صاحب جمال کی بدرجۂ کمال
ہوئی طبیعت کو خواستگاری مشاہدہ صورت کی فے الحال ہوئی دل سے مشورہ کرنے لگی کہ کسی طرح
شہزادے کو دیکھا چاہیے اگر فی الحقیقت خوبصورت ہی تو شکر خدا ادا کرنا چاہیے کہ اُسکی عنایت
اور شفقت ہی مگر پھر یہ خیال کیا کہ نکاح ہوے کچھ دیر نہین ہوئی ہی لوگ ایک دم نہین چھوڑتے
اُنکی طبیعت میرے دیکھنے سے سیر نہین ہوئی ہی جاؤن تو کیونکر جاؤن اور پھر جی نہین مانتا اس
دل کو کس طرح سمجھاؤن **فرد** دو گونہ رنج و عذابست جان مجنون را + بلاے صحبت لیلی و فرقت لیلی
اور یہ بھی سہی کہ مین وہان گئی مگر کسی نے جو مجھے وہان بیٹھے دیکھا تو وہ اپنے جی مین کیا کہے گا
اسکا جو چرچا ہمیشہ رہے گا اُس وقت کیسا ملال ہوگا مارے غیرت کے کیا حال ہوگا یہ سب
خام بلاؤ پکا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کہ اُسے عشق نے ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا
شرم و حیا کا پردہ رخ سے اُٹھایا خضر دار اُس تشنہ کام کو آب حیوان پلانے لے چلا زلیخا کو
یوسف کی چاہ زنخدان مین گرانے لے چلا یعنی صنوبر نے ایک سہیلی دلربا نام سے کہا کہ ای
دلربا بہر خدا شہزادے کو کسی صورت مجھے دکھلا دے میرے جی کا وسواس مٹا دے
مبادا اندرونی کوفت مین میری جان جائے مرض خفقان طبع نازک پر غالب آئے دلربا
نے کہا حضور مین تمپر تصدق ہون اگر کوئی خدمت عسیر ہو تو اُسکی بجا آوری مین نہ تاخیر ہو یہ
کونسی بڑی بات ہی ابھی چلیے اور دیکھ آئیے اگر ہجر کی گرمی طبع نازک پر ہو تو اُس کو شربت وصال
پیکر بجھائیے اور جو کسی کے دیکھ لینے کا پاس ہی یہی جی کو وسواس ہی تو اُس مین کیا جارا ہی یہ کچھ
چوری ہی یا چھنالا ہی کچھ وہم و خیال دل مین نہ لائیے بلا تکلف چلیے مزے اُڑائیے صنوبر یہ
سُنکے آرام دل کی عاشق زار غائبانہ ہوئی دلربا کو ساتھ لے کر روانہ ہوئی قدم بڑھاتے ہی
عشق نے دامن اُٹھا لیا اور مثل ہما اُس ملکۂ کشور حسن کے سر پر سایہ کیا نقیبون کی طرح آواز لگانے لگا
خضر بنکے راہ بتانے لگا صنوبر حور منظر شرم کے مارے گھونگھٹ نکالے پائینچے اُٹھائے سر جھکائے
ہولی ایک طرف دلربا بیچ مین آپ خانہ برباد دوسری سمت عشق بد بلا اس فن کا اُستاد چلی
یہ سامان دیکھکر زہرہ فلک سے پکاری **شعر** خدا جانے کرے گا چاک کس کس کے گریبان کو
ادا سے چلنے مین اُسکا اُٹھا لینا یہ دامان کا + غرض با ہزاران کرشمہ ناز و غمزہ و انداز
رنگ محل مین داخل ہوئی خاطر مضطر کو تسکین ہوئی دل کی مراد حاصل ہوئی اور جس مقام

پر کہ وہ دلارام مانند مرغ نیم بسمل تھا خراماں خراماں آئی جو ہین نظر لڑائی تیغ نگاہ سے گھائل ہوئی طبیعت اور بھی مائل ہوئی غالب دل سے تری نگاہ جگر تک اتر گئی۔ دونوں کو اک ادا سے رضامند کر گئی + دل نیاز منزل زلف پر خم کا طرہ بنا تار نظر سے کمان ابرو مین چلہ بندھا آنکھین نظارۂ چشم جادو سے حیران ہوئین دیدہ کی شوخی دیکھکر حجاب آیا پردۂ عفت مین پنہان ہوئین سنان مژگان سے خوب نیزہ بازی ہوئی دلون کے پرزے اُڑے جلاد عشق کی اچھی فتنہ پردازی ہوئی شعلۂ رخسار سے کاشانۂ صبر و تحمل جلگیا اشکون نے جو بجھانے کا ارادہ کیا پنجۂ مژگان آبلون سے پھل گیا لب شیرین کی تمنا مین زندگی تلخ ہوئی بیقراری نے آرامش گاہ مین تصرف کیا بے اختیار مضطرب ہو کر روئی جان لبون پر آئی غنچۂ دہن کے نظارے سے عندلیب روح قفس تن مین گھبرائی آہ سرد دل پر درد سے کھینچا پریشان ہوئی اُس شکل یوسف تمثال کو دیکھا مانند آئینہ حیرانی ہوئی بازو کو دیکھکر تمنائے وصال مین شانہ بھر کا مرغ دل کو کسی قبلہ رو کی تلاش مین جو بسمل پایا اور کچھ گمان ہوا جی دھڑ کا مصنف یہ جو سامان ہوے وہان اکبار + تیر مژگان کے پل مین ہوگئے پار + عشق نے آنکر سلام کیا + آہ و نالے نے اپنا کام کیا + پاے رنگین سے دل ہوا پامال + زلفین چہرے پہ ہوگئین جنجال + سر کو ٹکرایا دیکھ پیشانی + آئی پیش اُسکے تھی جو پیش آنی + تھا وہان موتیون کا ہار پڑا + عشق یان بھی گلے کا ہار ہوا + چشمۂ چشم تھا جو وہان جاری + یان بھی تھی آستین تر ساری + تھا جو مرغ خیال کو وان اک گل + یان بھی دل اُسکا ہوگیا بلبل + القصہ صنوبر آرام دل کو دیکھتے ہی آرام دل کھو بیٹھی اُسکی عاشق زار ہوئی فرط محبت سے بے قرار ہوئی بے حواس ہوئی آگے نہ بڑھ سکی یہ شعر پڑھتے ہی غش آگیا زمین پر گر پڑی خواجہ وزیر رکھیو سواد خط رخ رشک قمر سے دور + رہتی ہے جیسے شام الٰہی سحر سے دور + عشق فتنہ گر نے اپنا کام کیا معشوق کو بھی پابند آلام کیا گرتے ہی دلربا نے شہزادی کو آغوش مین لیا ہر چند ہوشیار کیا مگر صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا جب تو بہت گھبرائی شہزادی کو گود مین لیے ہوے شہزادے کے قریب آئی اور کہا حضور اُٹھیے میری صاحبزادی کو لیٹنے دیجیے خدا جانے آپنے کیا جادو کیا ہے کہ میری ملکہ کا یہ حال ہوگیا ہے واہ صاحب مصنف دم کسی کا جو کوئی بھرتا ہے + یا کسی پر جو کوئی مرتا ہے + وصل مین کیون جی اُسکے ساتھ بھلا + کوئی ایسی بھی بات کرتا ہے + آرام دل کہ اپنی مصیبت مین گرفتار تھا جان سے بیزار تھا یہ اشعار پڑھ کر اور پلنگ سے اُتر کر مسند پہ آ بیٹھا مصرعہ مصنف بر بند مومن خان مرحوم

دہلوی - ہوں مین توکسی ابروے خمدار کا بسمل ✦ اک زلف مسلسل کا گرفتار رہے یہ دل ✦ سن لے مری جان اہمین تو کچھ بھی نہین حاصل ✦ اپنی تو طبیعت ہے کسی اور پہ مائل ✦ کچھ کام نہین پیچ وخم زلف دوتا سے ✦ کھایا کرے بل سیکڑون ہی میری بلا سے رند بار ہے سر کہین جدا ہووے ✦ اسکا خنجر مرا گلا ہووے ✦ دم نہ نکلا شب فراق مین بھی ✦ سخت جانی ترا برا ہووے ✦ دلربا نے جو یہ باتین سُنین متحیر ہوئی لیکن گھبرائی ہوئی تھی کچھ جواب نہ دیا صنوبر کو پلنگ پر لٹا کر خواصون کو گرد وپیش سے ہٹا کر ڈھولنے مین سے حمائل قرآن نکالکر ہوا دینے لگی عطر لاکر سونگھایا چہرۂ گلبرگ پر کیوڑے کا چھینٹا دیا غرض سب کچھ کیا مگر کسی چیز کا اثر نہ ہوا جب بوے پیرہن دلدار مشام جان تک پہونچی روح کو تازگی ہوئی فوراً آنکھ کھولدی اپنے تئین دلدار کی جگہ لیٹے ہوے اور محبوب کو نیچے بیٹھے ہوے دیکھکر ناتوانی کے ساتھ دلربا کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھی اور پلنگ سے اُتر کر ایک طرف بیٹھ گئی مقابل



ہوتے ہی آرام دل گیا دونون طرف سے دل لگیا آرام دل نے کہا ناسخ کیا بحر حسن کی ہے کمر پیچ وتاب مین ✦ یہ پیچ وتاب کب ہے بھلا موج آب مین ✦ یہ سنکر صنوبر کو کچھ اپنے حسن وجمال کا غرور ہوا تیوری پر بل ڈالکر شہزادے سے آنکھ ملائی اُسوقت آرام دل نے عالم خیال مین اپنے یار سے مخاطب ہو کر کہا رند جلوۂ حسن خدا داد ذرا دکھلا دے ✦ منکرون کو بھی صنم شان خدا دکھلا دے ✦ یہ کہکر خاموش ہوگیا دیر تک یہی صحبت رہی صمٌ وبکمٌ کی کیفیت رہی آخر

صنوبر نے کہا کہ صاحب ہم تمھارے پاس آئے ہین تم ہم سے بات بھی نہین کرتے ہر دم دم سرد بھرتے ہو کس پر مرتے ہو یہ کیا آدمیت ہی معلوم ہوتا ہی کہ حضور کے مزاج مین بڑی نخوت ہی کیسے تو آپکا مزاج کیسا ہی فرمائیے تو کسواسطے حال ایسا ہی شعر کسکی طرف سے آج عبث تجکو یاس ہی سچ کہہ ہماری سر کی قسم کیون اوداس ہی + آرام دل نے جواب دیا صبیح کیون آہ آہ ہم نہ کرین شب سے تا سحر + کیا تجھکو درد ہو ترا دل تیرے پاس ہی + اے شہزادی بقول ذوق شوق نظارہ ہی جب سے اک رخ پر نور کا + ہی مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا + وادی ظلمت مین کچھو خلل ہی کب نور کا + مہر اک شعلہ سا ہی وہ بھی چراغ دور کا + جانتی ہی جسکو خلقت شعلۂ نار جحیم + سو وہ بھی ہی مرے داغ دل مجرور کا + دل کا یہ احوال ہی فرقت مین اک مخمور کی + جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا + اے شہزادی ذوق مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چھوڑکر + سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑکر + مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا + رہ گیا بس منشی قدرت جگہ وان چھوڑکر + ہو گیا طفلی ہی سے دل مین ترازو تیر عشق + بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑکر + اضطراب دل نہ پوچھ اک مرغ تو تجویس کو + دیکھ لے پنجرے مین اے رشک گلستان چھوڑکر + اے جان جہان ہم ایک غیرت گل کے بلبل ہین ایک پری کے دیوانے ہین اُس کے فراق مین حواس باختہ بالکل ہین نہ سر کا ہوش نہ پاؤن کی خبر ہی درد جدائی سے حال ابتر ہی تصویر دیکھتے ہی محو حیرت ہوے زلف پیچان کا خم دیکھکر گرفتار دام محبت ہوے اور حال مزاج ملال امتزاج یہ ہی کہ تپ فرقت کی شدت سے سینے مین درد ہر جگہ ہی طبیعت مکدر ہی بشاشت کوسون دور ہی ملالت کا دیرا عرہ ہی لب پہ آہ سرد ہی دل مین درد ہی چشم ہیاسے بیار ہین فرط جنون سے گریبان صبر کے تار تار ہین مصنف حال دل اشک و آہ سے پوچھو + مین غلط دو گواہ سے پوچھو + لب گور ہین کلیجہ چھلنی ہی دل مین ہزار ہا ناسور ہین ذوق آچکی ہی سر گرداب فنا کشتی عمر + ہر نفس باد مخالف کا ہی جھونکا ہمکو + ان دنون کچھ آپ ہی آپ خبط ہی دل کو جنون سے ربط ہی بظاہر تندرست ہین مگر دل مردہ ہی گرمجوشی کرتے ہین مگر ٹھنڈی سانس بھرتے ہین طبع افسردہ باد سموم سے پژمردہ ہی اس دل ناتوان کا اللہ نگہبان ہی دم سینے مین کوئی دم کا مہمان ہی بقول صبیح ہچکی لگی ہوئی ہی ہر وقت دم شماری + کیا حال پوچھتا ہی اے ہمنفس ہمارا + یہ دل کمبخت رات دن کراہتا ہی وصل دلبر کا چاہتا ہی اسکے ہاتھون ہم اپنی جان سے عاری ہین تپ فرقت سے رنگ فق ہی کلیجہ شق ہی دل مین

ہزارون زخم کاری ہین ذوق یہ تو یون مضطرب اور سینے مین لاکھون روزن + دل کا رہنا نظر نہین آتا اصلا ہمکو + تبرید غم کا استعمال ہی ناخن غم کی خراش سے زخم دل کا عجب حال ہی مومن مرحوم - اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کہ ہم اسے + ناخن سے چھیلتے رہتے جون جون بھر آیا اب بغیر اُس مسیحا کے کون ایسا ہی جو میرے درد کی دوا کرے اور اس مرض لا علاج سے شفا پاوے شعر مرض عشق کی ملتی ہی دوا مشکل سے + ایسے بیمار کو ہوتی ہی شفا مشکل سے + ہر دم یار کا خیال مد نظر ہی اپنی کسے خبر ہی قطعہ دن کو رخ کی فصیا کی باتین ہین + تو شب کو زلف رسا کی باتین ہین + حال مجنون و قصۂ فرہاد + یہ مری ابتدا کی باتین ہین + دلربا کہ پہلے بھی شہزادے کی باتین سُن چکی تھی یہ گفتگو اپنی شہزادی کے روبرو سُنکر آگ بگولا ہو گئی جل بھُن کر کوئلہ ہو گئی کہنے لگی واہ واہ دولہا میان اُسکو مین اپنی شہزادی کی ایڑی چوٹی پر سے قربان کر دون وہ کون بلا ہی آپکی جان تو مُفت کی ہی کہ بے دیکھے ہر ایک پر فدا ہی حضور بس اسوقت ایسی باتین نہ کیجیے ایک تو میری شہزادی کا آپ ہی جی اچھا نہین ہی دوسرے آپ اور آگ لگاتے ہین دل جلاتے ہین ابھی جو اعلیٰ حضرت آپکی یہ باتین سنین تو کیا کہین آرام دل نے دلربا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کیا ہم تیرے بادشاہ سے ڈرتے ہین کسی سے کچھ التجا کرتے ہین تجھے کچھ کام ہی تیری ملکہ کا کوئی غلام ہی جو اسطرح نکالتی ہی ہر گھڑی باتیں سنبھالتی ہی دلربا نے کہا اگرچہ آپ شاہ ذوی الاحتشام ہین مگر قصور معاف میری شہزادی کے غلام ہین گھبرایئے نہین جھنجلایئے نہین صبح کو یہ بھی کہلا دونگی بلکہ انکی جوتی بھی آپ کے سر سے چھوا دونگی آرام دل نے کہا ذرا زبان سنبھالو اتنا نہ بہلاو ہمسے نوک کی نہ لو ہمنے سلطنت کو پاپوش پر مارا ہی تیری شہزادی کس گنتی مین ہی اور تو کیا خام پارا ہی اری نادان یہ سب تیرا خیال خام ہی گھڑی دو گھڑی اپنا اور قیام ہی دم سحر تو خواب مین بھی نظر نہ آوینگے ہم تو چراغ سحری ہین صبح ہوتے گل ہو جاوینگے دل کا حال بجز خدا کسی پر ظاہر نہین کوئی ہماری حقیقت سے ماہر نہین شعر کہاں کے سود رہے کچھ پر جی مین ہی + خیریت ہی تو بس اسی مین ہی حضرت اسد اللہ خان غالب کوئی دن گر زندگانی اور ہی + اپنے جی مین ہمنے ٹھانی اور ہی + آتش دوزخ مین وہ گرمی کہان + سوز غمہاے نہانی اور ہی + ہو چکین غالب بلائین سب تمام + ایک مرگ ناگہانی اور ہی + صنوبر یہ باتین سُن کے سُن ہوئی دل کو خفقان ہوا عجب طرح کی اُداس خاطر ہوئی ایک آہ سرد کھینچی اور کہنے لگی کہ ہی ہی دلربا بس زیادہ تنگ نہ کر کیون ان باتون پر مرتی ہی اُنکا دل تو آپ ہی اپنے قابو مین نہین ہی تو کس واسطے حسرت بھری اپنے جی کے ارمان

بورسے کر رہی ہو ہان ہان صاحب ہم اسی لائق ہین آپ کی جانی حُسن و خوبی مین فایق ہین اور ہمنے تو فرطِ محبت سے بتقاضاے اُلفت سے آپکی ملاقات کی جگر کی بیقراری جی کی بیتابی سے آپ سے بات کی اگر مزاج بُری ہین دل عشق منزل رنجور ہوا تو معاف کیجیے قصور ہوا لا اوری ہون آپکے کتنے ہی ستم اُٹھ نہ کرین گے + چُپ بیٹھینگے ہم کھاینگے غم آف نہ کرین گے + سرتاب بھی اگر کاٹ کے پھینکوگے ہمارا + ہم آپکے قدمون کی قسم اُف نہ کرین گے + یہ کہکر رومال مُنھ پر رکھکر زار زار رونے لگی سوزنِ مژگان سے تارِ نظر مین موتی پرونے لگی آخر وہی عشق جو لیلی کو نجد مین لایا تھا اور وہی جذبۂ دل جسنے یوسف کو زلیخا تک پہونچایا تھا وہی اُلفت جسنے آرامِ دل کو آوارہ وطن کیا وہی محبت جسنے صنوبر پری کو غرقِ بحرِ رنج و محن کیا اُنھین سب نے یہان بھی تاثیرِ دل دکھائی آرامِ دل نے طبیعت کے روکنے کی بہت تدبیر کی مگر کچھ نہ بن آئی ضبط نہوا آنسکے رونے پر بے اختیار رو رہے سرشک آنکھون سے جاری ہوا بیخودی کا عالم طاری ہوا پھر شاہزادے نے فرمایا کہ صاحب اسقدر کیون روتی ہو کیون اپنی جان کھوتی ہو وصل کے دن رونا تمھارا ہی کام ہے یہ کیا شگون ہے بھلا اسکا برا انجام ہے مین تو تمھارے بس مین ہون مرغ نو گرفتار کیطرح قفس مین ہون غلام بناؤ گالیان دو ہم تمھارے تابع ہین جو چاہو سو کرو بقولِ حسن کبھی یون بھی ہے گردشِ روزگار + کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار + اور ہمارا تو حال روشن ہے کہ ہر وقت اشکون سے تر دامن ہے ہم تو کسی پری کے دیوانے ہین کسی شمع رو کے پروانے ہین نسیم دہلوی ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہے + دل تو حاضر ہے وہ لیے پژمردہ ہے + دلربا نے دیکھا کہ صنوبر کے جذبۂ دل نے اثر کیا شہزادہ کچھ کچھ راہ پر آیا جلدی سے جام بھر اجی صنوبر کے پاس لائی اور شاہزادی کے کان مین جھک کر کہنے لگی کہ اب ذرا اپنے ہاتھ سے شراب پلائیے یہی وقت ہے ساقی بن جائیے صنوبر نے ساغر ہاتھ مین لے کر آرامِ دل سے کہا کہ بھلا اب جو کچھ ہوا سو ہوا ذرا اسمین سے دو ایک جرعہ ہاتھ سے میرے پیجیے مجکو ممنونِ منت کیجیے آرامِ دل نے کہا لا اوری شراب کیسی نغمہ کہان کا کسی کے مین انتظار مین ہون + جو مین نے پی ہے محبت اُسی کے ابتک خمار مین ہون + ع کیا تکلف ہے کہ بے آب خورش جیتے ہین + لختِ دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین یہان آنکھون مین ہر دم شراب محبت کا خمار ہے جام صراحی بیکار ہے اپنا تو دل مے عشق سے سرشار ہے ایک قطرہ بھی بغیر اپنے یار کے زہر مار ہے بقول شیخ اُٹھا کے پھینکدے ساقی تو میرے آگے سے + بغیر یار کے جامِ شراب کیا ہوگا + صنوبر نے کہا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ یہان آپ کا ناک مین دم ہے بغیر اُنس لنواز

شتابدست نازکے یہ شراب آپکے حق مین سم ہی مگر للہ آپ کو اُسی صنم کی قسم ہو اُسے اولش کر دیجیے
اُسکی یاد مین ہمارے سامنے ایک دو گھونٹ پی لیجیے غرض آرامِ دل نے شہزادی کے اصرار
سے یاد دلدار مین وہ جام پیا پھر انکار نہ کیا سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہو کہ آرام دل یون
مزے اُڑائے اور وہ نوشاہ سیاہ فام یونہی ناکام رہجائے صنوبر کو ادھر ہیجان ہو مسافر خانہ بدوش
باختہ ہوش وطن آوارہ کی دلداری کا سامان ہو سچ ہو اس مین کسی کا کیا قصور ہو آدمی بیچارہ
مجبور ہو عشق بد بلا ہو اس باغ کی ادہی ہوا ہو سب حسین خوب شکل محبوب کے خواہشمند ہین
حسین جہان پسند ہین ناسخ حق جمیل اور دوست رکھتا ہو جمال ✤ خوبرویون سے محبت خوب
ہو ہر خوبصورت کو اپنے ہمسر کی تلاش ہو یہی بات ہر دم جان خراش ہو پری کو آدم زاد سے نفرت
ہو آئینے کو غبار سے کدورت کی صورت ہو شاخ گل پر بجائے بلبل قمری کا بیٹھنا بار ہو سرو پر بلبل کا
چہچہے کرنا ناگوار ہو القصہ صنوبر نے شہزادے سے نام و نشان اور وجہ سفر باصرار تمام پوچھا اُسوقت
آرام دل نے اپنا احوال صنوبر سے بالتفصیل بیان کیا اور کہا فرد گردش تقدیر بخت نارسا
لایا یہان ✤ اے صنم اب یاد رکھو ہم کہان اور تم کہان ✤ صنوبر جو اس کیفیت سے باخبر ہوئی
بادۂ غفلت کا نشہ ہرن ہوا مضطر ہوئی گھبرا کر دلربا سے کہنے لگی کیون ہمنے جو پہلے کہا تھا وہی ہوا
یا تمھارا کہنا صحیح ہوا پھر ایک آہ سرد بصد حسرت و یاس سینہ سوزان سے کھینچی اور رو کر کہنے لگی درد
سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا ✤ بس ہجوم یاس دم گھبرا گیا ✤ اے شہزادے افسوس مجھ سا
شیرین گفتار تجسے ہمکنار ہو تو بلی ہجوم غم و الم سے کیونکر بیقرار نہو اب آپ اُدھر تشریف لیجائینگے
لوگ ہمین اُس موذی کے پھندے مین پھنسائینگے ہم مرغ نوگرفتار کے مانند قفس تنہائی
مین پھڑک پھڑک کر مر جائینگے خبر کنج خانہ ہوگی پھر وہ اندھیری شب سے ✤ پھر وہی ہم
وہی تنہائی وہی یارب ہو ✤ دلربا نے کہا بیگم ایسا نہ گھبراؤ اتنا غم نہ کھاؤ دیکھون تو حضرت
شہزادۂ عالم کیون کر جاتے ہین اور وہ سیاہ فام کیا رنگ لاتے ہین صنوبر نے کہا اے دلربا
بقول جرائت ✤ سامان انکے رہنے کا نہ کچھ امید طالع ہو ✤ دل بیتاب کو کس منہ سے کہیے کہ
تحمل کر ✤ صنوبر کی آہ و زاری اور اُسکی بیکسی اور بیقراری سے آرام دل کا آرام دل گیا کمال
صدمہ ہوا اپنا سا بیقرار پایا اپنے اوپر قیاس کیا بیچین ہو گیا آنکھون مین آنسو بھر لایا اور صنوبر
سے فرمایا کہ مین تمھارا ہر طرح فرمانبردار ہون خوشی تمھاری مجھے بدل منظور ہو مگر کیا کرون
اس دل سے ناچار ہون تم آپ ہی ذرا خیال کرو المرء یقیس علی نفسہ اپنا سا دل اور کا بھی دل

سمجھو تھوڑے دنون اپنی خدمت سے معاف کرو آئینۂ خاطر مین کدورت نہ لاؤ میری طرف سے دل صاف کرو چند مدت اور غم کھاؤ مجھپہ کرم کرو اگر میرے قول کا اعتبار نہین ہو تو مجھسے حلف اٹھواؤ جیسی چاہو قسم لو فرد میرے کہنے کا نہ باور ہو تو نوشتہ لیلو + ضامن انسان کے عوض چاہو فرشتہ لے لو + صنوبر نے رو کر کہا اے شہزادے تجھسے یہ امید نہ تھی کہ آتش محبت سینہ مین بھڑکا کر حرف مہجوری زبان پر لائیگا شعلۂ رخسار دکھا کر آتش ہجران مین جلائیگا افسوس میر تقی مرحوم مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا + موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا + یہان یہ راز و نیاز سوز و گداز کی باتین ہو رہی تھین کہ مشاطۂ صبح نے پیشانی عروس شب پر سہرۂ تار شعاعی باندھا اور نوشاہ ماہتاب نے مقنع حجاب کا رخ انور پر ڈالا دلربا نے کہا حضور دیکھیے سحر ہوئی مگر آپکو یونہی روتے ہوے بسر ہوئی چلیے یہان بیٹھنا مناسب نہین محل مین آپکی تلاش ہو گی یہ سنکر صنوبر آرام دل سے رخصت ہونے لگی اور کہنے لگی کہ اے شہزادے بہر خدا مجکو اپنے جی سے نہ بھلانا میری بیکسی پر نظر کرنا پھر آنا نہین تو یاد رہے کہ ہم اپنے جی سے گذر جائینگے آپ کو بھی خبر ہوگی تو آپ بھی افسوس کرینگے پچھتائینگے ہاے ہمپر وہ مصیبت ہو کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے سنتے ہین کہ قیامت آئیگی مگر ہمارے واسطے آج ہی قیامت ہو حضرت نواب اسد اللہ خان غالب آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک کون جیتا ہو تری زلف کے سر ہونے تک + عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب + دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک + ہمنے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن + خاک ہو جائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک + کیا کرون پاس عزت اور والدین کی اطاعت فرض ہو ورنہ تمہین اپنے پاس سے اکدم جدا نہ ہونے دیتی اگر تم نہین مانتے تو خود ہمراہ چلتی مگر اپنے دلپر جدائی کے صدمے نہونے دیتی آرام دل نے صنوبر سے اپنے پھر آنیکا وعدہ کیا اور عہد و پیمان کیا بہت سمجھایا قرآن درمیان کیا صنوبر نے کہا اچھا اب تمھارا خدا حافظ اور نگہبان علی کی حمایت نبی کی امان دل آپ کے حوالے کیا اور آپکو خدا کو سونپا یہ ہماری یاد دلاتا رہے گا اپنا قصہ سنا کر غم و الم خاطر مبارک سے بھلاتا رہیگا مگر میر دل کی کچھ قدر کرتے رہنا تم + یہ ہمارا بھی نازبردار رہتا + یہ کہکر زار زار روتی ہوئی دلربا کے ساتھ چلی گئی اور موتی محل مین داخل ہوئی صنوبر کے جاتے ہی یاد دلدار نے شہزادے کو پھر پلنگ پر گرایا جسقدر ہنسے تھے اُس سے دو چند رولایا نسیم سحر جو چلی یہ رات کا جاگا ہوا انگڑائیان لینے لگا فلک تفرقہ پرداز نے اپنا کام کیا یعنے آرام دل نے خیال جانان مین آرام کیا۔

لیجانا اُن پریون کا آرام دل کو پھر اسی بیابان مین اور روانہ ہونا

اُس آرام دل و جان کا تلاش ملک جانان مین سیر باغ بہشت نژاد کی اور ملاقات ملکہ سیمتن پری نژاد کی

بس اب ساقیا جلد بیدار ہو + ذرا خواب غفلت سے ہشیار ہو + پھر اک جام پی اور پلا دے مجھے + بہار گلستان دکھا دے مجھے + شہسواران عرصۂ داستان و رہ نوردان کوچۂ بیابان اشہب جہندۂ قلم کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب صبح قریب ہوئی صنوبر مضطر کو فرقت والد النصیب ہوئی لال پری اور سبز پری کہ اُسوقت تک مصنوعی ملازم سرکار تھین محفل مین سرگرم کاروبار تھین آرام دل کو تلاش کرنے لگین رنگ محل مین جو آئین تو دیکھتی کیا ہین کہ شہزادہ ایک جواہر نگار پلنگڑی پر جوانی کی امنگ مین شبنم کا دوپٹہ تانے سو رہا ہے ناتوانی پاؤن دبا رہی ہے نسیم سحری کا پنکھا ہو رہا ہے پریون نے شہزادے کو غافل پا کے اُسی تخت پر آہستہ سے لٹایا جس کروٹ سوتا تھا اُسی کروٹ سُلایا پھر آپ سوار ہوئین اور تخت کو لے اُڑین اثناء راہ مین دفعتاً آرام دل کی آنکھ کھُلی پریون پر نظر پڑی سمجھا کہ سب انھین کی جعلسازی اور شعبدہ بازی ہے خوف سے پھر آنکھ بند کر لی پریان جہان سے آرام دل کو لائی تھین وہان جا پہونچین شہزادے کو اُسی زین پوش پر لٹا کر آپ اور طرف روانہ ہوئین یہان شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا کہ گھوڑے تیار کھڑے ہین اور محمود کسی کی جستجو مین زار زار روتے ہین جان سے بیزار کھڑے ہین آرام دل نے محمود کو کو پکارا وہ شہزادہ کو دیکھکر دیوانہ وار دوڑا آیا دیکھا کہ شہزادے کے ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی ہے گلے مین پھولون کی بدھی پڑی ہے پوشاک شاہانہ زیب بدن ہے ہاتھ مین کنگنا بندھا ہے عطر کی خوشبو سے جنگل غیرت گلشن ہے متحیر ہو کر پوچھنے لگا حضور خدا کے واسطے بتائیے کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے مجھے داغ مفارقت دے گئے تھے فرمائیے تو یہ کہان مزے اُڑائے کیا رات بھر مین ملکہ حسن افروز سے شادی کر آئے آرام دل نے تمام ماجرا ابتدا سے انتہا تک محمود سے بیان کیا صنوبر کی آہ و زاری اور بیقراری کے ذکر مین اشکون سے تر دامان کیا محمود نے کہا حضور مبارک ہو شگون اچھا ہوا لیکن جب خداوند کریم آپ کے مطالب بر لائے روز فراق کٹے شب وصال کی سحر آئے اُسوقت اپنے عہد و پیمان کے مطابق کیجیے گا اس سوختہ فراق کو کہین دم نہ دیجیے گا آرام دل نے کہا اے محمود فرد میسر ہو وصال یار ہمکو + بھلا ایسی کہان تقدیر میری + ہان اگر خدا مجھکو در دلدار تک پہونچائیگا میرے جی کا مقصد بر آئے گا تو انشاء اللہ تعالی ایفائے وعدہ

کرونگا اپنے قول پر ثابت رہونگا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا ہمر محمود وفادار ہوا ایک روز چلتے چلتے دوپہر کے وقت آرام دل شدت گرمی سے آب آب ہوگیا تمازت آفتاب کی تاب نہ لاسکا بیتاب ہوگیا اتفاقاً اُس بیابان مین ایک باغ کا دروازہ نظر آیا شہزادہ گھوڑے سے اوتر آیا محمود سے فرمایا کہ اسوقت گرمی کی بڑی شدت ہی مارے پیاس کے بُری حالت ہی چلو اس باغ مین جی بہلائین تھوڑا پانی پیکر تشنگی بجھائین محمود نے کہا کہ حضور اس رہگذر دشت پُرخوف وخطر مین خدا جانے کسنے یہ باغ بنوایا ہی کون اسکا مالک ہی کسنے اسے تعمیر کروایا ہی واللہ اعلم کسی دیو یا جن کا یہ مسکن ہی یا کچھ طلسمی کارخانہ ہی جلد یہان سے گذر کرنا چاہیے آپکو ابھی مسافت بعیدہ طی کرنی ہی ایسے ایسے مقامون سے حذر کرنا چاہیے سعدی در بیشہ گمان مبر کہ خالیست + شاید کہ پلنگ خفتہ باشد + اور جو تشنگی غالب ہی دل فردوس منزل پانی کا طالب ہی تو آگے آبادی کا نشان ہی بستی کا گمان ہی وہان چلکر مقام کیجیے گا کھانا کھائیے گا پانی پیجیے گا غرض محمود نے ہرچند دم دیا سمجھایا مگر شہزادے کے مطلق خیال مین نہ آیا بے تکلف باغ مین داخل ہوا محمود نے ساتھ نہ چھوڑا قدم اندر رکھتے ہی دروازہ باغ کا بند ہوگیا محمود نے آرام دل کو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ شہزادے دیکھ آگے نہ جا اب بھی پھر چل جو ہونا تھا سو ہوا حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ ؎ نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند + جوانان سعادت مند پند پیر دانا را + آرام دل نے کہا کہ محمود عیاذاً باللہ بڑھاپے مین تو تیری عقل ماری گئی ہی مجھے بھی کیا خفقان ہوا ہی تیرے کہنے سے ایسی سیر چھوڑون اس فضا کی جگہ سے منھ موڑون محمود نے کہا بہت خوب چلیے اور تماشے دیکھیے آرام دل آگے بڑھا دیکھا کہ باغ بہت عمدہ ہی ہر روش پر سبزۂ نودمیدہ سے فرش زمردین بچھا ہوا ہی ہر درخت اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا ہی ایک طرف تختۂ یاسمن شاہدان سیمتن کی یاد دلاتا ہی مقابل اُسکے لالہ زار اپنے سینۂ بے کینہ پر ہزارون داغ کھاتا ہی ایک طرف نرگس شہلا بلبلون سے آنکھ ملا رہی ہی ایک جانب سنبل زار اپنے بل مین آپ ہی پیچ وتاب کھا رہی ہی کہین نافرمانی کی شوخی پر صبا نے مارے طمانچون کے منھ نیلا کر دیا ہی کسی جگہ نیرنگ ساز عشق نے گل اشرفی کا رنگ زرد کیا ہی نظم گلون پر اس روش سے پیچ سنبل + کہ جیسے عارض جانان پہ کاکل + ہر اک سو جلوہ گر تھے سرو وشمشاد + کہ جیسے جمع ہون خوشرو پریزاد + تر و تازہ بنفشہ اور ریحان + بہ رنگ خط مشکین عنبر افشان + برنگ چشم فتان چشم نرگس + بہ از چشم غزالان چشم نرگس + اور مرغان خوش الحان کی صدا بلبلون کے چہچہے جا بجا باغ کے چارون کونون پر چار برج

ہمسر گردون دوار اُن مین جھرنا جاری ساون کی بہار وسط باغ مین ایک تالاب بیچ مین اُسکے
برج عقیق یمنی کا صدہا لعل بے بہا اور ہزارہا دُر یکتا جڑا ہوا فرش اطلس و کمخواب سے قریب سجا سجایا
اسباب ضروریات سے مرتب یہ کیفیت دیکھکر آرام دل نے کہا مرزا بیدل خوش است سیر ولیکن
دل و دماغ کجاست ✤ دل از گلے کہ تسلی شود بباغ کجاست ✤ پھر آگے بڑھا ایک بارہ دری
سنگ مرمر کی نظر آئی زربفت کے پردے گنگا جمنی چلمنین سُرخ اطلس کا سائبان کھنچا ہوا نیچے اُسکے ایک
تخت سنگ مرمر کا بہت عریض وطویل بچھا ہوا مگر فرش وفروش کے تکلف سے مبرا جون صفحۂ قرطاس
معرا آرام دل بارہ دری کے اندر گیا دیکھا ہر ایک دالان رفیع الشان ہمسر آسمان انجم شیشہ آلات سے
آراستہ ہے یاقوت ہیرا نیلم پکھراج زمرد لعل بدخشان سے ہر در و دیوار پیراستہ ہے نقش ونگار مین
ہر سنگ غیرت ارژنگ گل اور بوٹے کی صفائی پر عقل مانی وبہزاد کی دنگ گلدستہ ہاے گلاب
طاقون پر قرینے سے دھرے ہوے شیشہ ہاے شراب کشتیون مین نے انگور سے بھرے ہوے
مسند زرنگار گرد اُسکے سالک دُرِ شہوار صدر دالان مین بچھی ہوئی ایک طرف پلنگڑی مرصع پر شبنم
کی چادر کھنچی ہوئی عطردان پاندان خاصدان طلائی کشتیون مین اپنے موقع سے رکھے ہوے
دواوین اور قصہ ہاے دلچسپ ویادگار زمان کتاب دانون مین چنے ہوے یہ سب سامان
تھا مگر کسی انسان کا کہین نام نہ نشان تھا آرام دل بارہ دری کی طیاری دیکھکر ششدر رہا
ایسے باغ دلکشا اور مکان اعلیٰ کو خالی دیکھکر متحیر ہوا وہ سبزہ زار بغیر دلدار دل و جگر مین نشتر ہوا
تھوڑی دیر ادھر اُدھر کی سیر کرکے عازم سفر ہوا اور شعر پڑھا شعر سیر کی خوب چنے پھول بہت
شاد رہے ✤ باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے ✤ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر تا در باغ آیا
دروازے کو اُسی طرح بند پایا ہر چند زور کیا مگر نہ کھلا جب تو بہت گھبرایا محمود سے فرمایا کہ دروازہ
کھولنے کی جلد تدبیر کرو اب نہ تاخیر کرو محمود نے کہا حضور مین نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ایسی سیر
پر لعنت ہزار بار پڑھیے اس باغ کے گل وبوٹہ کو بدتر از خار سمجھیے آگے نہ بڑھیے مگر آپ نے نہ مانا جو مین
سمجھا تھا وہی سامنے آیا اسوقت مین کیا کرون کہان جاؤن کس سے التجا کرون مگر ہان کسی کو تلاش
کرنا چاہیے یونہین بے آب ودانہ اور بے گور وکفن نہ مرجانا چاہیے الغرض آرام دل اور محمود چار
طرف سراسیمہ وحیران اُس باغ کے باغبان کی جستجو کرنے لگے راہ ظلمات مین خضر کی تلاش چارسو کرنے
لگے آخر اُسی دوادوش مین قریب وقت شام آیا مگر کہین انسان کا نشان بھی نہ پایا جب شہزادے نے دیکھا
کہ اب کہین گریز کی راہ نہین کیا کیجیے کوئی مقام پناہ نہین سمجھا کہ پیمانۂ عمر شراب حیات سے معمور ہوا

یہین تاک کی زندگی تھی رنج والم صدمۂ درد کہ ہر وقت ہمدرد تھا شکر خدا کہ دل سے دور ہوا مگر افسوس کہ وصال یار کی دل مین حسرت ہی آئینۂ دل مین کدورت ہی حضرت اُستاد غالب حیران ہون دل کو روؤن کہ پیٹون جگر کو مین + مقدور ہو تو ساتھ رکھون نوحہ گر کو مین + ہی بیخودی مین بھول گیا راہ کوے یار + ہر اک سے پوچھتا ہون کہ جاؤن کدھر کو مین + آخر ناچار وہ دلفگار اور محمود غمگسار ایک درخت کے نیچے مایوس غم والم سے مانوس ہو کر بیٹھے آرام دل جب بہت بیقرار ہوا تو یہ فرمایا اور اشکبار ہوا مصنف فرقت مین اب لبون پہ مری جان زار ہی + آ اے اجل کہ تیرا فقط انتظار ہی القصہ دونون اُسی درخت کے نیچے بیٹھے رو رہے تھے رہائی کی فکر مین غلطان پیچان ہو رہے تھے کہ ایک طوفان عظیم نمودار ہوا سیاہ آندھی اُٹھی گردش مین گردون دوار ہوا دفعۃً وہ باغ اور مکان ہلا اور ہوا کے زور سے آسمان کی طرف چلا یہ سانحہ دیکھکر محمود گھبرایا آرام دل نے آنکھین بند کرلین غشی کا عالم ہوا کلیجہ تھرّا گیا تھوڑی دیر مین وہ باغ پھر روبزمین دامن کوہ قاف مین جاگزین ہوا شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا وہی مکان اور باغ ہی مگر صدہا دیو پریزاد ہو کہ اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہین کوئی روشنی کی طیاری کر رہا ہی جھاڑ فانوس مین لال سبز بتّیان لگاتا ہی کوئی فرش درست کرتا ہی کوئی دیوارگیریون پر کنول چڑھاتا ہی دیو غل مچاتے ہین کودتے اُچھلتے میوے کھاتے ہین آرام دل کو جو حواس آئے نظر بچا کر محمود کو روش سے ایک تختہ مین گرا دیا اور خود بہ چالاکی ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھا کہ پہلے چند پریزاد شیشہ ہاے گلاب لیکر آئے اور تخت سنگ مرمر جو بارہ دری کے صحن مین بچھا ہوا تھا اُسپر وہ گلاب چھڑکا پھر فراشون نے آکر اُسپر فرش بچھایا جا بجا پھولون کے ڈھیر لگا دیے ایک سمت صدر مین مسند تکیہ لگایا خواصون نے کشتیان شراب ناب کی رکھین قریب اُسکے قابین گزک اور کباب کی رکھین شاہدان دلنواز اور مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے اپنے اپنے ساز درست کرنے لگے تمام دیو اور پریزاد اپنے اپنے موقع اور مراتب سے جا بجا دست بستہ کھڑے ہوے منتظر آمد سواری چھوٹے بڑے ہو رہے کہ دفعۃً ایک تخت رواں ہمراہ اُسکے ہزار ہا پریان آسمان پر سے صحن باغ مین نازل ہوا اُترتے ہی سب پریون نے گھیر لیا چارون طرف سے صداے بسم اللہ بلند ہوئی طبیعت ہوا کی خرسند ہوئی اس تخت پر سے ایک پری نہایت کمسن از سر تا پا جواہر مین جڑی بڑے ناز سے اُتری مثنوی ناز و انداز خوب کرتی ہوئی + چلی ہر گام گل کترتی ہوئی + جونہین اُسنے اُٹھائی رُخ سے نقاب + کھل گیا قصر حسن کا اک باب + شب کو دھوکا ہوا کہ چاند ہوا + چاند بھی

دیکھ اُسکو ماند ہوا * سُرخ رخسار جب نظر آیا * لالہ نے داغ رشک سے کھایا * القصہ اُس بلقیس ثانی نے تخت پر جلوس فرمایا بزم عشرت کو غیرت کاشانہ عروس بنایا زمرد پری کا طائفہ کھڑا ہوا ناچ گانے کا سمان بندھا اُسوقت اُس شہنشاہ حسن و خوبی نے اپنی خواصون سے ارشاد کیا کہ ہمارا مہمان کہان ہی جلد جاؤ اور ہاتھون ہاتھ لاؤ دیکھو تو اس پرستان کا سلیمان کہان ہی یہ سُنتے ہی پریون کو اُس یوسف ثانی کی تلاش ہوئی بڑی جستجو ے جانخراش ہوئی آخر جہان شہزادہ بیٹھا ہوا تھا اُس درخت کے نیچے ہو گئین شہزادے کو دیکھتے ہی بہ فراست دریافت کر گئین کہ بیشک یہی شخص ہماری شہزادی کا مہمان ہی ورنہ آدم زاد کا اس مقام مین گذرنا کیا مجال ہی کیا جان ہی یہ سمجھکر جلدتر آرام دل کو اُس درخت سے اُتارا زیر قدم آنکھون کا فرش بچھایا مثل گل باری ہاتھون ہاتھ اُس گلبدن کو بہ تعظیم تمام انجمن مین لا بٹھایا مثنوی

نظر آیا جب وہ مہ چاردہ * اُٹھی پیشوائی کو وہ رشک مہ * کہا آؤ صاحب بس اب کیا ہی دیر * کرو اپنے دیدار سے مجکو سیر * رہی آج تک مین بہت خستہ حال * پریشان و حیران سرگشتہ حال * مگر خوش ہوا اب دل بیقرار * کرو شکر احسان پروردگار * توقف اگر اور ہوتا کہین * تو مین آپ لا ریب آتی وہین * یہ کہہ اور جلدی پکڑ اُسکا ہاتھ * برابر بٹھایا اُسے اپنے ساتھ * یہ سُنکے

آرام دل بیخود ہوا چارون طرف دیکھنے لگا اور دل مین گننے لگا کہ یہ تو عجب ماجرا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا قدرت خدا ہی کہ ابھی تو ایک بند سے رہائی ہوئی ہی پھر قید فرنگ کا سامنا ہی الٰہی کبھی اس قید سے بھی رہائی پاؤنگا یا یونہین پریشان و سرگردان ہوکر اس کشمکش مین مرجاؤنگا پری نے شہزادے کو دیکھکر حال استفسار کیا پریشانی کا سبب دریافت کرنے مین بہت اصرار کیا آرام دل نے کہا صاحب مجکو سخت حیرت ہی کہ آپکو یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص اس باغ مین ہمارا مہمان ہی مگر یہ نہ سمجھا کہ کس جگہ کا رہنے والا ہی کون ہی کیون خستہ جان ہی پری نے کہا کہ یہ تو ہم جانتے ہین کہ آپ شاہزادۂ والا تبار ہین شاہ مین آپکے والد بزرگوار ہین سرزمین چین آپ کا مقام ہی شاہزادہ آرام دل آپ کا نام ہی مگر یہ سمجھ مین نہین آیا کہ آپ کا حال پریشان کیون ہی چہرۂ گلبرگ سے عشق کے آثار نمایان ہین ہر دم چشم گریان کیون ہی بہر خدا اس ماجرے حیرت افزا سے جلد خبر دار کیجیے حال اپنا کچھ اظہار کیجیے مین بھی تو سنون اگر کوئی مرض ہو تو اُسکی دوا کرون آرام دل نے جواب دیا جرأت دل کی خبر نہ پوچھ کچھ آج کل عزیزو کیا جانے دل کہان ہی دو چار دن سے اپنا پتہ صاحب ماجرائے دل قابل بیان نہین ہی

فقرہ رویم ببین حالم بپرس + یہی ایک جملہ ہی زیادہ بیان کی تاب و توان نہین ہی اور رونے کا حال کیا پوچھتی ہو سودا بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہوگیا + دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہوگیا + یہ سب باغ و بہار اپنی آنکھون مین بدتر از خار نظر آتا ہی حال دل بیان کرنے مین خون ہوکے مُنھ کو جگر آتا ہی درد گل و گلزار خوش نہین آتا باغ بے یار خوش نہین آتا + ای جنون جیب مین ترے ہاتھون + ایک بھی تار خوش نہین آتا + یہ کہکر خاموش ہوگیا یا چشم میگون جانان مین جھوم کر مست و مدہوش ہوگیا پری نے شہزادے کے فحوائے کلام سے دریافت کیا کہ بیشک کسی کا عاشق زار ہی کسی کے تیر نگاہ کا فگار ہی کہنے لگی کہ اے شہزادے مین پردۂ قاف کے بادشاہ کی بیٹی ہون ملکہ سمین میرا نام ہی حسن و خوبی مین لاثانی ہون راجہ اندر بھی تابع فرمان ملکہ ایک ادنی غلام ہی ایام طفولیت مین اپنی بڑی بہن کے ہمراہ تخت طاؤس پر سوار ہوکر واسطے سیر ملک چین کے گئی تھی ایوان شاہی مین تجھ گل اندام کو خاص محل کے بام پر دیکھا کہ زمرد کی چھپر کھٹ پر عجب انداز سے خواب ناز مین پڑا سوتا ہی خواب مین کیا کہون جو اُس دم میرا حال ہوا عشق نے دل مین گھر کیا جی نڈھال ہوا بڑی بہن کے سبب سے کچھ بس نہ چلا خاموش ہو رہی مگر دل پر جو صدمہ زیادہ ہوا تو وہین بیہوش ہوگئی مصنف مجھ سے جو وہ ماہ مقابل ہوا + مثل کتان ٹکڑے مرا دل ہوا + سیر جو کی لالہ رخسار کی + داغ جدائی مجھے حاصل ہوا + میری بہن مجھے بیہوش دیکھکر گھبرائی دوڑی کہ شاید کسی نے جادو کیا ہو اس لیے جلدی سے انگشتری سلیمانی میرے ہاتھ مین پہنائی جب مجھے گونہ افاقہ ہوا بیخودی کا سبب پوچھنے لگی مین نے بہانہ کرکے کہا کہ اُسوقت ہوا ٹھنڈی چل رہی تھی مجھے نیند آتی تھی سو گئی خیر اُسوقت کی بات تو رفت و گذشت ہوگئی جب مکان پر آئی دن بھر جی بیچین رہا طبیعت بہت گھبرائی وہان سے آکر باغ مین ٹہلنے لگی گل و گلزار کی بہار سے کچھ طبیعت بہلنے لگی آخر خدا خدا کرکے شام ہوئی دعا میری بدرگاہ ملک علام ہوئی اُسوقت مین تنہا بذات خاص صرف ہمراہ ایک خواص تخت پر سوار ہوکر پھر اُسی طرف روانہ ہوئی وہان پہونچکر اُسی محل کے بام پر اُتری چارون طرف تیری تلاش کی کہین تپا یا بہت جستجو کی لیکن تو نظر نہ آیا ناچار مایوس ہوکر بادل داغدار یہ شعر آستانہ مبارک پر قلم مژگان اور شنجرف لخت دل سے لکھکر روانہ بسوے خانہ ہوئی مصحفی اگر ت حبیب باشد بدرست رسیدہ باشد + چو ترا ندیدہ باشد چہ قدر طپیدہ باشد + الغرض تجکو نہ دیکھا تو دلکو صدمہ کمال ہوا باغ آرام مین پہونچی پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر روز بیتابی دل ستانے لگی ہر ساعت موت اپنے مزے

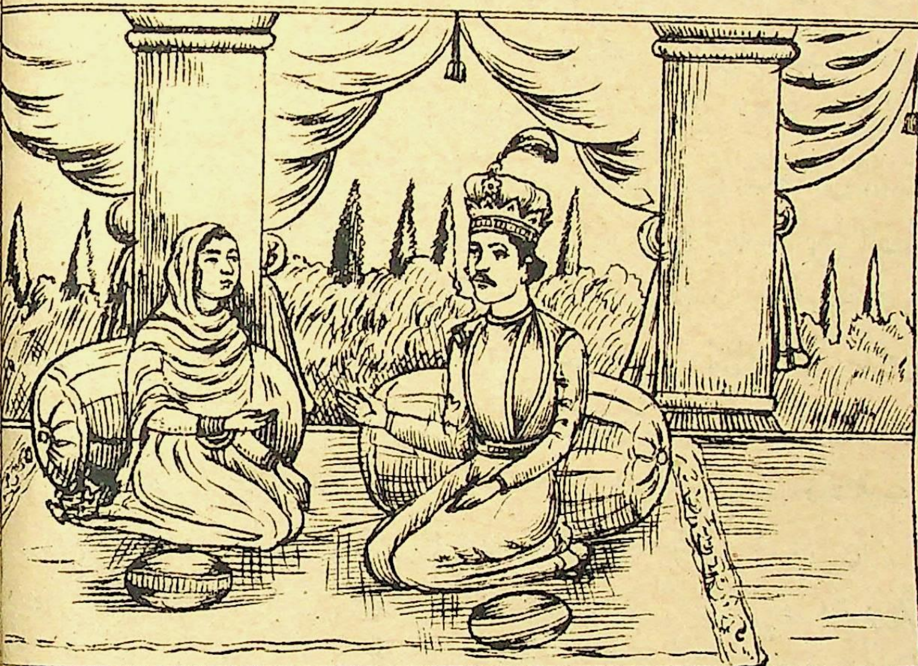
چلّانے لگی ایک روز تنہائی مین بیٹھی رو رہی تھی تیرے فراق مین بیقرار ہو رہی تھی کہ ایک خواص نے عرض کی حضور کسی طرح کا رنج و الم نکرین مین نے گردش سبع سیارہ سے دریافت کیا ہی کہ جس شخص کی آپ عاشق زار ہین جسکے واسطے حضور بیقرار ہین انشاءاللہ تعالیٰ چار برس مین اُس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی جس امر کی حضور کے دل مین تمنا ہی وہ بات ہوگی لیکن حضور فلانے مقام پر ایک باغ اور مکان کی تعمیر کا حکم دین اور بعد طیاری کے اُسکو عجائبات اور طلسمات سے مرتب کرین وہ شخص چار برس کے عرصے مین سرگشتۂ بادیہ غربت اور آوارۂ صحرائے کربت ہوکر اس باغ مین آویگا خوب سیر کرکے جب ارادہ جانیکا کریگا ہرگز جانے نہ پاویگا غرض ای شہزادے مین نے یہ کلام جب سُنا اُسی وقت باغ اور مکان عمدہ کی تعمیر کے لیے حکم محکم دیا جب باغ اور مکان میرے حسب دلخواہ تیار ہوا دل بیقرار کو کچھ قرار ہوا اُس روز سے مین نے تنہائی اختیار کی امید وصال مین ایک ایک دن گننے لگی رات دن صدمۂ فراق سے جان کھویا کرتی اور عالم تنہائی مین یہ اشعار پڑھکر رویا کرتی لنسیم لکھنوی عالم کا ترے جہان بیان ہی✤ بیتابی دل جہان جہان ہی✤ زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو✤ دیوانے کا پانون درمیان ہی✤ ذرّے کا بھی چمکے گا ستارہ✤ قائم جو زمین و آسمان ہی✤ جو داغ کہ مہر ہی فلک پر✤ دل مین مرے اب تلک نہان ہی✤ اے شہزادے آخر خداوند کریم نے تجھ بت بیوفا کی صورت دکھائی خدا خدا کرکے آج جی کی مراد پائی اب مین دیکھتی ہون کہ تو بھی کسی گلبدن کا بلبل زار ہی معلوم ہوتا ہی کہ خدنگ عشق سے سینہ فگار ہی حضرت اُستاد غالب ہوئی جنسے توقع خستگی کی داد پانیکی✤ وہ ہمسے بھی زیادہ کشتۂ تیغ ستم نکلے✤ اب بہر خدا یہان چند روز کرم فرمائیے پرستان کی سیر کیجیے یہان کی چیزین کھائیے بالتفصیل حال بیان کیجیے اور جب تک ہم نہ کہین تب تک یہان سے نجائیے پریون کے ساتھ مزے اُڑائیے

وصل سے کامیاب ہونا سمن جان جہان کا اور رخصت طلب کرنا آرام دل عازم کوے جانان کا

پلا ساقیا جام آتش لباس✤ کہ دل کو ہی میرے ہوس بے قیاس✤ عروج طبیعت دکھاؤن تجھے✤ نیا ایک قصہ سناؤن تجھے✤ محرران جادو نگار و راقمان فسونکار لوح قرطاس پر نقوش بیان داستان یون مرتسم فرماتے ہین کہ جب آرام دل نے یہ قصہ سُنا نہایت حیران ہوا جی

مین کہنے لگا یک نشد دو شد یہ تو بلا کی طرح پیچھے پڑی اب مین کس طرح اسکے دام سے رہائی پاؤنگا ملک فارس تک کیونکر جاؤنگا سوا اسکے یہ پری ہین انسان دیو اسکے تابع فرمان اب سوا سچ بولنے کے چارا نہین ہی بمرضی اسکے یہان سے جانا غیر ممکن ہی کوئی سہارا نہین ہی یہ سمجھکر تمام وکمال احوال ماضی و حال اپنا آرام دل نے اُس بدر کامل سے ظاہر کیا اُس سوختہ آتش فراق کو ملکہ حسن افروز کے عشق سے ماہر لیا یاسمن پری جب سب حال سُن چکی تو مخاطب ہو کر بولی کیون حضور ذرا انصاف کیجیے تقصیر میری معاف کیجیے کہ ہمتو آپ پر جان فدا کرین اور آپ دیکھیے کا دم بھرین صاحب ہمنے چار برس کامل تمھارے فراق مین صدمے اُٹھائے رات دن دعائین مانگین اور تمھارا یہ کلیجہ کہ ایسا کلمہ زبان پر لائے افسوس اگر ہم جانتے کہ آپ ایسی بے وفائی کچھ ادائی کرینگے تو کیون آپ پر جان نثار کرتے دربدر خاک چھانتے پھرتے جرأت جستجو مین دل کے بہلانے کو جی کھونا پڑا ٭ جو ہنسی کی بات تھی سو اُسکا اب رونا پڑا ٭ سچ تو یون ہے بے جگہ ربط اندنون پیدا کیا ٭ سوچ ہر دم ہی یہی ہمکو کہ ہمنے کیا کیا ٭ آرام دل نے کہا صاحب کیا دشمنون پر مصیبت پڑی جو ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو ہر گھڑی نالے کرتی ہو لا اوری ٭ ہم ترے واسطے مجنون بھی ہوے ٭ مورد گردش گردون بھی ہوے ٭ ظلم کے گرچہ سزاوار نہ تھے ٭ پر ترے عہد مین ہم یون بھی ہوے ٭ تو ملے غیر سے اور یان میرے ٭ ملفت مین دیدہ و دل خون بھی ہوے ٭ پری نے کہا ای شہزادے تو جانتا ہی کہ مین اس پرستان کے بادشاہ کی دختر ہون مجھے سب طرح کی قدرت ہی اگر مین اپنی سخن پروری کرون تو تجھے ہرگز جانے ندون لیکن کیا کرون تو میرا محبوب ہی ہر ادا تیری میرے دل کو مرغوب ہی اور دنیا مین سبھون نے اپنے معشوقون کی ناز برداری کی ہی دین و دنیا دونون سے گذر گئے ہین ظلم سہتے سہتے مر گئے ہین اس لیے تیرا جور و ستم اپنے نزدیک کرم سمجھتی ہون تیری رضا اپنی جان شیرین پر مقدم سمجھتی ہون بہرکیف آج کی شب یہین آرام کر میرے زخم دل کا مرہم وصال سے التیام کر صبح جو کہیگا بجا لاؤن گی یا تجھکو وہان پہونچاؤنگی یا حسن افروز کو کہ جسکا تو دیوانہ ہی یہان لے آؤنگی اس گفتگو سے آرام دل کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا خوف سے ڈرا اور سوچا کہ مبادا یہ پری طیش مین آکر مجھے گرفتار بلا کرے ایسا نہو کہ جادو کرے پھر یہ خیال کیا کہ آخر یہ بھی تو شہزادی ہی بھولی بھولی شکل وضع سادی سادی ہی علاوہ اسکے ہمپر مرتی ہی تمھارے اوپر جان فدا کرتی ہی آؤ آج یہین گذر کرو ہونی ہو سو ہو آج کی شب اسی جا سحر کرو یہ تصور کر یاسمن پری سے کہا کہ مین تمھارا تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن مگر اتنا

امیدوار ہون کہ صبح کو مجھے نرو کیے گا جاتے وقت نہ ٹوکیے گا یہ کہا اور بقول حسن
پکڑ ہاتھ مسند پہ کھینچا اُسے ❊ محبت کے رشتہ مین اینچا اُسے ❊ ملکہ سیمتن کہ پہلے ہی شہزادے
کی ہر ایک ادا پر فدا تھی اس بیباکی پہ اور بھی مرگئی تمنائے وصال اور بھی زیادہ ہوئی
چادر شرم و حیا کی سر سے اُتر گئی مست ہوکر بلائین لینے لگی سینہ بہ سینہ لب بلب ہوکر
بے شمار بوسے دینے لگی



خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بے گنتی بوسے لینگے رخ دلپسند کے ❊ عاشق تیرے پڑھے نہین
علم حساب کو ❊ یہ کیفیت دیکھکر سب پریان وہان سے ہٹ گئین کچھ درختون مین جاکے چھپین کچھ
کمرے کے دروازے مین چھپ گئین فقط ایک خواص باقی رہی جو اس حال سے خبردار تھی محرم اسرا
تھی وہی ساقی رہی یہان تو یہ صحبت تھی اور وہان یہ کیفیت تھی کہ جب سے محمود گرا تھا اُسے
کچھ خبر نہ تھی بیہوش پڑا تھا چند پریان جو اُس طرف جانکلین دیکھتی کیا ہین کہ ایک شخص بوڑھا
ستر اسی برس کا سن و سال سر اور ریش کے سفید بال سبز عمامہ سر پر عبائے عنابی در بر خضر صورت
پیشانی پر نماز کا گھٹا بظاہر مردے کی شکل مگر اچھا ہٹا کٹا ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے دیکھکر
متعجب ہوئین باہم کہنے لگین کہ ارے اس باغ مین سوائے شہزادے کے اور کون ایسا ہے جسکا گذر ہو
یہ انسان بھی کیسا پیرنا بالغ ہے کہ اسکو اپنی جان کا نہ خطر ہوا آخر ایک جوان کہ سب مین کڑے

دلکی بتی آگے بڑھی اور محمود کا ہاتھ پکڑ اُٹھانے لگی اُسکو جو ہوش آیا تو آپ کو ملک الموت کے
مُنھ مین پایا سمجھا کہ قضا آن پہونچی شہزادے کو خدا جانے کیا کیا اب ہماری بھی جان نہین بچتی
یہ سمجھکر عاجزی سے کہنے لگا کہ مین اُس شہزادے کا نوکر ہون جو اس باغ مین آیا ہی غرض سب
پریان محمود کو گھیرے ہوے جہان آرام دل اور ملکہ سیمتن بیٹھے ہوے اختلاط کر رہے تھے لیکر
آئین سیمتن محمود کو دیکھتے ہی شہزادے کے پیچھے چھپ گئی اور پوچھنے لگی کہ یہ کون ہی آرام دل نے
کہا صاحب یہ ہمارا یار غمخوار جان نثار ہی اس مصیبت مین اسنے ساتھ دیا ہی یار وفادار ہی یہ کہ رہا
تھا کہ محمود آیا پہلے تو ملکہ سیمتن کے حضور مین آداب بجا لایا پھر آرام دل کو تسلیمات کر کے قدمبوس
ہوا اور ایک طرف لب فرش مؤدب بیٹھا پریون نے حال محمود کی بیہوشی اور راز خود فراموشی
کا حضور مین ملکہ سیمتن کی عرض کیا پری اُسکی باتون کو سُنکر زیر لب مسکرائی اور دیر تک اُس سے
ہنستی رہی جب رات بہت گذری محفل رقص و سرود برخاست اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی
ملکہ سیمتن نے خواص کو اشارا کیا اور فرمایا سحر ساقی نہ رُکے دور یہ موسم ہی غنیمت + پیری مین
جوانی کے مزے یاد کرینگے + بمجرد ایماے ملکہ اُس پری نے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کر کے
شہزادے کو دیا آرام دل نے دہ ساغر ملکہ سیمتن کو پلایا اور دوسرا جام اُسکے ہاتھ سے آپ پیا
محمود تو ایک ہی پیالے مین بیہوش ہو گیا پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ سیمتن نشہ شراب سے بیخود ہو کر
آرام دل کی گود مین گر پڑی شہزادے نے جی مین کہا کہ واقعی یہ پری تمھاری عاشق ہی اور سچ
تو یہ ہی کہ صحبت کے بھی لائق ہی عالم شباب ہی اُٹھتی جوانی ہی چلو مزے کر و یہی لطف زندگانی
ہی الغرض آرام دل نے پری کو گود مین اُٹھا لیا اور بارہ دری کے اندر جا کر چھپر کھٹ مین لٹا دیا
لگانے کے لیے گدگدیان کین آ دا زین دین چٹکیان لین آخر جب ملا دلا گدگدایا تو ذرا ملکہ کو ہوش آیا
کچھ جو کھولی وصال یار سے بغل گرم پائی یاوری بخت اور فرط محبت سے باغ باغ ہو گئی پھولی نہ
سمائی اُسی حالت مستی و سرور مین آرام دل سے کہنے لگی کہ کیون جی مین اگر صبح کو تھین نجانے
دون تو تم کیا کرو ع ذرا اسکا مجھے جواب تو دو + آرام دل نے کہا صاحب اگر یہی ارادہ ہی
اسمین کیا چارہ ہی کسکا اجارہ ہی ع ہر چہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد + قہر درویش
بجان درویش اور اسکا مین کیا جواب دون مگر اتنا سمجھ لو کہ اگر عہد شکنی پر کمر باندھو گی تو ہمین زندہ
نہ پاؤ گی یاد رہے کہ بہت پچھتاؤ گی یہ کہتے ہی خیال جانان مین آنکھون سے آنسو گر پڑے
ن پری نے بلائین لیکر کہا مین تو ہنستی تھی محک امتحان پہ کستی تھی کہ دیکھون تم کتنے ہو دل کے

کرتے ہو یا بودے ہو شعر ذراسی بات مین رنجیدہ ہو گئے صاحب + عبث ہی رونا اجی دیکھو وہ ہنسی آئی + یہ کہکر ہم آغوش ہوئی نشہ بادۂ الفت سے بیہوش ہوئی جب ہوش آیا سر اپنا آغوش دلدار مین پایا یاوری طالع و مساعدت بخت پر سخت عجب ہوا غایت مسرت سے اُسوقت یہ شعر زیب دہ کام و لب ہوا غالب وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین غرض اسی طرح سے غمزۂ ناز سوز و گداز راز و نیاز کی باہم باتین رہین حسن و عشق کے جلوہ ہاے نیرنگ سے عجب لطف کی ملاقاتین رہین دونون اسی لطف مین تھے کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا سیمتن کا دل بیقرار ہوا آرام دل نے محمود کو جگایا محمود نے کہا حضور اب آپکا تو پری سے وصال ہی فارس جانا محال ہی سبحان اللہ حضور بھی کیا چیز ہین یا تو یا ہین شوراشوری یا یا ہین بے نمکی خیر شکر خدا کہ اب آپ کی طبیعت کچھ کچھ بہل گئی ایک شغل پیدا ہو گیا ذرا سنبھل گئی آرام دل نے کہا محمود مصلحت وقت یہی تھا جو مین نے کیا ہی ای عزیز اُس نے رخصت کے لیے قسم کھائی مجھے قول دیا ہی اگر ہم ایسا نہ کرتے تو یہان قید مین جان سے گذر جاتے کبھی رہائی نہ ہوتی تڑپ تڑپ کر مر جاتے یہ کہا شہزادہ سیمتن کے پاس آیا اور کہا اب رخصت پری نے جواب دیا صاحب رخصت چہ معنی دارد تمنے سُنا نہین نسیم لکھنوی آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجیے + میرا اس مصرع پر عمل ہی تمھارے دماغ مین تو خلل ہی شہزادے نے کہا نسیم لکھنوی جاتا ہو تو اُس کا غم نہ کیجیے یہ مصرعہ عمل کے لائق ہی اُس سے فائق ہی سیمتن بولی کہ چہ خوش خبر ہی سے آپ کے عہد و پیمان ہوا ہی اُس کو وفا کرتی ہون ایکدم توقف کرو ملکہ حسن افروز کو یہان لاکر تمھارا کلیجہ ٹھنڈا کرتی ہون آرام دل نے کہا بس خدا کے واسطے آپ اتنی تکلیف نہ کیجیے مجکو بیاب ہین دو گوش یہان سے رہائی دیجیے صاحب ذرا خیال کرو مین نے جو اپنا گھر بار چھوڑا سلطنت سے منھ موڑا تو کیا اسواسطے کہ آپ کے پاس بیٹھ رہون اور مزے کرون جسکے واسطے سرگردان ایک عالم کی خاک چھانی خستہ و پریشان ہوا اُسکو اس حکومت سے بہلاؤن یہ تو عاشقی نہوئی رنڈی بازی ہوئی محبت نہوئی جلسا زی ہوئی سیمتن نے کہا ناحق اتنی مشقت اُٹھاتے ہو منزلون بیکار جاتے ہو اگر کہو تو ہمین بیٹھے بیٹھے تمھارے معشوق کو بلوالون آرام دل نے کہا ذرا اتنا تو سمجھو کیا ہم اتنے نہ تھے کہ شاہ فارس سے بذریعہ نامہ و پیام درخواست شادی کی کرتے مگر اپنا جی ہوا اسپر حکومت نہین چلتی یہ عاشقی ہی یہان کسی کی دال نہین گلتی اب مین تمھارے روکے کب رکتا ہون ہزار کہو مین کب سنتا ہون مجھے اپنے معشوق

یہان بلوانا منظور نہین معاف کیجیے آپ کو اسقدر تکلیف کرنا کچھ ضرور نہین سیمتن پری نے دیکھا
کہ شہزادہ بگڑ بیٹھا اب کسی طرح نہ مانیگا منع کرونگی تو خوب چھٹے گی زیادہ بولون گی تو دشمنون
کی جان پر آبنے گی مصنف مثنوی ہو زبس اسکو عشق کا آزار ٭ تپ فرقت نے کر دیا ہو نزار ٭
اب نہ تم کچھ زبان سے کہنا ٭ دکھ جو ہون ہجر کے وہ سب سہنا ٭ عقل زائل ہو ہوگیا ہو خبط ٭
آجکل ہو اسے جنون سے ربط ٭ جیب و دامن کہین نہ چاک کرے ٭ نہ کہین آپ کو ہلاک کرے ٭
فدا تو ہی رہی تھی عاشق تھی علاوہ اسکے اپنے قول مین بھی صادق تھی کہنے لگی اچھا ہم آپ کو اس
شرط سے جانے دیتے ہین ایکبات کی قسم کھاؤ تو یہان سے قدم اٹھانے دیتے ہین کہ جب آپ
اپنے ملک کی طرف مع الخیر والعافیہ مراجعت فرمائین تو پھر سے اسی باغ مین ملاقات کرین اور اورون
کی طرح مجھے بھی اپنی سلک زوجیت مین لائین آرام دل نے کہا ہان یہ بات مجھے بدل و جان
منظور ہو اس امر مین آپکا اتنا مبالغہ محض فضول ہو مین قسم کھاتا ہون کہ جب میرا مقصد حاصل
ہوگا تو انشاء اللہ تعالی تم بھی فائز المرام ہوگی اگر میرے جی کی آرزو بر آئیگی تو خدا نے چاہا یہ بات
بھی بخوبی انجام ہوگی سیمتن نے کہا دیکھو تم قسم کھاتے ہو خدا کو شاہد درمیان لاتے ہو ذرا اپنے
قول پر ثابت قدم رہنا ورنہ وعدہ خلافی کی سزا خوب پاؤگے میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے
اچھا سید محمد خان رند بس اب آپ تشریف لیجائیے ٭ گذری ہو جو کچھ گذر جائیگی ٭ طبیعت
کو ہوگا قلق چند روز ٭ ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی ٭ مگر محمود کو میرے پاس چھوڑ جائیے کہ یہی شخص
ملکہ حسن افروز پر عاشق ہونے کا باعث ہو اور اسوقت بھی آپکو ترغیب دیکر لیچلا ہو اسکی
یہی سزا ہو کہ یہان باغ کے ایک کونے مین بیٹھا رہا کرے اپنی جورو کے غم فراق مین جلا کرے
تا اسکو بھی معلوم ہو کہ فراق محبوب اسے کہتے ہین اور عاشق اپنے معشوقون کے دکھ اس طرح
سہتے ہین یون بیقرار رہتے ہین قطعہ معلوم تو ہو ہجر کے صدمون کی حقیقت ٭ گذری ہو بہت عیش
سے اب یاد کرینگے ٭ تم جاؤ بس اب ہم سے نہ اسمین کرو اصرار ٭ چھوڑا ہو تمھین انکو نہ آزاد کرینگے ٭
محمود یہ غضبناک گفتگو پری کی سنکر لرز گیا جی کڑا کر کے کہنے لگا کہ حضور اگر فدوی کو پہلے سے آپکے
تعشق کا حال اپنے شہزادے کے ساتھ معلوم ہوتا تو اپنے آقا کو آپ ہی کی ملاقات کی ترغیب
دیتا اس خدمت کے صلے مین حضور سے خوب انعام لیتا مگر افسوس مین بڑا بدنصیب ہون کہ اس
مضمون سے نہ خبردار ہوا آج اپنے آقا کا ساتھ کر کے حضور کے نزدیک دشمن ٹھہرا الغرض بہزار زار
ہوا سیمتن نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو مگر تجھے اب نہ جانے دون گی تو جتنا جی چاہے غل مچا

لیکن مین ایک نہ سنونگی محمود نے کہا حضور زہے نصیب اور خوشا طالع میرے کہ آپ مجکو اس التجا اور تمنا سے اپنے پاس رکھین اور زہے تقدیر میری کہ حضور مجھے اس باغ مین رہنے کی اجازت دین اس محبت پر بھی اگر مین درخواست جانے کی کرون تو بڑا بدنصیب ہون گستاخی معاف کیجیے بقول شخصے لا اعلم جبکہ ہم تیرے آستان سے گئے ✣ ہمنے جانا کہ دو جہان سے گئے ✣ ملکہ سیمتن محمود کی ان حرکتون اور تمسخر کی باتون سے دل مین مارے ہنسی کے لوٹی جاتی تھی مگر ہنسی کو ضبط کرکے کہنے لگی کہ لو صاحبو اور سنلو جو نچلے کی خوبی دیکھو انھین شیرین باتون سے کوچۂ عشق مین آپ کا بھی فرہاد نام ہوا منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت حضرت بھی ہماری محبت کا دم بھرتے ہین شوق ؔ تا کہ مشہور ہون ہزارون مین ✣ ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین ✣ ارے لوگو ✣ ع بیندکی کو بھی لو زکام ہوا ✣ ہان کوئی ہی کہ اس نامعقول کو اس بے ادبی کی سزا دے یہ سنتے ہی دس بیس دیو محمود کی طرف جھپٹے پری نے اشارہ سے منع اور نظر کرم سے دیکھکر دفع کیا آرام دل نے کہا صاحب ہم سنا کرتے تھے کہ لیلی کا کتا بھی پیارا ہوتا ہی عاشق کو اسی کے دیکھ لینے کا سہارا ہوتا ہی مگر یہان تو ہم نئی رسم دیکھتے ہین کہ اس غربت مین ایک ہمارا آدمی ہی اسکے بھی سب دشمن ہین یہانتک کہ جب آپکا ارشاد پاتے ہین تو دیو بھی لپک لپک کر آتے ہین ستمین نے کہا صاحب بخدا یہ تمھاری خاطر ہی کہ مین نے اسکو چھوڑ دیا ورنہ یہ اس بیحیائی اور گستاخی کا خوب مزہ چکھتا پھر کبھی ایسا نہ بہکتا یہ کہکر انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی آرام دل کی انگلی مین پہنا دی اور کہنے لگی کہ لو اب تمپر کسی طرح کا جادو اثر نکریگا پھر سفید دیو کہ سردار سب دیوؤن کا روبرو دست بستہ کھڑا تھا اسکے سر مین سے پانچ چار بال توڑ کر شہزادے کو دیے اور کہا کہ جسوقت تم کو کوئی کار مشکل یا کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ جسکے انجام کے لیے پس و پیش ہو اسوقت تم ایک بال کو امین سے دونون سرے پکڑ کر کھینچنا یہ دیو تمھارے پاس حاضر ہوگا جو حکم دوگے بجا لائیگا اگر کچھ عذر کریگا خوب سزا پائیگا القصہ آرام دل کو یہ سب مراتب سمجھا کر پری نے دیو سے فرمایا جہان سے اس باغ کو لایا ہی پھر وہان پہونچا دے اور یہ غزل پڑھی مصنف اے مرے دلربا خدا حافظ ✣ چھوڑ کر مجکو جا خدا حافظ ✣ تیرا ضامن ہی ضامن ثامن ✣ سایۂ مصطفی خدا حافظ ✣ پیٹھ جیسے دکھاتا ہی مجکو ✣ یون ہی منھ بھی دکھا خدا حافظ ✣ مجکو بتیاب چھوڑے جاتا ہی ✣ اے مرے مہ لقا خدا حافظ ✣ تیری فرقت مین دیکھیے کیا ہو ✣ آنے کیا کیا بلا خدا حافظ ✣ تو نے مجھے تو بیوفائی کی ✣ خیر اے بیوفا خدا حافظ ✣ جس جگہ جاے تو معین اللہ ✣ گھر مین بن مین

سدا خدا حافظ + ای سخن اب گلے لگا کے مجھے + تو بھی کہہ لے ذرا خدا حافظ + شہزادے نے بھی کہا کہ خدا حافظ اور دیوؤن نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرکے آواز دی کہ سارا مکان ہلگیا پھر وہی تاریکی اور طوفان ہوا کا زور شور وہی سامان نظر آیا مگر جہان پری اور آرام دل اور محمود تھے وہان یہ سب آثار نہ موجود تھے تھوڑی دیر مین وہ باغ اور مکان جہان پہلے نصب تھا قائم کیا گیا اور شور وغل موقوف ہوا سمتین پری نے شہزادے سے کہا کہ حضور اب بسم اللہ کیجیے دیر نہ لگائیے جس طرف سے آپ آئے تھے وہی راہ موجود ہی پھر ملانیوالا وہ معبود ہی صفیر جیسے جاتا ہی تجھے بار خدا پھر لائے + تجکو اللہ بت ماہ لقا پھر لائے + پھر پری نے شہزادے کو گلے لگا کر رخصت کیا اور محمود سے کہا کہ اچھا تم بھی جاؤ مگر شہزادے کا ساتھ نہ چھوڑنا ورنہ خوب مزا چکھوگے ذرا اسکو خوب سمجھ لینا محمود نے دونون ہاتھون سے سلام کرکے عرض کی کہ حضور کیا مقدور جو کبھی اپنے آقا سے جدا ہون اگر اسمین ذرا خلاف ہو تو بیشک لائق سزا ہون یہ کہکر گھوڑے حاضر لایا آرام دل سوار ہوا ہمراہ وہی محمود وفادار ہوا سمتین پری تا در باغ پہونچانے آئی جون ہی شہزادے نے پیٹھ موڑی پری آنکھون مین آنسو بھر لائی مگر کیا کرے مجبور تھی خاطر محبوب بہر نوع منظور تھی غرض آرام دل پری سے رخصت ہوکر ملک فارس کو روانہ ہوا یہان محفل کا تمام برہم کارخانہ ہوا سمتین اسی وقت باچشم گریان و دل بریان تخت پر سوار ہوکر کوہ قاف مین داخل ہوئی شب و روز غم کھا کھا کے بسر کرنے لگی شہزادے کے عشق مین مثل ہلال کاہیدہ وہ بدکار ہوئی تمام باغ سنسان ہوگیا مسکن زاغ و بوم وہ مکان ہوگیا یا تو وصال طالب و مطلوب سے ہر جزو انس ا پھولون نہین سماتا تھا نہال تھا پھر غور کرکے جو دیکھا تو گویا خواب و خیال تھا دنیا جائے دید ہی کبھی وصال یار کبھی فراق دلدار دونون توام مگر شب وصال گویا عاشقون کی صبح عید ہی فراق کے نام سے صدمہ ہوتا ہی دلپر الم مین ہجر یار اگرچہ نہایت جانگزا ہی مگر سچ پوچھیے تو کچھ اسی مین مزا ہی لا اعلم جو مزا انتظار مین دیکھا + نہ کبھی وصل یار مین دیکھا + وزیر صدچاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو + پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

داستان بیقراری صنوبر شہزادی اُس شاہ بد باطن کی ستمگاری پھر چند سوال صنوبر سوختہ جگر کے شہزادہ سیاہ فام سے اور لاجواب ہونا اُس کلام سے اور آشکارا ہونا حال آرام دل کا

اُٹھا ساقیا ساغر مے کشان + کہ پھر چھیڑون گذری ہوئی داستان + پلا دے پھر اک ایک جام شراب

که بیخود هوں سب اور نه دیں کچھ جواب ٭ وہ گئی تھی شادی کہاں کا وصال ٭ نه حاصل ہوا
کچھ بجز انفعال ٭ مصنف خاکسار اور خامۂ جگر فگار حال صنوبر عاشق زار یوں رقم کرتا ہے که جب
صنوبر پری پیکر شہزادہ آرام دل سے رخصت ہو کر دلربا کے ساتھ محل میں تشریف لائی وہ آنا کیا تھا
گویا اُسکے سر پر بلا آئی آتے ہی مُنھ لپیٹ کر چھپر کھٹ میں لیٹ رہی مگر چپکے چپکے روتی رہی آنسوؤں سے
مُنھ دھوتی رہی دلربا که محرم راز بھی خیر خواہ جانباز تھی چھپر کھٹ کے پردے گرا کے پاس بیٹھ گئی اور
پنکھا جھلنے لگی جو کوئی پوچھتی که دلربا دلھن کہاں ہے تو اُسنے کہتی که ارے چُپ رہو بیگم صاحب تمام رات جاگی
ہیں جی اچھا نہیں ہے رات بھر راحت نہیں ملی ہے ابھی آنکھ لگی ہے دو گھڑی سو رہنے دو آنکھ لگنے کا نام
جب صنوبر کے گوش زد ہوتا بے اختیار کلیجے میں درد ہوتا اپنے حال کو خیال کر کے چاہتیں بار بار کے
رونے کو جی چاہتا مگر کیا کرے افشائے راز کے سبب ضبط کرتی تھی جب زیادہ بیچین ہوتی تھی تو در پردہ
آہوں سے ربط کرتی تھی فرد جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو ٭ یہ داغ وہ ہے که دشمن کو بھی نصیب
نہو ٭ یہاں تو اسکو اتنی یہ بات غنیمت تھی که سونیکا بہانہ تھا وہاں لوگوں کو ریت رسم کی پڑی تھی وہ روہی
کارخانہ تھا لیتے ثانی مجلس محل میں آراستہ ہوئی سمدھنیں آکر مجلس میں بیٹھیں ڈومنیاں گانے لگیں
اتنے میں غل ہوا که دولہا محل میں آتا ہے سنکے جتنی چھپنے والیاں تھیں چاروں طرف کوٹھوں پر چڑھ گئیں کچھ
پردے میں چھپ چھپ کے دیکھنے لگیں جو ذرا بیحیا تھیں وہ اڑ گئیں دیکھتی کیا ہیں که ایک لڑکا خفتی کی
صورت سنیچر کی مورت سر گنجا ہاتھ ٹنڈا پاؤں سے لنگڑا اس میں بڑے بڑے گڑھے عمیق اللسان تھا یا بچہ
شیطان غرض نطفۂ بے تحقیق شعر شتر لب غول منظر خوک دندان خر سبب پیشانی ٭ تصدق ہوں دم برادر
غول بیابانی ٭ نسیم لکھنوی دانت اُسکے تھے گور کن قضا کے ٭ دو تھنے رہ عدم کے ناکے ٭ زنبور سیاہ خال
اُسکے ٭ برگد کی جٹائیں بال اُسکے ٭ دو چار خواصوں کے بیچ میں که خاص اُسکی طرف کی تھیں جریب کے سہارے
سے زمین پر پاؤں سے اتو کرتا ہوا اس لنگڑے پن پر لنبے لنبے قدم دھرتا ہوا آکر مسند پر اپنی ماں کے پاس
بیٹھ گیا اس ماجرائے حیرت افزا اور سانحہ ہوش ربا سے سارے محل میں ایک تہلکہ عظیم واقع ہوا کسی نے
زانو پیٹ کر کہا که ہم ہوگو یہی ہماری شہزادی کا دولہا ہے کوئی بولی نہیں ری دیوانہ معلوم ہوتا ہے
راستہ بھولا ہے کوئی رو کر کہنے لگی که ہائے یہی کمبخت ہماری بیگم کے نصیب میں لکھا تھا کسی نے کہا که اسمیں
کسکا اجارہ ہے انکی تقدیر میں یونہی ہونا تھا ایک نے کہا بہن ہم تو سُنتے تھے که حضرت جہاں پناہ برات
سے رو دولہا کے یہاں تشریف لے گئے تھے اور دولہا کو اپنی آنکھ سے دیکھکر بہت خوش ہوئے تھے
مگر یا شاء اللہ وہ تو برعکس اسکے ظہور میں آیا سب لوگوں کو کیا خیال تھا اور کیا ہو گیا ادھر تو یہ غوغا تھا

اُدھر یہ سانحہ برپا تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو داماد کی شکل دیکھی پہلے تو خوف سے ڈرین پھر سمدھن سے پوچھنے لگین کہ کیون بی بی یہی آپ کے صاحبزادے ہین جنکے ساتھ میری لڑکی کی شادی ہوئی ہے وہ بھی شہزادے ہین پھر کہا کہ لوگو بتاؤ میری بچی کہان ہے دلربا نے کہا کہ حضور یہان چھپر کھٹ مین آرام کرتی ہین بادشاہ بیگم نے کہا حضور مجھے ہرگز اعتبار نہین تم لڑکی کو کمرے مین لیجاؤ دالان مین قفل لگاؤ دلربا شہزادی کو دوسرے کمرے مین لیگئی دو چار خواصون کو حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھا اور مکان کو مقفل کر دیا صنوبر جبتک باہر رہی جان دینے پر مستعد برابر رہی اپنے جی مین سمجھی ہوئی تھی کہ اگر ذرا بھی اُس مردود کی طرف سے کسی امر مین سبقت ہوئی تو فوراً آپکو ہلاک کرونگی اس بکھیڑے کو پاک کرونگی کہ ہم نہونگے نہ فلک کے جور وستم ہونگے مگر جب جائے محفوظ مین آپکو دیکھا شکر خدا کیا اور کہا کہ دلربا دیکھیے کیا فتور برپا ہوتا ہے امان جان ان بدبختون سے اسقدر ڈراو کھیتی تو ہین لیکن خدا خیر کرے دیکھیے کیا ہوتا ہے اور ہماری آبرو کا تو خدا حافظ و نگہبان ہے کیونکہ ہم تو پہلے ہی اپنی جان اُس جان جہان پر تصدق کیے بیٹھے ہین مگر افسوس یہی ہے کہ جبتک یہ کمبخت دم ہے فراق محبوب وصال نامرغوب ہمارا ہمدم ہے جرائت خدا کے واسطے سینے کو کوئی چاک کردو + کہ جان بلب ہین بہت دل کے اضطراب سے ہم + ولے مرض عشق کو تھوڑا نہ سمجھنا اے دل + ایکدن کام کریگا یہی آزار تمام + یہ کہتے ہی سیل اشک آنکھون سے جاری ہوا پھر وہی رونا اور غشی کا عالم طاری ہوا دلربا نے ہرچند سمجھایا خاطر آشفتہ کو بہلایا کہ بیگم برائے خدا مخففین اپنے اُسی محبوب کی قسم جسے چاہتی ہو ذرا دل کو ٹھہراؤ جی اور کسی خیال مین بہلاؤ کسی اور شغل سے تسکین دو مگر بھلا اُسکی کون سنتا تھا لا ادری جسپہ گذری ہو یہ وہی جانے + جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے + عشق کا مزہ عاشق ہی خوب جانتا ہے اس ستمگار کی تیغ جفا کے سامنے وہی سینہ سپر کرتا ہے کلیجہ تانتا ہے خواجہ وزیر دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا ہو + نا آشنا کو بھی الٰہ آشنا نہو + القصہ بادشاہ بیگم نے ایک خواجہ سرا کو حکم دیا کہ اس پلید کا ہاتھ پکڑکے کالا منھ کر خواجہ سرائے بموجب حکم دولھا کے قریب آکر دست بستہ عرض کی کہ خداوند ہم حضور کے بندے اور فرمانبردار ہین مگر کیا کرین حکم حاکم مرگ مفاجات ہے سے ناچار ہین اب عرض یہ ہے کہ حضور یہان سے اُٹھین اور باہر تشریف لیجاین شہزادہ ایک تو غصہ مین بھرا بیٹھا ہوا تھا یہ سب باتین سنکر اور بھی جلگیا ایسا طیش مین آیا کہ جامہ کے باہر نکلگیا پھر وہی چھڑی جو چلنے کے وقت یار تھی پائے شکستہ کی مددگار تھی اُٹھا کر خواجہ سرا کے سر مین اس زور سے ماری کہ سر دو ٹکڑے بلا فرق ہوگیا دریائے خون مین سر سے پاؤن تک غرق ہوگیا اس واردات سے محل مین ایک تہلکہ پڑگیا سارا کھیل

بگڑ گیا جہان پناہ کو خبر ہوئی وہ سُنتے ہی گھبرائے ہوے محل مین تشریف لائے ساتھ وزیر اعظم بھی ئے
بادشاہ نے محل مین جاکر دیکھا کہ بسنت خواجہ سرا خون مین ڈوبا ہوا ہی عجب حال ہی کہین دستار کہین
رومال ہی طرفین کی خواصین آپسمین فضیحتی کر رہی ہین طعن و تشنیع کا بازار گرم ہی نفسا نفسی پر مر رہی ہین
بیگم صاحبہ نے بادشاہ سے کہا کہ حضور ذرا اپنے داماد فرخندہ نہاد کو ملاحظہ کرین پہلے پہل دیکھا ہی کچھ اُسکے
ہاتھ مین دین جو ہین بادشاہ نے اُس زنگی شہزادے کو دیکھا حیرت سے انگشت بدندان ہو دیر تک اسی طرح
عالم تحیر مین رہا آل کار سوچکر نہایت تفکر مین رہا آخر اس بادشاہ کی جعلسازی پر ایسا غصہ آیا کہ اگر وہ
اسوقت یہان موجود ہوتا تو بیشک نیست و نابود ہوتا مگر بادشاہ نے دفعتہً بگاڑنا مناسب نجانا غصہ
کو ضبط کرکے اپنے سمدھی کو بلوایا دونون نے کرسیون پر جلوس فرمایا بادشاہ نے دولھا کے باپ سے کہا کہ
درمیان سلاطین عظام اور شاہان ذوی الاحتشام کے ایسی دغا بازیان اور افترا پردازیان ہینے تو کسی
تواریخ مین دیکھین اور نہ کبھی سُنین بھلا یہ کیا حرکت تھی کہ آپ نے اپنے لڑکے کو تو چھپا دیا اور ایک شخص غیر کو
دولھا بناکے نکاح پڑھوا دیا پھر ارادہ ہی کہ دولھن کو یہان سے زبردستی لیجائینگے حکومت کو کام فرمائینگے
دولھا کے باپ نے جواب دیا کہ صاحب آپ یہ کیا فرماتے ہین یہ میرا وہی لڑکا ہی جسکو آپ نے برات
کے روز دیکھا ہی بادشاہ نے کہا سبحان اللہ شاید آپ نے مجکو اندھا جانا یا بھولا سمجھکر یہ فقرہ سُنایا یہ
گفتگو دوبدو ہو رہی تھی کہ دلربا نے اپنے بادشاہ سے عرض کی کہ خداوند چھوٹی بیگم صاحبہ فرماتی
ہین کہ مین اپنا مقدمہ آپ فیصل کرلونگی آپ کسی طرح کا تردد نہ فرمائین مگر امیدوار ہون کہ آپ
دونون صاحب مع شہزادہ بلند اقبال ذرا پردہ کے قریب تشریف لائین جو مین سوال کرون
شہزادے اُسکا جواب دین اور حضور غور فرمائین اگر فی الحقیقہ یہ وہی شخص ہین جن کے ساتھ
میرا نکاح ہوا ہی تو پھر اسکا تردد کیا ہی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ہوا ورنہ بصورت خلاف جیسا ہوگا
سمجھا جائیگا یہ کلام شہزادی کا دولھا کے باپ نے پسند فرمایا بیٹے کا ہاتھ پکڑکے قریب دالان کے آیا
شاہ عالم پناہ نے بھی بموجب درخواست شہزادی وہین جلوس فرمایا دلربا نے صنوبر کی طرف سے
اُس زنگی ملعون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحب آپ نے بعد نکاح کل شب کو کہان آرام فرمایا تھا
کس جگہ سوئے تھے کس مکان مین قیام کیا تھا پہلے اس سوال کا جواب دیجیے تو پھر آگے حوصلہ کیجیے
شہزادہ پہلے تو سنکر خاموش ہو رہا پھر اپنے باپ کے اصرار سے کہنے لگا کہ مین تو اپنے خیمے مین بہ فرجہان
سوتا تھا وہان سو یا تھا یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ بس کیجیے اسی بات پر اختتام ہی زیادہ گفتگو طول
کلام ہی ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آپ وہی شاہزادے ہین زیادہ کہنے کے ناحق ارادے

ہین پھر اُسکے باپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بسم اللہ اب دیر نہ لگائیے بہت جلد یہان سے تشریف لیجائیے نہین تو خدا جانے کیا ہو جائیگا یاد رکھیے کہ حشر برپا ہو جائیگا بادشاہ یہ سُنکر غصہ مین اُٹھا اور بیٹے کو ہمراہ لیے اپنی فرودگاہ مین آیا آتے ہی فوج مین طبل جنگ بجوا دیا افسرون کو لڑائی کا حکم سُنا دیا اور کہا کہ اگر زندہ ہون تو اس قلعے کو توڑونگا اسنے مجھے ذلیل کیا ہے مین اسکی مٹی لے ہی کے چھوڑونگا یہان وزیر باتدبیر نے اپنے بادشاہ کے تیور بدلے ہوے دیکھکر فوج کی آراستگی کا حکم دیا تھا برجون پر توپین چڑھا دین یقین تمام قلعہ کو آراستہ کیا تھا جب اُس بادشاہ کو مغلوب الغضب جاتے دیکھا اپنے گمان کا شک جاتا رہا یقین ہوا پھر تو اُسنے شہر اور قلعے کا قرار واقعی بندوبست کر لیا لاکھون من غلہ قلعے مین بھر لیا ہر چیز کا ہر جگہ انبار تھا کسی چیز کی کمی نہ تھی فقط اسی بات کا انتظار تھا کہ پہلے اُدھر سے سبقت ہو تو پھر ادھر سے مار دھاڑ کی نوبت ہو یہان بادشاہ صنوبر کے پاس آیا اور بہت سا پیار کر کے پوچھنے لگا کہ بیٹا بیان تو کر یہ کیا قصہ ہے کیا واردات ہے عقل حیران ہے کہ تو اِسقدر ملول کیون ہے یہ کیا بات ہے صنوبر اس کلام کو سُنکر اسقدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی آخر ضعف سے غش ہو گیا بادشاہ کی گود مین گر پڑی مثنوی مصنف عشق کی ہے عجب فسونکاری + ہے جانسوز اسکی خونگاری + کہین طرہ ہے یہ حسینونکا + کہین غازہ ہے مہ جبینونکا + یہی کرتا ہے عاشقون کو تباہ + الحذر الحذر معاذ اللہ + خوف آتا ہے نام سے اسکے + دل لرزتا ہے کام سے اسکے + یہی مجنون کا دستگیر ہوا + یہی فرہاد کا مشیر ہوا + یہی وجہ فغان بلبل ہے + یہی پیوستہ رگ گل ہے + یہی سرو چمان گلشن ہے + یہی قمری کا طوق گردن ہے + یہی عاشق کا دل جلاتا ہے + یہی نیرنگیان دکھاتا ہے + یہی باغ جہان مین خار ہوا + گلرخون کے گلے کا ہار ہوا + الغرض رہتا ہے یہی دل مین + یہی ہے سب کے آب اور گل مین + بادشاہ صنوبر کو چھاتی سے لگا کے بے اختیار رونے لگا دامن و آستین اشکون سے بھگونے لگا دیر تک یہی حال رہا دل پر صدمہ و ملال رہا آخر بادشاہ نے کہا بیٹیا بتا تو سہی کہ تیرے دل پر کیا گذری ہے تو کیون اسقدر بیتاب ہے رو رو کے اپنی جان ہلکان کر رہی ہے مین بھی تو سُنون اگر کسی نے کچھ کہا ہو اُسکی زبان نکلوا لون جو کسی سے خدانخواستہ اور طرح کا صدمہ پہونچا ہو تو بیان کر اُسکو سزا دون الغرض بادشاہ نے ہر چند صنوبر سے پوچھا مگر وہان تو خیال مین کوئی اور ہی پیارا تھا اظہار مطلب کا کب یارا تھا سکتہ کا عالم ہو گیا کچھ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ اپنے دل مین سمجھا کہ حضرت غالب. بیخودی بے سبب نہین غالب + کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے + پھر دلربا سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ ہے نہین تو ابھی زندہ دیوار

مین چنوا دونگا نام ونشان تیرا حرف غلط کی طرح صفحۂ دنیا سے مٹا دونگا دلربا اس گفتگو سے لرزان
ہوئی ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی کہ حضور اس داستان کو ابتدا سے انتہا تک سنین اور بیگم کی صحت کی کچھ تدبیر
کرین کہ جب شادی کی دھوم ہوئی تھی تو ہماری بیگم کو یہ خبر اڑتے اڑتے معلوم ہوئی تھی کہ دولھا
بہت بدشکل ہی یہ سنکر بدرجۂ کمال الم ہوا محل شادی خانۂ ماتم نظر آنے لگا لوگون کی بیخبری پر
بہت غصہ آیا دل وہی دل مین پیچتاب کھایا شرم سے کچھ کہہ نہ سکین اندر ہی اندر گھٹنے لگین ہر روز
چہرہ زرد ہونے لگا منہہ پہ ہوائیان اڑنے لگین مین نے غمگین دیکھکر سبب رنجش کا پوچھا مجھسے حال دل
ظاہر کیا راز نہفتہ سے اس کنیز کو ماہر کیا مین نے دل بہلانے کی بہت تدبیر کی مگر انکا وہی حال تھین
سب باتون کی طرف خیال رہا ہیرے انعام وتفہیم نے کچھ نہ تاثیر کی آخر جب نکاح ہوچکا دولھا رنگ محل
مین گیا اسوقت سبھون نے آکر دولھن کو گھیر لیا اور کہنا شروع کیا کہ حضور کسی طرح کا تفکر اور تردد
خاطر مبارک مین نہ لائیے صورت غمگین بدل ڈالیے ہمنے آپ کے دولھا کو دیکھا ہی ماشاء اللہ نہایت
خوبصورت نوجوان ہین چشم بددور بہت حسین رشک خوبان جہان ہین نظم قمر اسکی جبین سے داغ کھائے
مہ نو پیش ابرو سر جھکائے + حضور بخدائے لایزال رندار زیادہ برگ گل سے اسکے چہرے پر
صفائی ہی + مین ان ہاتھون کے صدقے جسنے وہ صورت بنائی ہی بہ جناب عالی جسقدر تعریف اور
توصیف مین اس شاہزادے کے وہ لوگ مبالغہ کرتے تھے اسی قدر ہماری بیگم صاحبہ جھوٹ جانتی
تھین زار زار روتی تھین اور کسی کا کہنا نہین مانتی تھین آخر جب لوگون نے دیکھا کہ انکا شک
کسی طرح رفع نہین ہوتا ناچار کہا کہ اچھا اگر ہمارا کہنا آپ کے نزدیک راست نہین ہی تو آپ
چلکر اپنی آنکھ سے دیکھ لین اسمین کچھ مضائقے کی بات نہین یہ سنکر ہماری بیگم سب کے کہنے سننے سے
اپنی خواصون کے ہمراہ بحفاظت تمام رنگ محل مین گئین اور دیکھتے ہی بیک نگاہ اس حور شمائل
غارتگر کشور دلکو دل دے بیٹھین سودائے عشق مول لے بیٹھین اور بے چین ہوکر قصد اسکے پاس جانیکا
کیا اس ارادے سے ہم سب نے انکو منع کیا مگر انھون نے کسی کی نہ سنی اور بے خوف وخطر شوق
ملاقات مین اسکے پاس جا بیٹھین جسنے منع کیا اسکو دو چار سخت وسست سنا بیٹھین اور جا کر
پہلے اسکا نام ملک کا پتا اور احوال دریافت کیا عند الاستفسار معلوم ہوا کہ شاہ چین کا فرزند
ارجمند ہی ملک حسن افروز شہزادی فارس کے عشق مین دردمند ہی اسی کی تلاش مین مسافرانہ
چلا جاتا تھا اثنائے راہ سے کوئی اس گم کردہ کاروان صبر وقرار اور روے نادیدہ یار کو
یہان لے آیا اور جبراً ٹھہرا دولھا بناکے ہماری بیگم کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا جناب عالی

جب حقیقت ہماری بیگم کو معلوم ہوئی تو گویا ع سمندِ شوق پہ اک اور تازیانہ ہوا + دشمنون کی اور بُری حالت ہوئی ایک تو اپنی خوبی قسمت کا غم دوسرے عشق کا ظلم وستم تیسرے معشوق کو اپنی طرف التفات کم اُسپر مفارقت محبوب کا الم طرہ یہ کر وہ بھی عشق کے ہاتھون مبتلاے اندوہ وغم یہ سب خیالات اور توہمات جو اکر تواہم ہوے دم بخود ہوگئین غشی کی نوبت ہوگئی یہ حال دیکھکر اُس بت بیوفا کے دل مین فوراً عشق کا اثر ہوا یعنی اُسنے ہماری بیگم سے وعدہ کیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ مین عنقریب فارس سے ذائرالمرام ہوکر آتا ہون اور تمکو اپنی سلک زوجیت مین لاکر اپنے ملک کو لیجاتا ہون ازبسکہ عشق ہماری بیگم صاحبہ کا صادق اور وعدہ بھی اُس غیرت ماہ کا واثق معلوم ہوتا ہی تو کیا عجب کہ عنقریب ہماری صاحبزادی کی تمناے دلی برآئے شب فراق کٹے روز وصال کی سحر آئے لا اوری) یارب اندر دل آن خسرو شیرین انداز + کہ برحمت گذری بر سر فرہاد کنند + بادشاہ اس حال کو سُنکر آبدیدہ ہوگیا اور صنوبر غمدیدہ مضطر کو کہ اُسوقت تک اُسکی چشم نرگسی سے قطرات اشک شبنم آسا ٹپک رہے تھے گلے لگایا اور بہت تسکین دیکر فرمایا کہ بی بی اپنے دلکو غمگین نکرو مین تمھارے دولھا کو جس طرح ممکن ہوگا تلاش کرکے بلواؤنگا اور اُس موذی بدذات ابلیس صفات کو خوب ٹھیک بناؤنگا یہ کہکر محل سے برآمد ہوا وزیراعظم کہ دست بستہ حاضر تھا تسلیم بجالایا اور ہاتھ جوڑکر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ خداوندا اُس پادشاہ روسیاہ نے زیر دیوار شہر پناہ بہت سامان لڑائی کا کیا ہی اور اپنی فوج کو آجکی رات ہمارے شہر مین شبخون مارنے کا حکم دیا ہی لیکن خاکسار نے بھی سب سامان جدال واسطے سزا دہی اُس بدخصال کے طیار کر رکھا ہی تمام فوج کو آمادہ جنگ وپیکار کر رکھا ہی اس بارگاہ سے جیسا حکم نفاذ پائے ویسا عمل مین آوے بادشاہ وزیر باتدبیر کی دانش اور ہوشیاری پر بہت مسرور ہوا اور اسی دم تخت پر جلوس فرمایا پھر اُسی وزیر کو خلعت فاخرہ اور جواہرات بیش بہا سے سرفراز فرماکے ساری فوج کا سپہ سالار کیا اور حکم دیا کہ ابھی جاؤ اور اُس روسیاہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ وزیراعظم بمجرد حکم آداب بجالایا اور تلوار کمر سے لگا بعزم خونریزی روانہ ہوا اب آئندہ بیان کیا جائے گا جو وہان کارخانہ ہوا

پہونچنا آرام دل کا ملک تبریز مین اور مبتلا ہونا جادوے زن فتنہ انگیز مین پھر آوارہ ہونا محمود وفادار کا اور سراغ نہ پانا آرام دل شفیقہ و دل فگار کا

لا ساقی وہ شراب کہ جسمین ہون مستیان + ہیکر جسے مین توڑون سبو اور گلا بیان +

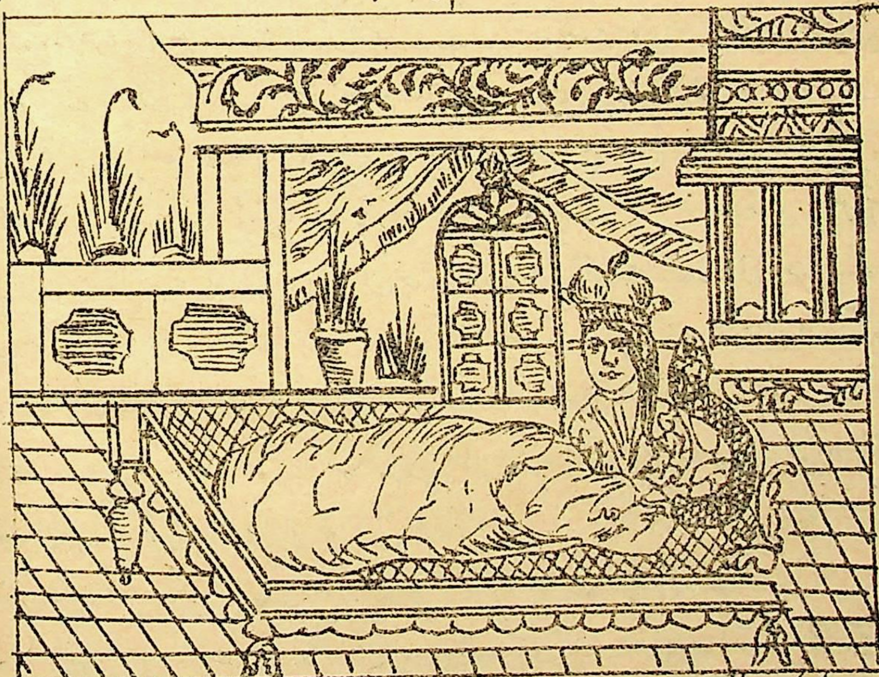
فرقت مین اُسکی اب مری حالت سقیم ہی + جورون سے اس فلک کے عذاب الیم ہی + ایسا
ہوا ہون زار کہ حالت نہین رہی + حالت تو کیا کہ پہلی سی صورت نہین رہی + محرران سحر کار
بھدوغا ہماے جادونگار حال آرام دل عاشق زار بیقرار کو باچشم اشکبار رشتہ تحریر مین یون
منسلک کرتے ہین کہ وہ بادیہ پیماے مراحل جانبازی اور رہ نورد وادی جانگدازی ہمراہ محمود وفادار
کے اُسی سمند باد رفتار پر سوار ہر روز نیا دانہ نیا پانی کھاتا پیتا چلا جاتا تھا فراق یار اور شوق دلدار
مین ہردم زار زار روتا تھا محمود تسکین دیتا تو کہتا تھا جرأت عزیز و کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریانکا
بہین کتنے ہی دریا گر نچوڑون پاٹ داامان کا + جنون سے دیکھ لو رتبہ مرے حال پریشان کا +
قدمبوسی کو آیا چاک تا دامن گریبان کا + تبنگ آئے ہین ہم وحشی کہان دل کھولکر روئین +
کہ وحشت پر ہماری تنگ ہی عرصہ بیابان کا + غرض ہر وقت لب پر آہ کلیجے مین درد تھا دنیا کو
خاک جانتا سب طرف سے دل سرد تھا ایک روز اسی طرح رفتہ رفتہ بعد خرابی بسیار ایک شہر
قطعہ دار اور خوشگوار مین اُسکا گذار ہوا فلک کجرفتار اور زمانہ ناہنجار کی خلش سے طرفہ ماجرا روبکار
ہوا آرام دل شہر کے اندر گیا اور سراے مین اُترا لوگون سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہی اور حاکم اس
شہر کا کون ذی احتشام ہی اُنھون نے جواب دیا کہ اس شہر کو تبریز کہتے ہین حاکم یہان کا سلیمان شکوہ
قبتارز نام ہی اور آپ کس ملک مین رہتے ہین محمود نے کہا بھائی مسافر ہین پریشان خاطر ہین آرام دل
نے محمود سے کہا کہ تقدیر یہان تک تو لائی ہی بعد مدت شہر کی صورت نظر آئی ہی چلو ذرا سیر کر لین دل
بھر لین غرض گھوڑے سراے مین چھوڑ چاندنی چوک کی طرف روانہ ہوے اثناے راہ مین ایک
عورت ضعیفہ سے ملاقات ہوئی اُسنے پہلے تو جھک کر سلام کیا اور پھر یون کلام کیا کہ حضور مجکو آپ
مسافر معلوم ہوتے ہین اور ایسا خیال مین آتا ہی کہ شاید ابھی کوئی دور و دراز کا سفر کیے چلے آتے ہین محمود
نے جواب دیا کہ ہان نیکبخت بیشک مسافر ہین اور تو سچ کہتی ہی کہ ہم ابھی چلے آتے ہین پھر اُس ضعیفہ نے
کہا صاحب حکم ہمارے سردار کا ہی کہ جو کوئی مسافر اس شہر مین آئے پہلے ہمارا مہمان ہو جائے اب مین
امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب ہمارے آقا کے مکان پر چلین محمود نے کہا واہ جان نہ پہچان
بڑی خالہ سلام صاحب ہم تمھارے آقا کو کیا جانین وہ کون ہین ہم اپنا ہرج کرین جو تمھارا کہا مانین عورت
نے کہا حضور خفا نہون شہر مین آکر رہیے گا تو رات بھر آرام فرمائیے گا صبح کو جہان جاتے ہین وہان
چلے جائیے گا پھر اس سے بہتر کیا ہی رات بھر سراے مین کیون سے ہمارے مکان پر چلکر استراحت
فرمائیے اس شہر کے ایک رئیس اعظم سے ملاقات کیجیے اُن کے خلق مروت اور باتون سے

لطف اُٹھائیے مین نے جو آپ کو با اخلاق پایا تو یہ کلمہ میری زبان پر آیا فرد ؎ کرمہاے تو مارا کرد
گستاخ * دگر نہ این قدر طاقت کجا بود * اب احوال اُس بیزال کا شہزادے کے بیجانے مین اسقدر
اصرار کا باعث سنئے کہ شاہ قندہار کی ایک بیٹی تھی بہت خوبصورت اور نازنین مہ جبین ایام طفولیت
مین دادا اُسکی اُسے علم سحر پڑھایا کرتی تھی اور جادو کا فن سکھایا کرتی تھی تھوڑے عرصے مین وہ شہزادی
علم مین طاق اور اس فن مین شہرۂ آفاق ہوئی جب سن شعور پایا تو تماش بینی کا شوق ہوا اہر دیونکی
ہم نشینی کا ذوق ہوا اکثر چھپ چھپ کے لوگون کے گھر جایا کرتی اور کبھی جو موقع پاتی تو اپنے معشوقونکو
پوشیدہ محل مین بلوایا کرتی شدہ شدہ اس بیحیائی اور سلطنت کی رسوائی کی خبر بادشاہ تک پہونچی
بادشاہ نے اپنی لڑکی سے استفسار کیا اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور خاموش ہورہی بادشاہ اس بیباکی
سے نہایت غصہ مین آیا اُسکے چپ رہنے سے جن جن باتون پر گمان تھا صاف یقین لایا سحر کے خوف
سے کچھ نہ کہہ سکا مگر ہاتھ پکڑ کے اپنے محل سے نکالدیا اس شہزادی نے شہر مین ایک سمت بہت بڑا
احاطہ گھروا کر اُسمین مکانات اور باغات طلسمات کے تعمیر کروائے جب مدعائے دل خاطر خواہ حصول
ہوا پھر تو یہ معمول ہوا کہ سر شام اُس دائی کو کہ صبح پیری ——— سے اسپر پالا پڑا تھا جستجو مین کسی
مسافر گم کردہ راہ کے بھیجا کرتی اور جب کوئی دام مین آجاتا تو اُس سے رات بھر جشن کیا کرتی
القصہ باز آمدم بر سر مطلب کہ اُس بڑھیا قہر کی پڑیا نے ایسی چکنی چپڑی باتین کین اور دام مکر
پھیلا کر وہ گھاتین کین کہ آرام دل نے اُس سے انکار کرنا بعید از اخلاق جانا اور ردّ دعوت
نامناسب سمجھکر اُس عورت کے ساتھ ہولیا وہ دلالہ شیطان کی خالہ آرام دل اور محمود کو ایک
مکان مین لے گئی صدر دالان مین مسند پر بٹھایا اور پھر آکر باہر کے دروازہ مین قفل دے گئی
نسیم لکھنوی ؎ صیاد نے لائی پھانس کر صید * کرسی پہ بٹھائے نقش امید * پھر دوسرے مکان مین گئی
آرام دل اس مکان کی عمارات جواہرات اور سنگ مرمر کی لطافت دیکھ رہا تھا مقابل اس
مکان کے ایک باغ تھا نہایت خوش قطع ہر چہار طرف سے اگر وصف باغ مین خامہ داستانسرائے
شمۂ بیان اُس کا اپنی زبان پر لائے تو نخل مراد بارور نہو قصہ یونہی ناتمام رہجائے قطع نظر اس
بہار کے عجائبات طلسمات ایسے عجائب اور غرائب تھے کہ دیکھنے والونکے ہوش باختہ حواس
غائب تھے اندر بارہ دری مین جہان آرام دل اور محمود بیٹھے تھے یہ کیفیت تھی کہ کبھی تو سارا مکان
مع فرش فروش اور سب سامان سُرخ کبھی گلابی ہوجاتا کبھی زرد کبھی سبز کبھی آبی کبھی تمام روشنی
ایک بارگل ہوجاتی کبھی اُس سے دوچند روشنی پھر اُسی طرح بالکل ہوجاتی کبھی یہ معلوم

ہوتا تھا کہ درخت مثل آدمیون کے جلتے ہین کبھی یہ نظر آتا تھا کہ شعلہ ہاے آتشبار ہر درخت کے برگ و بار سے نکلتے ہین غرض وہ شہزادی دوسرے مکان مین بیٹھی ہوئی یہ سب کمال دکھا رہی تھی ان حرکتون سے اُن دونون کو ڈرا رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ شہزادی اُسی پیرزن کے ہمراہ نازوانداز سے آکر آرام دل کے برابر مسند پر بیٹھ گئی انگشتری سلیمانی پر جو نظر پڑی پہلے خوف سے ڈری پھر جی مین کہنے لگی کہ کسی طرح اس انگوٹھی کو لے لیجیے پھر گفتگو کیجیے یہ سمجھکر اُس پری پیکر نے آرام دل سے کہا لا اعلم آہ مشتاق ترے مفت موے جاتے ہین ✤ اک نظر بھولے سے کبھی ہو تو جیے جاتے ہین بھلا وصال جسمانی نہین تو ذرا مصافحہ تو ہو یہ کہکر ہاتھ آگے بڑھایا آرام دل نے بھی جلدی سے ہاتھ ملایا عورت نے ہاتھ پکڑتے ہی پونہچا پکڑا یعنی انگلی سے اس خوبصورتی کے ساتھ انگوٹھی اُتار لی کہ شہزادے کو مطلق خبر نہوئی جب انگوٹھی کی طرف سے جمعیت خاطر ہوئی تو آرام دل سے کہنے لگی کہ صاحب جو کوئی اس شہر مین مسافرانہ وارد ہوتا ہو وہ پہلے ایک رات ہمارے ساتھ سوتا ہی آج تم آئے ہو ہمارے پاس ہو آرام دل نے کہا صاحب ہنا کس جانور کا نام ہی ہم نہ سمجھے یہ کیسا کلام ہی عورت مکار فتنۂ روزگار نے کہا ذرا توقف کرو رہنے کے معنی بتا دونگی ذرا دم لو مین خود رہ کے دکھا دونگی محمود اُسکے نخرے پر جلگیا ناک بھون چڑھا کے شہزادے سے کہنے لگا حضور یہ عورت مکار ساحرہ معلوم ہوئی ہی اور ایسی کچھ خوبصورت بھی نہین ہی اگر غربت مین ایسی ہی آپکو رنڈی بازی سوجھی ہی تو اور کسی خوبصورت باخلاق عورت عاشق مزاج معشوق وضع کے پاس چلیے مصنف حسن یوسف بجہان بسیار ست ✤ بہر نظارہ زلیخا باید ✤ اور یہان تو جب تک بیٹھیے گا یونہی فسردہ خاطر رہیے گا عورت یہ سُنتے ہی غضب مین آئی غصے سے کف مُنہ مین بھر لائی اور نگاہ گرم سے محمود کی طرف دیکھکر زمین پر ایک ٹھوکر ماری کہ زمین شق ہوگئی آرام دل اور محمود کی رنگت فق ہوگئی زمین پھٹتے ہی ایک حبشی سیاہ مست شمشیر بدست نکل آیا ساحرہ نے آرام دل کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ پہلے اس شخص کے پاؤن مین زنجیر ڈال پھر اس موذی بدذات کو جلد ہمارے سامنے سے لیجاکر قتل کر بمجرد حکم شہزادی کے اُس حبشی نے ایک زنجیر طلائی شہزادے کے پاؤن مین ڈالدی اور محمود کا ہاتھ پکڑکے وہان سے لے گیا ایک ٹیلے پر کھڑا کرکے چاہا کہ ایک وار مین اُس غریب کا کام تمام کرے محمود نے کہا کہ اے شخص مجھ بیگناہ نحیف بوڑھے ضعیف کو مار کر کیا تیرے ہاتھ آئے گا بجاے نیکی کے دُنیا سے ہی خون ناحق کا الزام اور مواخذہ تیرے ساتھ جائے گا مصنف چھوڑ گر بندۂ خدا دیگا ✤ اجر اس کا تجھے خدا دیگا ✤ حبشی کو اُسکی ضعیفی پر رحم آیا قتل ناحق

سے سرِدست ہاتھ اُٹھایا اور کہنے لگا کہ خبردار پھر کبھی اس طرف رُخ نہ کیجیو جا مین نے تجھے چھوڑ دیا مگر پھر شہزادی کے پاس جائیے میرے اوپر آفت لائیے ایسا غضب نہ کیجیو لا اور ہی بھاگتا ہی تو بھاگ یان سے دور + دیکھ پائے نہ کوئی چل ہو دور + محمود نے سلام کرکے کہا لا اعلم اگر بر روید از تن صد زبانم + ادائے شکر کردن کے توانم + مصنف خدا تجکو دلشاد رکھے مدام بجا کیا تو نے احسان مجپر سلام + یہ کہکے وہان سے ایسا بھاگا کہ پھر پیچھے پھر کر نہ دیکھا سرائے مین آکر دم لیا شاہزادے کی بیکسی اور گرفتاری پر رو رو کے تر دامن و آستین کرنے لگا اپنی بیوقوفی اور یادہ گوئی پر ہزارون لعنت اور نفرین کرنے لگا یہان حبشی نے آکر اُس شہزادی سے عرض کی کہ خانہ زاد اُس بدنہاد کو مار کر ایک کوئین مین ڈال آیا ہی ساحرہ نے کہا جا بس یہی کام تھا حبشی تسلیم کرکے غائب ہوگیا آرام دل نے جو احوال پر اختلال محمود کے مارے جانے کا سُنا بہجوم غم سے کلیجہ پھٹنے لگا اُسکی رفاقت اور جانبازی پر افسوس بہت کیا وصال یار سے بالکل مایوس ہوا اس اُستادی پردہ سے پیر فلک کا قدمبوس ہوا اور کہا مصحفی اے فلک آپکو اتنا جو پھرایا تو نے + کوئی معشوق بھی عاشق سے ملایا تو نے + شہزادے کو جب تک محمود وفادار کی معیت رہی دل کو ہر طرح تقویت ہی اب تو ساحرہ کے دام تزویر مین پا بزنجیر ہوا پائے گریز نکسیر شکستہ ہوگیا صورت تصویر ہوا اپنی خوبی قسمت اور گردش فلک پر پہلے تو بہت ہنسا پھر اپنی بیکسی اور بے بسی پر بے اختیار رو دیا ساحرہ کے خوف سے آنسو باہر آنے نہ دیے چپکے ہی چپکے گھونٹ گھونٹ کر پیے اور فرمایا صفیر بلگرامی ہجر دلدار مین گر آئے اُمنڈ کر آنسو + راز دار ایسے ہین ہم پی گئے اکثر آنسو + بدفراجی سے مین اُسکی نہیں رو سکتا ہون + اور رکھتے ہین یہان جوش سمندر آنسو + چشم گرم اُسنے دکھائی جو مرے رونے پر بہ گئے دامن مژگان سے لپٹ کر آنسو + ہوگیا خشک لہو ہائے مرے جسم کا سب + خون دل آتا ہوا یا آنکھون سے بنکر آنسو + اے صفیر اُسکے نہ آگے کبھی رونا ہرگز + پی لو تم آئے اگر آنکھون کے اندر آنسو + رقت کو ضبط کیا دلپر بڑا صدمہ پہونچا ضبط ہوا و بکائی کے ساتھ منہ سے خون ڈالا دلخراشی سے ربط ہوا سوزش غم نے دل کو پانی پانی کرڈالا خوب دل کا بخار نکالا آرام دل کے چہرے کا رنگ زرد ہوگیا غش پر غش آنے لگے تمام بدن دفعتہً سرد ہوگیا عورت اس حادثہ سے سخت حیران ہوئی شب وصال مین یار کا یہ حال دیکھکر نہایت پریشان ہوئی جلد جلد گلاب کیوڑا بید مشک چھڑک کر ہوش مین لائی اور کہنے لگی کیون جی یہ سبھے دغا بازی کرتے ہو اپنا یہ حال بنا کر ہمین ڈراتے ہو ہمسے نہین ڈرتے ہو بس خیر اسی مین ہی کہ رونے دھونے کو موقوف کرو اور ساغر تمنا مجھسے صاحب جمال کا

شراب وصال سے بھر دیتے آرام دل کے تن بدن میں آگ لگ گئی ایک تو پہلے ہی بیٹھا
سوختہ ہو رہا تھا رو رو کے اپنی جان کھو رہا تھا دوسرے اور بھی آتش غضب سینے میں بھڑک
گئی اپنی جان سے تو بیزار تھا سوچا بہت لڑےگی مار ڈالیگی بہت خوب ہوگا میرا بکھیڑا چکیگا وہ بھی اپنے
جی کی حسرت مٹائیگی یہ سمجھکر اور یا علی کہکر زنجیر میں اس زور سے جھٹکا مارا کہ ہر بند اُس کا مثل موسے
آتشدیدہ علیحدہ علیحدہ ہوگیا اور زنجیر پھینک یہ کہتا ہوا چلا کہ دیکھیں بھلا اب تو ہمیں کسطرح روکتی
ہے منھ تو دیکھیں کس منھ سے ٹوکتی ہے آتش مردہ ہے کہ جو ہمکو سر میدان روکے؀ عورت یہ کیفیت
دیکھکر غصہ سے لال ہوگئی تمام جسم میں لرزہ آگیا جان بہ حال ہوگئی اور تو کچھ نہ بن آئی تھوڑی زمین
سے مٹی اُٹھاکر اُسپر کچھ پڑھتی ہوئی شہزادے کے پیچھے دوڑی اور دروازے کے قریب جاکر آرام دل
کے اوپر وہ خاک ڈالدی خاک پڑنا تھا کہ آرام دل جامۂ انسانی چھوڑ کر بشکل مور بنگیا
ساحرہ نے جھٹ پٹ اُس مور کو پکڑ لیا اور دالان میں لاکر چھوڑ دیا پھر کہنے لگی کیوں چلے
نہ گئے مصنف ع اب تو مر جاؤگے دن رات پڑے یاں رہوگے؀ پھر ایک زنجیر
پاؤں میں ڈالدی اور آپ باسائش تمام پلنگ پر جا لیٹ رہی شہزادے نے اپنے



دل میں کہا کاب کی بطور کیفیت ہو اس سے دو چند رہوگے جتنا تمام عمر ہنسے ہو پیر تھاک کر
چھاتی پر غم کا پتھر دھر کر ایک طرف کونے میں ہو بیٹھا اور بعد حسرت و یاس یہ شعر پڑھکر ساحرہ

کی جان کو رو بیٹھا ورد و روندے ہی نقش پا کی طرح خلق یان مجھے ÷ ای عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے ÷
جب نصف شب اسی رنج و تعب مین کٹ گئی فراق یار مین ساحرہ کی نیند اوچٹ گئی بیتاب ہو کر پلنگ
پر سے اُٹھی اور کچھ پڑھکے شہزادے پر دم کرنے لگی دم کرتے ہی آرام دل صورت حیوانی سے
ہیئت انسانی مین آیا اور اپنے تئین بہیئت صحیح الوجہ صحیح و سالم پایا شکر خدائے بے نیاز کا بجا لایا ساحرہ
نے کہا کہ تو نے معلوم کیا کہ مین نے پھر تجھے انسان کیون بنا دیا آرام دل نے کچھ جواب نہ دیا اور تیوری چڑھا کر
سر نیچے کر لیا عورت نے جلدی ہاتھ پکڑ کے پلنگ پر کھینچا اور کہا صفیر کہتے ہین دیکھو آؤ ہمارے پلنگ پر
ہم لوٹتے ہین درد و ن کے مارے پلنگ پر ÷ رات آئی اٹھی اور نہوئی یان بغل بھی گرم ÷ تڑپے ہر ایک آن
مین سارے پلنگ پر ÷ آرام دل نے بھی طوعاً و کرہاً ہاتھ پاؤن ڈھیلے کر دیے جو وہ کہتی تھی یہ کرتا
تھا وہ ساغر امید وصال مین غلس کرتی تھی بہ شیشہ آتشین سے جو دو آتشہ بھرتا تھا غرض اُس شہزادی نے
آرام دل سے بخوبی کام دل حاصل کیا جب کامیاب ہوئی تو لطف زندگی حاصل ہوا جان و دل شہزادے
پر نثار کیا عاشق ہو گئی دل مین اور ہی مزہ سمایا مسکرا کر کہنے لگی کیون جانی اب بھی سمجھے رہنا اسے
کہتے ہین اور عاشقون کے پاس معشوق اسی طرح رہتے ہین آرام دل نے کہا اچھا اب ہم نے تمھارا
کہنا کیا تمھارے سبب سے کتنا بڑا صدمہ اپنی جان پر لیا اب تم بھی اپنا وعدہ وفا کرو صبح کو ہمین
رخصت برضا کرو شہزادی یہ سُنکر بہت ہنسی اور کہنے لگی واہ واہ کیا خوب ارے دیوانے جب تک
مین تیرے وصال سے محروم تھی جب تک تو صرف ایک پاس سخن تھا کچھ حقیقت نہ معلوم تھی
اب وصل سے مین نے اپنے جی کی مراد پائی ہے طبیعت کو اور ہی لذت ہاتھ آئی ہے مین ہرگز
نہ جانے دونگی اور جو زیادہ گفتگو کریگا تو تیرے ہی سر کی قسم تجکو بھی مار ڈالونگی اور آپ کو
بھی ہلاک کرونگی یہ سُنکے آرام دل غریب بحر تفکر ہوا اور دل مین کہنے لگا ع ای روشنی طبع
تو بر من بلا شدی ÷ ہائے مین اُس ساعت کو نہین پاتا جب مین اُس بڑھیا کے ساتھ یہان آیا تھا
افسوس وہ وقت ہاتھ نہین آتا جبدم میرا نصیب مجھے یہان لایا تھا مثنوی عشق کیا کیا
نہ جی جلائیگا ÷ خاک کیا کیا نہ یہ اُڑائیگا ÷ جان پر اب تو آبنی افسوس ÷ کیون رے دل تجھ پہ کیا
بنی افسوس ÷ چاک دامن ہے اور سینہ شق ÷ رنگ چہرے کا ہو گیا ہے فق ÷ جان لبون پر ہے
بیقراری ہے ÷ دم ہے جبتک یہ آہ و زاری ہے ÷ نزع مین ہون اب آ مرے پیارے ÷ صورت اپنی
دکھا مرے پیارے ÷ دل سراپردۂ محبت گشت ÷ دیدہ آئینہ دار طلعت گشت ÷ آخر اسی
خرابی اور پریشانی مین ساری رات کٹ گئی حال زار اُس بیقرار ستم رسیدۂ روزگار کا

دیکھکر صبح کی بھی چھاتی پھٹ گئی اُس عورت ساحرہ نے پھر شہزادے کو اُسی طرح مور بنا دیا اور
پانوٗن مین وہی زنجیر طلائی ڈالکر باغ مین چھوڑ دیا غرض اُس شہزادی نے مدام یہی دستور کیا
معشوق صاحب جمال پاکر وصال سے دل مسرور کیا شب کو آرام دل کو صورت اصلی مین لاکر مزے
کرتی اور دن کو مور بناکر پھر وہی زنجیر پانوٗن مین بھرتی یہان محمود جب سے سرا مین آیا تھا ڈرتا ڈرتا
کبھی اُس کوچے مین جاتا باہر شہزادے کا سراغ لگاتا جب کچھ پتا نہ پاتا ناچار پھیر کر چلا جاتا آخر اسی گردش
اور دوا دوش مین چند مہینے کا عرصہ گذرا جب محمود ناچار ہوگیا اور کوئی تدبیر آرام دل تک پہونچنے
کی بن نہ آئی تو یہ دل مین ٹھہرائی کہ اب اُس ہماے اوج حسن و خوبی کی خبر اُس شہنشاہ کشور رعنائی
پروردۂ ناز و نعم مدہوش شراب زیبائی کو پہونچانی چاہیے یہ سمجھکر با خاطر فگار و سینہ داغدار
ملک فارس کی طرف روانہ ہوا تیر بیداد فلک ستم ایجاد کا ہدف نشانہ ہوا

پہونچنا محمود کا اپنے ملک مین اور باریاب ہونا دربار ملکہ حسن افروز مین نذر دینا تصویر شہزادۂ آرام دل کا اور عاشق ہونا اُس ماہ کامل کا اور جلنا شعلۂ رخسار کے سوز مین

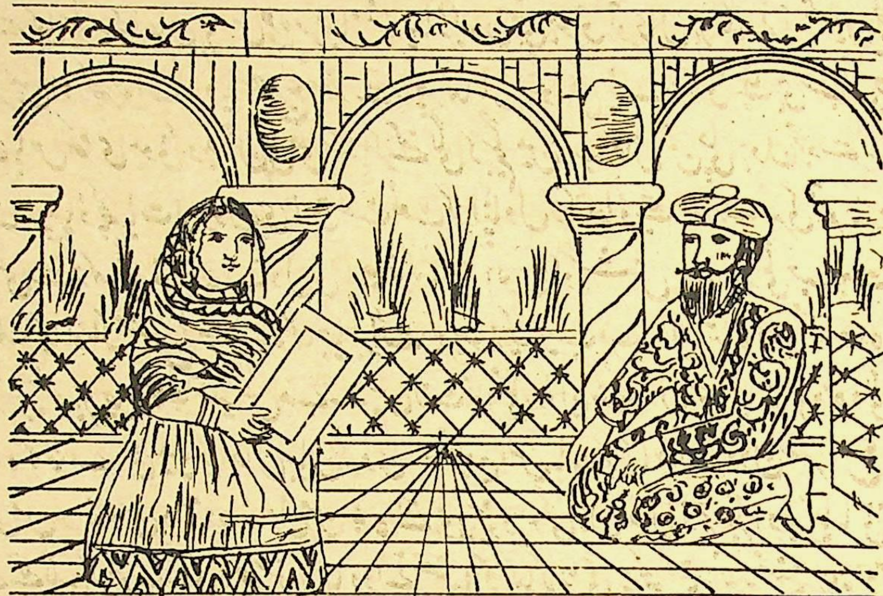
مزاجی تو بس سیر ہو سا قیا ❊ کسی اور کو اب تو ساغر پلا ❊ کہ جس طرح مین ایک ہون بادہ نوش
اُسی طرح سب کو ہو جوش و خروش ❊ میکشان خمار و بادہ نوشان انجمن دلدار شراب داستان کو
شیشۂ بیان مین یون بھرتے ہین کہ محمود دو مہینے کے بعد ہزارون صدمے اور مصیبتین اُٹھاکر با چشم پرآب
و جگر کباب خستہ و خراب ہوتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا شب بھر اپنے گھر رہکر صبحدم بادشاہ کے دربار
مین حاضر ہوا دیر تک حاضر دربار رہا مگر ملکہ حسن افروز کی ملاقات کے لیے از حد بیقرار رہا
جب دربار برخاست ہوا محمود نے ایک خواجہ سرا سے کہا کہ حضور مین ملکۂ آفاق چھوٹی بیگم صاحبہ کے
جاکر عرض کر کہ خانہ زاد قدیم مورد عنایات عمیم یعنی محمود تاجر بعد مدت دراز کے سفر دور و دراز سے
آیا ہو اور تمناے ملازمت اور قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہو ملکہ حسن افروز اُسی دم اپنی مصاحبون
اور سہیلیون کے ساتھ کھیل مین مشغول تھی نہ فکر تھی نہ طبع نازک ملول تھی خواجہ سرا نے آکر بعد
شکر و سپاس محمود کی عرضداشت کو بعنوان شائستہ التماس کیا ملکہ حسن افروز نے فرمایا محمود میرے

واسطے ابکی اچھی اچھی چیزین لایا ہوگا ہان جلد حاضر ہو خواجہ سرا باہر آیا محمود کو بلایا ملکہ حسن افروز دالان مین مسند زرین پر بیٹھی اور محمود کے واسطے ایک پلنگڑی جواہر نگار بچھوا دی اُسپر سفید اطلس کی چادر کھنچوا دی محمود نے آکر پہلے آداب دربار شاہانہ ادا کیا پھر بموجب حکم شہزادی کے تسلیم کر کے بیٹھ گیا شہزادی نے فرمایا کہو کہان کی سیر کی اتنے دن کہان رہے کب آئے کس کس ملک مین پھرے ہمارے واسطے کیا کیا سوغات لائے محمود نے کہا حضور کیا عرض کرون میرا قصہ بہت دراز ہی اور ماجرا ے جانگداز ہی خلاصہ یہ ہی کہ غلام ابکی مرتبہ ایک چیز خاص حضور کے واسطے لایا ہی شہزادی نے کہا محمود بھلا دیکھین وہ کیا چیز ہی جو تجکو ایسی عزیز ہی محمود نے کہا وہ چیز ایسی نہین ہی جو سب کے سامنے دکھاؤن اگر حضور سب کو ہٹا دین اور تخلیہ کرین تو البتہ سامنے لاؤن دکھاؤن شہزادی کو اُسکے دیکھنے کا کمال شوق ہوا عشق فتنہ انگیز کو دل لگی کا ذوق ہوا مثنوی عشق ہی قہر عشق ہی بیداد ؎ عشق ہی ظلم عشق ہی جلاد ؎ جہان دیکھو اسی کا چرچا ہی ؎ جہان سُنیے اُسی کا غوغا ہی ؎ ایک اندھیر ہی زمانے مین ؎ دخل اسکا ہی ہر گھرانے مین ؎ الغرض کچھ عجیب حالت ہی ؎ اسکا ہر فعل جاے حیرت ہی ؎ ملکہ نے حکم دیا کہ سب لوگ یہان سے چلے جائین اور جبتک حکم نپائین نہ آئین جب تنہائی ہوئی محمود نے موقع پاکر تصویر آرام دل کی کہ اپنے ہاتھ سے کھینچی تھی ملکہ حسن افروز کے حضور مین حضرت عشق کے ہاتھ بھجوا دی اور یون عرض کی کہ خداوند خاکسار نے بڑی جان لڑائی ہی جب یہ تصویر بے نظیر ایک بدر منیر کی ہاتھ آئی ہی شہزادی نے تصویر جو ہاتھ مین لی تصویر لیتے ہی تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا دل دھڑکنے لگا ہر ہر عضو وجد مین آکر پھڑکنے لگا سچ ہی نظامی دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ؎ از سوے کینہ کینہ وازسوے مہر مہر ؎ تصویر کھولکر جو ملاحظہ کی ہوش و حواس جاتے رہے طاقت سلب ہوگئی بدن سنسنا گیا سکتہ ہوگیا ابر غم مزرعۂ دلپر چھا گیا سودا حیران نہو کیون دیکھ اُسے چاہنے والا ؎ تصویر ہی وہ سلمہ اللہ تعالی ؎ دل نے بے اختیار چاہا کہ اس تصویر کو کلیجے مین رکھ لیجیے آنکھون نے اشارہ کیا کہ اسکو ہماری پتلی بنائیے یہان جگہ دیجیے زبان نے درازی کی پہلے دعائین تو دیجیے غرض سب کا کہنا کیا پہلے تو چھاتی سے لگایا دو ایک بوسے لیکر آنکھو لسے ملا پھر بلائین لیکر جان و دل اُسپر سے قربان کیا دل نیاز منزل مین حضرت عشق کا گھر ہوا آگے علیش آباد تھا اب غم نگر ہوا دریاے محبت جوش مین آیا شہزادے کے جذبۂ دل نے خوب اثر دکھایا

شعر

خون رگِ مجنون سے نکلا فصد لیلی نے جو لی ؎ عشق مین تاثیر ہے پر جذب کامل چاہیے ؎
خیال مژگان یار کا دل مین نشتر جو چبھا آنکھون سے خون کی ندی بہنے لگی بیتابی دل

کو بہت ضبط کیا مگر رہ نہ سکی رو کر کہنے لگی مصنف دل کسی شوخ پہ آیا ہی خدا خیر کرے ÷ بے جگہ اسنے پھنسایا ہی خدا خیر کرے ÷ خواب مین جسکا نہ آیا تھا کبھی مجکو خیال ÷ وہ ان آنکھون نے دکھایا ہی خدا خیر کرے ÷ دیکھ تصویر تری اے مہ اوج اقبال ÷ اور عالم نظر آیا ہی خدا خیر کرے ÷ ابتو یہ حال ہو کیا ہوئیگا آگے آگے ÷ دل مین یہ خوف سمایا ہی خدا خیر کرے ÷ بیٹھے بٹھلائے سخن عشق قیامت زانے ÷ ایک اندھیر مچایا ہی خدا خیر کرے ÷ محمود سے کہنے لگی کہ براے خدا سچ بتا یہ کسکی تصویر ہی تجھے میرے سر کی قسم جلد کہہ یہ کون شہنشاہ حسن اور سپہر خوبی کا ماہ منیر ہی نہین تو دل سوز عشق سے موم کے مانند پگھل جائیگا یا ورکھنا کہ ابھی دم نکلجائیگا محمود نے اپنے جی مین کہا کہ نشانہ تو کارگر ہوا شہزادے کے عشق کا اسکے دل پر اثر ہوا مگر ایسا نہو یہ راز افشا ہو جاے جلد اسکو تسکین دو مبادا کوئی فتنہ برپا ہو جاے شعر عشق اور مشک چھپانے سے نہین چھپتا ہی ÷ بر سر راہ ہی پٹتا ہی ڈھنڈھورا انکا ÷ یہ سمجھکر کہنے لگا حضور یہ کیا غضب کرتی ہین رنج والم بے سبب کرتی ہین رونے دھونے کو موقوف کیجیے اور ذرا دو باتین میری سن لیجیے شہزادی نے کہا اے محمود ے عشق مین اپنی جان کھو بیٹھے ÷ ابھی کیا روئے اور روئینگے ہم ÷ یہان تو چشمہ چشم سے دریا بہتا ہی تجھے اس بات سے کیا مطلب تو اپنا قصہ کہہ کیا کہتا ہی محمود نے کہا حضور یہ تصویر آرام دل خلف شاہ چین کی ہی جسکے دیکھنے سے ماہ چہاردہم اپنی پیشانی پر داغ ندامت اٹھاتا ہی یہ شبیہ اُس نازنین زہرہ جبین کی ہی فرد تو بلقیس ہی گر سلیمان ہی وہ ÷ تو زہرہ ہی گر ماہ تابان ہی وہ ÷ یہ سنکے زیادہ تر بیتاب ہوئی بقول شخصے ے گفتگوے یار بھی دیدار سے کچھ کم نہین ÷ آرزوے وصل وصل یار سے کچھ کم نہین ÷ اور کہنے لگی کہ محمود تجھسے کس بات کا پردہ ہی واسطے خداے لایزال کے یہان چلا آ اُسکے حال سے مجھے اچھی طرح آگاہ کر اور سرگذشت اپنی کہہ سنا محمود اندر گیا ملکہ نے محمود کی صورت دیکھتے ہی اک آہ سینہ سوزان سے بھری اور رومال سے آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ محمود بہر خدا جلد بتا کہ وہ شہزادہ کہان ہی جسکی یہ تصویر ہی دل اب قابو مین نہین ہر دم اندوہ کثیر ہی مصنف خدا کے واسطے اُسکا پتا بتا قاصد ÷ کہان ہی وہ مہ تابان پتا بتا قاصد ÷ محمود نے کہا حضور اس آہ وزاری بیقراری سے تو کام نہ نکلے گا اگر کوئی دیکھ لیگا میرے واسطے ضرر جان کا خطرہ ہی اس سے یہی بات بہتر ہی کہ ذرا آپ دم لیجیے مبادا کہین دشمنون کو صدمہ پہونچے ایسا نہ ستم کیجیے جو مین عرض کرون اُسے پہلے سنیے صحراے بے خودی مین تنگ نہ پھنسیے غرض محمود نے سب حال اپنا ملک چین مین جانا آرام دل سے ملاقات کرکے تصویر بلاکہ دکھانا پھر شہزادے کا عاشق ہو کر دیوانہ وار طلب وصال



مین آوارہ ہونا سب عیان کیا مگر صنوبر شہزادی اور یاسمین پری کے حال کو مصلحتاً بیان نہ کیا اور کہا
کہ شہزادہ ایک ساحرہ کے پیچ مین آگیا ہے دیکھیے خدا کب اس مکار عورت قحبہ روزگار سے اُسکو نجات دیتا ہے
بیطور حلیہ کھایا ہے ملکہ حسن افروز شراب محبت سے ایک تو سرشار ہو رہی تھی اس حال کو سُنکر اور بھی
مدہوش ہو گئی ہاتھ پانون ٹھنڈے ہو گئے یہ اشعار پڑھتے پڑھتے بیہوش ہو گئی حضرت اسد اللہ خان
غالب دل مرا سوز نہان سے بیمحابا جل گیا ٭ آتش خاموش کے مانند گویا جلگیا ٭ دل مین ذوق وصل
یاد یار تک باقی نہین ٭ آگ اس گھر مین لگی ایسی کہ جو تھا جلگیا ٭ محمود نے جلدی سے گلاب کیوڑا چھڑکا
ہوش مین لایا ملکہ حسن افروز نے آنکھ کھولی اور فرمایا جرأت حال یہ کچھ تو ہو اب مجھے توانائی کا ٭ کہ یہ
طاقت نہین لون نام شکیبائی کا ٭ محمود ہاتھ جوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ حضور واسطے خدا کے ایسا
رنج و غم نہ کھائیے یہ کیا غضب ہے اسطرح صدمے نہ اُٹھائیے دیکھیے پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب بھی کہتا ہون
کہ ایسا نہو کہین رفتہ رفتہ شاہ کو خبر پہونچے ٭ دست دشمن ہر جگہ ہین دیوار ہم گوش دارد میری جان مفت جائے
آپکا کیا نقصان ہو بیٹھے بٹھائے مجھپر آفت آئے اب توقف کیجیے دلکو تسلین دیجیے دیکھیے تو مین کیا کرتا ہون
اور کیا تماشا دکھاتا ہون پھر وادی تلاش مین قدم دھرتا ہون بحول اللہ المستعان تھوڑے عرصے
مین محبوب کو پہلو مین بٹھاتا ہون یہ سب باتین عشق انگیز اور فتنہ خیز ہو رہی تھین کہ ملکہ کی
مانی جسنے اُسے دودھ پلایا تھا دالان مین آئی اُس کو دیکھتے ہی محمود کی روح بدن مین تھرائی
ہوش جاتے رہے سکتہ کا عالم ملکہ حسن افروز کو بھی اپنی رسوائی کا غم ہوا مانی نے شہزادی

سے کہا بیگم یہ کیا حال ہی اس طرح سر جھاڑ منھ پہاڑ کیون بیٹھی ہو جی تو بحال ہی ملکہ نے آنکھین نیچی
کر لین اور کچھ جواب نہ دیا مصرع منھ سے نہ کچھ کہا مگر آنسو نکل پڑے ؛ مانی پہلے ہی سب حال بچشم خود
کے پاس کھڑی ہوئی دیکھ سُن چکی تھی مسکرا کر کہنے لگی کہ بیگم مین سب حال سُن چکی ہون مجھ سے راز
دل نہ چھپاؤ کچھ بات کرو یون ہی ناحق گھٹ گھٹ کر اپنا دل نہ کڑھاؤ مجھے تمھارے سر کی قسم مین
کسی سے نہ کہونگی تم مجھسے اپنے دل کی بات تو کہو حتی الوسع کوشش مین رہونگی جب بہت
تنگ کیا تو ملکہ حسن افروز نے کہا جیا جرائت پوچھو نہ کچھ سبب مرے حال تباہ کا ؛ اُلفت کا یہ
ثمر ہی نتیجہ ہی چاہ کا ؛ تشبیہ کس مزے سے مین لذت کو اُسکی دون ؛ کچھ دل ہی جانتا ہی مزہ دلکی
چاہ کا ؛ اے مانی مین کیا حال بیان کرون اور تمھین اس بات کا کیا جواب دون مصرع
دل من داند و من دانم و داند دل من ؛ یہ کہتے ہی بیخود ہوگئی دل بھر آیا زخم جگر ادھر آیا مانی
کے گلے لگ کر خوب روئی کہ پھر غش آگیا دوا نے جھنجھلا کر کہا کہ لڑکی نہ کچھ کہتی ہی نہ سنتی ہی ناحق
رو رو کے آپ کو ہلاک کرتی ہی جان کھوتی ہی غرض بہزار دشواری پھر ہوش آیا پھر مانی نے پوچھا
پھر یہی فرمایا ع دل من داند و من دانم و داند دل من ؛ محمود نے جو دیکھا کہ دوا خیر خواہ معلوم
ہوتی ہی اور حال بھی سُن چکی ہی کہنے لگا صاحب مین بڑی دیر سے بک رہا ہون سمجھاتے سمجھاتے
تھک گیا ہون کہ حضور واسطے خدا کے چندے صبر کیجیے مین ابھی پھرتا ہون اور جس طرح ہو سکتا ہی
شہزادے کو لاتا ہون مگر یہ میری بات مطلق نہین مانتی ہین وعدہ کرتا ہون مگر جھوٹ جانتی ہین
مانی نے کہا ع ای باد صبا اینہمہ آوردۂ تست ؛ اہی محمود تو نے بڑا غضب کیا کہ شہزادی کو
گرفتار رنج و تعب کیا اب دیکھیے وہ شہزادہ کس گھڑی یہان آتا ہی اور میری لڑکی کے دل سے
یہ غم و الم کب جاتا ہی محمود نے کہا جیا تم کیا کہتی ہو بیگم صاحبہ کچھ اپنی زبان سے کہین اور مجھے
رخصت کرین دیکھو تو مین ابھی جاتا ہون یا نہین اور چھ مہینے کے عرصے مین شہزادے کو یہان
لاتا ہون یا نہین یہ سُنکر ملکہ حسن افروز نے آنکھ کھولی اور نہایت ضعف اور ناتوانی سے مانی
کی طرف دیکھکر بولی کہ دیکھو مانی محمود کیا کہتا ہی تم بھی ذرا اس بات کی شاہد رہنا یہ مجھے زبان دیتا ہی
اگر اسمین ذرا خلاف ہوگا ؛ سُن لینا کہ مطلع صاف ہوگا ؛ پھر چھلا اپنے نام کی کہ لعل بدخشان
پر کندہ تھی اُنگلی مین سے نکالکر محمود کے ہاتھ مین دی اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہنے لگی کہ
محمود اس جان جہان آرام دل عاشقان کو مجھ گمنام کی یہ نشانی دینا اور میری طرف سے
دست بستہ عرض کرنا مصنف خون دل یان شراب ہی تجھ بن ؛ دلِ بریان کباب ہی تجھ بن ؛

تیری فرقت مین زندگی ہی عذاب ❊ اور مرنا ثواب ہی تجھ بن ❊ کوئی مونس نہ کوئی ہی غمخوار ❊ میری مٹی خراب ہی تجھ بن ❊ ق ابر غم خوب گھر کے آیا ہی ❊ چشم مردم پر آب تجھ بن ❊ برق رخشان پہ خندہ زن ہی اب ❊ دلکو وہ اضطراب ہی تجھ بن ❊ نالون نے رعد کو کیا ہی خجل ❊ شور دغل بیحساب ہی تجھ بن ❊ اب فنا ہونگے ہم کوئی دم مین ❊ جان شکل حباب ہی تجھ بن ❊ ای شہ حسن التفات ادھر ❊ کشور دل خراب ہی تجھ بن ❊ آتشین رخ دکھا سخن محکوش ❊ دل مرا آب آب ہی تجھ بن ❊ دل مین مطلق تاب و توان نہین حال دل کیا کہون قابو مین اپنی زبان نہین ہر وقت جان دینے پر مستعد ہوتی ہون بیقراری سے زار زار روتی ہون جب یہ خیال آتا ہی کہ بے تیری ملاقات کے مرجانا داغ حسرت اپنے وصال کا تیرے دل پر دھر جانا دل قبول نہ کریگا الزام اسکا مجہپر دھریگا ٹھہر جاتی ہون دل کا پاس کرجاتی ہون اور سچ تو یہ ہی کہ سید محمد خان رند فرقت مین تری جان تلف کی نہین جاتی ای جان جہان جان تو یون دی نہین جاتی ❊ اب اگر تم ہمارے شیدا ہوا ور معشوق باوفا ہو تو بہر خدا ایک نظر مجہ خستہ جان مہجور خاطر پریشان کو جمال جہان آرا اپنا دکھاؤ اور ایکمرتبہ مجھ بیمار رنج گرفتار وقف صد آزار کو شربت دیدار پلاؤ ورنہ دست قدرت پہ جان و دل صدقے ❊ تیری صورت پہ جان و دل صدقے ❊ آجاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ ❊ مشتاق ہون دیدار ذرا اپنا دکھاؤ ❊ یہ کہکر جی مین جو آگیا لیٹے لیٹے قلم اٹھایا با چشم اشکبار یہ چند اشعار نامہ کے لکھے اور محمود کے حوالے کیے ❊

نامہ ملکۂ حسن افروز از مصنف

گل گلزار حسن رعنائی	بلبل شاخسار زیبائی
میرے دلدار میرے عاشق زار	میرے غمخوار میرے جان نثار
تیری تصویر جیسے آئی نظر	محو حیرت ہون ای مرے دلبر
رخ پرنور مہر عالمتاب	رنگ رخسار سرخ جوش شباب
چشم بیمار نے کیا بیمار	نگہ مست نے کیا سرشار
دہن تنگ نے کیا دلتنگ	رنگ چہرے کا دیکھ اڑگیا رنگ
ہاتھون نے خوب ہاتھا پائی کی	لشکر ہوش کی صفائی کی
قد قیامت بلا ہی آفت ہی	چتونو نمین عجب شرارت ہی
ابتلا وین تجھین ہم اسکا نام	جسکو عشاق نے کیا ہی سلام
عشق تو کہیے مجمع الآفات	عشق موذی بلا ہی اور بد ذات

شہسوار سمند ناز و ادا	نو بہار حدیقۂ زیبا
بعد صد شوق وصل جسمانی	بعد صد ذوق وصل روحانی
اللہ اللہ ترا یہ حسن و جمال	چشم بد دور روز و شب سوال
نہین ہی زلف کی جفا کی پناہ	یہ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
دلکو باندھا کمند گیسو نے	ذبح کرڈالا تیغ ابرو نے
سینے نے وصل کا کیا طالب	ہو بسر گمان ہی غالب
جبسے دیکھی تری کمر کی لچک	بیکلی ہی مجھے صنم ابتک
ہی غرض سر سے پانون تک آفت	زہے اللہ حسن و رنگ رخت
کون ہی عشق خانمان برباد	ظالم و قاتل و ستم ایجاد
عشق ظلم و ستم ہی آفت ہی	عشق بیمہر و بی مروت ہی

عشق رہتا ہے مین ہو کر داغ
اس غم آباد کا یہی ہے چراغ
تلخ کامی اسی سے حاصل ہے
ذائقہ اسکا سم قاتل ہے

رشتۂ عمر کو زبانہ ہے
توسن جان کو تازیانہ ہے
دل یہی سب کا خون کرتا ہے
یہی پیدا جنون کرتا ہے

میرے دل مین ہو گھر کیا اسنے
آخر اپنا اثر کیا اس نے
تپ فرقت سے جسم جلتا ہے
دل سے ہر دم دھوان نکلتا ہے

خون دل چشم تر سے جاری ہے
زخم دلبر ہمارے کاری ہے
سخت بیچین ہون خدا کی قسم
تیری ہی چشم سرمہ سا کی قسم

ہجر مین تیرے اب جو مرتے ہین
کوئی دن زندگی کے بھرتے ہین
ناتوانی سے اب یہ حالت ہے
بات کرنا بھی اک قیامت ہے

کبھی ہوتے ہین جان سے بیزار
کبھی روتے ہین آہ زار و نزار
کبھی بلبل کی طرح نالان ہین
کبھی سنبل صفت پریشان ہین

کبھی جوش جنون سے وحشت ہے
کبھی کچھ آپ ہی آپ بکتے ہے
آنکھین شبنم کیطرح گریان ہین
کبھی نرگس کی طرح حیران ہین

کبھی دریا دکھایا آنکھون نے
کبھی سر تک ڈبایا آنکھون نے
کبھی دل آبلہ سا پکتا ہے
کبھی آنکھون سے خون ٹپکتا ہے

ایسے جینے سے کاش مر جائین
جان سے اپنی ہم گذر جائین
مگر ہم کیا کرین کہ ہین مجبور
ہے زمین سخت آسمان ہے دور

اب جدائی بہت ستاتی ہے
آ مری جان کہ جان جاتی ہے
قہر کر دیگا اب بیان سخن
بڑی آفت ہے یہ زبان سخن

اور نامہ کو لفافہ کر کے یہ شعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کا بصد ذوق و شوق لکھا اور محمود کے حوالے کیا
ذوق مرحوم یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر ÷ آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی ÷ محمود نامہ لے کر ملکہ سے رخصت ہوا وقت رخصت شہزادی نے کئی کشتیان زر و جواہر سے معمور محمود کو عنایت کین اور خلعت سے سرفراز کیا محمود آداب بجا لایا نصر من اللہ و فتح قریب کہکر رخصت ہوا اور صبحدم ملک تبریز کی طرف روانہ ہوا

داستان بیقرار ہونا ملکہ حسن افروز کا فراق دلدار مین اور آگاہ ہونا شاہ فارس کا شہزادی کی بیقراری سے اور حال دریافت کے لیے آنا اسی حالت اضطرار مین

خوب ساقی نے دی شراب سخن ÷ بھر گئی عشق سے کتاب سخن ÷ کہین عاشق پڑے سسکتے ہین ÷ کہین معشوق بھی پھڑکتے ہین ÷ اب ذرا اور بھی دے اک اک جام ÷ کہ یہ محفل بخیر ہو انجام ÷ شہسواران عرصۂ عشقبازی و فارسان مضمار جانگدازی مسافران بارنا کامی بردوش باختہ ہوش از خود فراموش لکھتے ہین کہ جب محمود ملکہ حسن افروز سراپا گداز و ہمہ تن سوز سے رخصت ہو کے شہزادہ آرام دل کی تلاش مین نکلا یہان طپش دل فردوس منزل مین زیادہ ہوئی بسمل کی طرح تڑپنے لگی جان دینے پر آمادہ ہوئی جب وحشت خاطر زیادہ پاتی عقیلہ تو کبھی دل کو سمجھاتی کہ رندا یدل

نہ تڑپ اتنا گیا ہی مرا قاصد + آج آئی خبر یار کی یا کل خبر آئی رندو دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد
نہ تڑپ + راہ مین دیر لگیگی فقط آتے جاتے + سمجھاتے سمجھاتے جب خیال یار پرورش کرتا آنسو
نکل آتے پھر وہی نقشے ہو جاتے بیتابی زور کرتی بیقراری دل مین شور کرتی مانی نے کہا بیگم خدا کے لیے
ایسی بیقرار نہ ہو آہ وزاری کو موقوف کرو ڈرتی ہون کہ اس حال سے کوئی خبردار نہو ملکہ نے کہا ای
جیا جرأت شعلہ و برق و شرر بھی ہنسے دیکھے پر کوئی + بیقراری مین نہ پایا اس دل بیتاب سا + دل ہی
کافر یا خدا جانے کہ کیا آفت ہی یہ + تلملاتا ہی پڑا پہلو مین اک سیماب سا + جیا مین کیا کرون دلکو
کیونکر سمجھاؤن جو شی اپنے قابو مین نہو تو اُسپر کسی کا بس نہین چلتا ہی درد دل دیدیا ہی اک بت کافر
کے ہاتھ مین + اب حق مین دیکھیے مرے اللہ کیا کرے :. مانی نے کہا بی بی یہ کیا خبط ہی ذرا سنبھلو
یہ مقام ضبط ہی خدا کی عنایت سے نا امید نہو اُسی کو یاد کرو فرمودۂ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ سے
جی کو شاد کرو اب اٹھو ہاتھ منہ دھو ڈالو دل کو سنبھالو دیکھو خاصہ کا وقت آیا ہی لوگ اس حال
مین دیکھین گے تو کیا کہینگے یہ کیا بیہودہ پن جی مین سمایا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا بس ہر دم رونا
ہی بی بی اللہ حافظ و نگہبان ہی جو ایسا رونا دھونا ہی خیر وہ بھی اک بات تھی ہو گئی اب دیکھو
محمود گیا ہی کیا جواب لیکر آتا ہی ملکہ نے کہا مانی للہ تم اس مقدمے مین دخل ندو مجھے نہ ستاؤ تم
نہین جانتی ہو مین جس حال مین ہون مجھے اسی حال مین رہنے دو میرا مغز نہ کھاؤ **میر تقی**
انداز وہی سمجھے مرے دل کی جاہ کا + زخمی جو کوئی ہووے کسی کی نگاہ کا + یہ کہکر اور چھپرکھٹ مین جا لیٹی ہی
تصویر کو چھاتی سے لگا کر ایک شور مچایا اور بصد حسرت و یاس ہو کر فرمایا نسیم دہلوی نہ تم بر مین نہ دل
پہلو مین روئین آہ کس کس کو + مقام شکر ہی دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہی :. اس عرصے مین قمر النسا
وزیر زادی جو شہزادی کی ہمسن تھی بلکہ شہزادی سے بھی کمسن تھی شیش محل مین آئی ملکہ کو جو نہ دیکھا
بہت گھبرائی مانی سے کہنے لگی کیون مانی بیگم صاحب کیا ابھی تک سوتی ہین کیا سبب ہی جو بیدار نہین
ہوتی ہین مانی کہ انجام کی فکر مین غوطے کھا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کچھ نبولی قمر النسا
چھپرکھٹ کے پاس آ کر پردہ اٹھا کر دیکھتی کیا ہی کہ شہزادی کی آنکھین ترکسو ار کسی کے انتظار مین وا ہین
مگر آنکھون سے دو دریا روان گویا گنگا جمنا ہین رنگ چہرے کا زعفرانی ہی لب خشک ہین دل مین
سوز نہانی ہی گرمی عشق سے پیشانی عرق آلود ہی کسی کے تصور مین سکتے کا سا حال ہی چین دل کا مفقود
ہی جب بیتابی دل زیادہ ہوتی ہی یہ غزل پڑھتی ہی اور روتی ہی **مصنف** حال دل زار
ہی کیا ہونا ہی + سخت بیمار ہی کیا ہونا ہی + دل مرا رسم وفا کیا جانے + نو گرفتار ہی کیا ہونا ہی +

رات دن دیدۂ دیدار طلب ✤ میرا بیدار ہی کیا ہوتا ہی ✤ جان زار اس مرے دل کے
ہاتھون ✤ سخت ناچار ہی کیا ہوتا ہی ✤ لشکر رنج والم سے محجو ✤ روز بیکار رہی کیا ہوتا ہی ✤
دل مرا پیکے شراب اُلفت ✤ مست وسرشار ہی کیا ہوتا ہی ✤ بدن آغاز محبت مین سخن ✤
صورت غار ہی کیا ہوتا ہی ✤ قمر النسا یہ حال دیکھکر متحیر ہوئی چھکے چھوٹ گئے رشتۂ استقلال
ٹوٹ گئے حیرت سے صورت دیوار ششدر ہوئی گھبرا کر کہنے لگی بیگم مزاج کیسا ہی خدا کے لیے
فرمائیے تو یہ کیا ہی ملکہ حسن افروز نے منھ پھیر کر جواب دیا کہ ہان بہن اچھے ہین قمر النسا
فرط محبت سے بیقرار ہو مانی سے کہنے لگی کہ مانی دیکھو تمھاری بیگم کے دشمنون کا کیا حال ہی



تمھین کچھ خبر بھی ہی کیا سمجھ پر پتھر پڑ گئے عقل پر زوال ہی مانی گھبرا کر کہنے لگی کیون بی بی خیر تو ہی قمر النسا
نے کہا بھئی واللہ تمنے بھی کمال کیا کہ ہردم پاس رہتی ہو اور پھر خیر تو ہی کس مزے سے کہتی ہو یہ کہکر
گھبرائی ہوئی بیگم صاحبہ کے پاس گئی جاکر سب حال بیان کیا رو رو کے تر دامان کیا بیگم صاحبہ اور سب
خواصین سراسیمہ و پریشان افتان وخیزان شہزادی کے پاس آئین بیگم صاحبہ بلائین لے کر ملکہ سے
کہنے لگین کہ میری جان کہو تو جی کیسا ہی مین تیرے واری کیون تیرا حال ایسا ہی ملکہ نے کہا اماجان
کیا کہون دل مین درد ہی تمام بدن مین اعضا شکنی ہی چہرہ زرد ہی کلیجہ منھ کی راہ نکلا آتا ہی کچھ ایسا
درد اُٹھتا ہی کہ جی بیٹھا جاتا ہی گو بے اختیار دل چاہتا ہی مگر اب تک تو ضبط کیے ہون آگے
دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی حضرت غالب پھر کچھ اک دل کو بیقراری ہی ✤ سینہ جویاے

زخم کاری ہی ؛ یہ سرگذشت سنکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ پانؤن بھول گئے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبراکر فرمایا ارے کوئی حضور کو خبر کرو یہ سنتے ہی ایک خواجہ سرانے جاکر بادشاہ کے حضور مین سب حال گذارش کیا بادشاہ کہ اُسوقت تسبیح خانہ مین مشغول یاد الٰہی تھے شہزادی کی علالت کی خبر سُنکر محل مین تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بٹیا کہو کیا سبب ہی جو تمکو اس قدر رنج و تعب ہی ملکہ نے کہا جناب عالی مین بھی حیران ہون کہ اس بیخودی کا باعث کیا ہی مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ دل خود بخود نکلا آتا ہی تمام بدن سنسناتا ہی لوگون کی کثرت اور آمد و رفت سے دم رُکتا ہی تن بدن مین آگ لگ رہی ہی تمام جسم پُھنکتا ہی خدا جانے کیا آفت آسمانی اس دل کمبخت پر نازل ہوئی ہی کہ اسقدر روئی ہون مگر ابھی تک تسکین نہین حاصل ہوئی ہی بادشاہ خاطر پریشان روتے ہوے باہر تشریف لائے اور مسیح الزمان حکیم احسن اللہ خان کو علاج کے واسطے بھیجا جب حکیم صاحب آئے مانی نے ملکہ کو ہوشیار کیا حکیم کے آنے سے خبردار کیا ملکہ نے کچھ جواب ندیا اور ایک آہ سینہ سوزان سے بھری یہ کہا اور پھر آنکھ بند کرلی لا اعلم بنبض نہ دیکھ اے طبیب ہاتھ لگا اور موا ؛ میری تو شکل اور ہی ہاے چھوا اور موا ؛ حکیم صاحب نے کہا حضور یہ کیا فرماتی ہین ناحق رو روکے اپنے مرض کو بڑھاتی ہین ذرا نبض دکھائیے پھرتا بعدار جو دوائین دے اُسے نوش فرمائیے دیکھیے تو کیسا جلد آرام ہوتا ہی اور یہ کمترین کیسی ملذذ دوائین دیکر یہ مرض کھوتا ہی ملکہ نے خفا ہوکر جواب دیا کہ حکیم صاحب بھلا آپ نے ہمارا مرض کیا تشخیص کیا جو آپ دوا بھی اپنے ساتھ لائے ہین جائیے ہمین مطلق صحت نہوگی آپ ناحق دوا دینے آئے ہین خسرو از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب ؛ دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست ؛ قمر النسا کہ نہایت زیرک اور دانا تھی شہزادی کے فحواے کلام سے فوراً دریافت کرگئی کہ ہو نہو یہ مادہ سوداوی عشق کا رجوع ہی آفتاب محبت کا مشرق سینہ سے طلوع مگر ابھی شروع ہی بقول شخصے ع کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن ؛ دل مین تو سمجھ گئی مگر اُسوقت کچھ نہ بولی بیگم صاحبہ بھی اس کلام سے ہوشیار ہوئین مانی کو الگ لے جاکر کہنے لگین کہ مانی تمکو تو معلوم ہوگا کہو یہ ماجرا یہ کیا ہی وہ کیا چیز ہی جو اندر رہی اندر اسکے دلکو ستاتی ہی مانی ہو نہو مجھے تو لڑکی کے کلام سے عشق کی بو آتی ہی جب مانی نے دیکھا کہ راز آشکارا ہوا بجز راستی اب چارہ نہین حال ظاہر سارا ہوا بیگم صاحبہ کا ہاتھ پکڑکے شہزادی کے قریب لائی اور تصویر کہ ملکہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی آہستہ سے اُٹھاکر دکھائی بادشاہ بیگم تصویر دیکھتے ہی ہزار جان سے آرام دل پر نثار ہوگئین صورت دیکھتے ہی بے قرار ہوگئین مسکراکر فرمانے لگین کہ مانی

یہ کس یوسف ثانی کی تصویر ہی اور یہ کون شہنشاہ والا جاہ صاحب عز و توقیر ہی مانی نے ازابتدا
تا انتہا حقیقت حال پُراختلال محمود کا آنا اور تصویر دکھانا شہزادی کا عاشق ہونا اور تبلاش
شہزادہ پھر محمود کا جانا سب بیان کیا بیگم صاحبہ نے جب حال شہزادی کے تعشق کا سُنا تا مل کار
سوچ کر غمگین ہوئی مگر اوراعراض کی طرف سے رفع شک ہوا دلکو ذرا تسکین ہوئی مانی کو
الگ لیجاکر سمجھایا کہ تم جہاندیدہ ہو ذرا لڑکی کی دلداری کرتی رہنا عشق کمبخت نے اسکے دلمین گھر
کیا ہی تم مدام غمخواری کرتی رہنا اور کہنا کہ بی بی گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو جسکی تمنے تصویر دیکھی ہی
تمھاری امان جان اُسی شہزادے کے ساتھ تمھاری شادی کرینگی ذرا اپنے دلکو تسکین و صبر سے بیٹھی رہو
انشاء اللہ تعالے بہت جلد گلہاے مقصود سے تمھاری گود بھرینگی یہ کہکر بیگم صاحبہ ملکہ حسن افروز
کے پاس آئین اسطرح کی گفتگو تو زبان پر نہ لائین مگر آغوش مین لیکر پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا
اور کہا میری جان تجھین اللہ کی امان ہمسے کچھ بات تو کرو بیگم یہ بُری بات ہی دیکھو ہر دم ٹھنڈی
ٹھنڈی سانس نہ بھرو ملکہ نے کہا اماجان شعر آپ کی باتون سے یہ اور بھی دل دکھتا ہی ؎ جائیے
پھر خدا یا ان سے کہ دم رُکتا ہی ؎ بھلا ہم کیا بات کرین آپ بزرگ ہین آپکو اس بات کا کیا
جواب دین درد کسی سے کیا بیان کیجیے اس اپنے حال ابتر کو ؎ دل اسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے
جانا نہ پہچانا ؎ آخر جب بیگم صاحبہ نے دیکھا کہ بات کرنے سے طبیعت پر جوش آتا ہی آدمی کی صورت
سے نفرت ہی کلام سے دم گھبراتا ہی ناچار خاص محل سے تشریف لائین ہمراہ اپنے وہ تصویر بھی لیتی
آئین بادشاہ جو محل مین آئے بیگم صاحبہ نے تخلیہ کیا اور شاہ سے طلب مشورہ کیا جب حضور آکر بیٹھے
بیگم صاحبہ نے وہ تصویر بادشاہ کو دکھلائی شاہ والا جاہ بیک نگاہ حیران انگشت بدندان
دست قدرت کے قربان ہو کر رہ گئے اور فرمانے لگے بیگم یہ کون خجستہ نہاد ہی آدمزاد تو نہین معلوم ہوتا
شاید پریزاد ہی بیگم نے کہا حضور مین پہلے آپ سے یہ پوچھتی ہون کہ اگر یہ شخص آپ کی صاحبزادی کے ساتھ
شادی کی درخواست کرے تو آپ کو منظور ہی بادشاہ نے کہا صاحب اگر یہ کوئی شہزادہ عالیخاندان
والا دودمان ہی تو خیر کیا مضائقہ منظور ہی ورنہ ابھی ان باتونکا کیا مذکور ہی بیگم صاحبہ نے کہا
سُنیے یہ تصویر شہزادۂ آرام دل پسر شاہ چین کی ہی جو آپکی ملکہ کا حسن و جمال سُنکر عاشق ہوا ہی
یہ تصویر اُسی نازنین مہ جبین کی ہی محمود سوداگر متاع خوبی سمجھکر لایا تھا اور آپکی صاحبزادی کے
حضور مین نذر گزرانا تھا بس دیکھنا کیا تھا گویا قیامت کا آنا تھا جب سے یہ تصویر دیکھی
ہی لڑکی اُسکی عاشق زار ہی فرط محبت سے بیقرار ہی نہ تو دشمن بیمار ہین نہ خدا نخواستہ

کچھ آسیب ہی نہ حضرت عشق پڑھے جن سوار ہین۔ سب انھین کا فریب ہی اور فی الحقیقہ صورت
اچھی جہان کو پسند ہی معشوق باوفا کہان ملتا ہی اسی سبب سے دل عاشق دردمند ہی خوش نصیبون
کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ جذبۂ محبت سے بیچین ہوکر آپ ہی دوڑے چلے آتے ہین اب آپ
کو اختیار ہی چاہیے اپنے فرزند کی خوشی کیجیے یا نہ کیجیے بندی دست بردار ہی اور جو آپ سچ پوچھتے
ہین تو یہ بات ہماری یاد رکھیے کہ اگر چراغ عقل کا ہاتھ مین لیکر ڈھونڈھیے گا تو قیامت تک ایسا
شہزادہ خوبصورت تمکین والا خاندان باغرور تمکین اندھیرے گھر کا اوجالا نہ ملے گا اور بالفرض اگر
کوئی بہزار خرابی مل بھی گیا تو یاد رہے کہ آپ کی صاحبزادی کا چاہنے والا نہ ملے گا مصنف دنیا مین
اگر ڈھونڈھیے تو کیا نہین ملتا ✢ پر چاہنے والا نہین ملتا نہین ملتا ✢ بادشاہ اس حال کو سنکر دیر تک
بحر تفکر مین غوطہ زن رہا پھر بہت سوچکر کہا کہ اچھا مین اسکا جواب پھر دونگا تم لڑکی کو سمجھاؤ خاطر آشفتہ
بہلاؤ بیگم صاحبہ نے کہا بھلا جس بشر پہ عشق کا سایہ ہوتا ہی اور جسکو وصال یار کی دھن ہوتی ہی وہ کس
کی سنتا ہی بقول ناسخ ہر گھڑی کہتے ہو صاحب صبر کر ✢ بندۂ عاشق ہی یا ایوبؑ ہی ✢ ایسے
شخص کو کچھ کہنا یا سمجھانا فقط ستانا اور ناحق جی جلانا ہی بادشاہ خاموش اُٹھے اور تصویر ہاتھ مین
لیے باہر تشریف لائے وہان ملکہ حسن افروز نے جو فرصت پائی معشوق کی یاد آئی غشی سے کچھ
افاقہ ہوا تھا آنکھ کھولی چشم نیم باز سے فلک کو دیکھکر دست افسوس ملے اور دہنی طرف سے بائین طرف
کروٹ لیکر پھر وہی شعر زبان پر لائی نسیم دہلوی نہ تم برمین نہ دل پہلو مین روئین آہ کس کس کو
مقام شکر ہی دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہی ✢ دل اُمڈا آتا ہی از خود گلے مل مل کے رونے کو ✢ کمر بستہ
سفر خستہ سفر کوئی آتا ہی ✢ گذرتی ہین بڑی تکلیف سے راتین جدائی کی ✢ ملین پھر تجسے ہم اب
دیکھیے وہ دن کب آتا ہی ✢ مین صدقے اى اجل آجا شب فرقت مین جلدی سے ✢ ہماری جان
جاتی ہی ترا کیا اسمین جاتا ہی ✢ نسیم دہلوی اب ناتوانی سے یہ عالم ہی ✢ کوئی ہمکو اُٹھاتا ہی کوئی ہمکو
بٹھاتا ہی ✢ یہ پڑھکر خوب روئی جب رونے سے بھی عاجز آئی تو یہ مثلث کا بند لب پر لائی مومن خان
مرحوم منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے ✢ من کیستم کہ گریہ بجالم کند ولے ✢ میزیبد بت بنرگس شہلا
گریستن ✢ ہین خونفشانیان عبث ای چشم اشکبار ✢ گر کام دل دگریہ میسر شود زیار ✢ صد سال میتوان
بہ تمنا گریستن ✢ کبھی جو دل گھبراتا تو یہ شعر لب پر آتا امانت لب جان بخش کی اُلفت مین لب پر
جان آئی ہی ✢ مریض عشق مرتا ہی مسیحا کی دوہائی ہی ✢ اس بیقراری اور آہ وزاری مین تصویر کا جو خیال آیا
جا بجا ڈھونڈھا اور نہ پایا تو بے اختیار ہو گئی آپ مین نہ رہی مانی کے گریبان مین ہاتھ ڈال کر

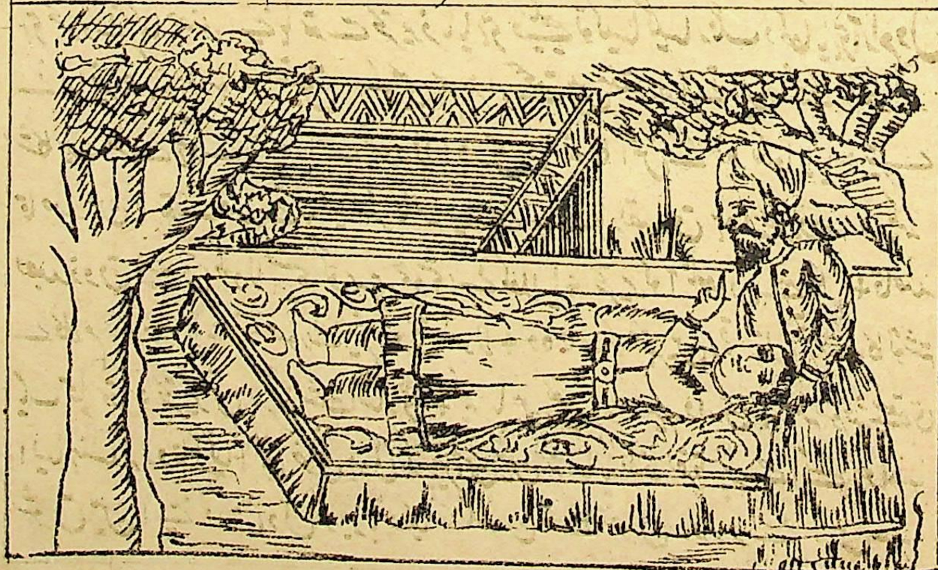
کہنے لگی کہ دیکھو مانی مین تیرا گریبان چاک کرونگی میری تصویر میرے حوالے کرو نہین تو ابھی اپنے تئین ہلاک کرونگی مانی نے کہا بیگم خیر ہی دشمنون کو کیا ہوگیا خدا سے ڈرو مین نے تو آج تک ایسی باتین نہ کبھی دیکھین نہ سنین ماشاء اللہ چشم بددور ابھی تو تصویر ہی دیکھی ہی جب صورت دیکھوگی تو زمین پر پانون نہ رکھوگی ملکہ نے کہا ہان بجا کہتی ہو تمنے ابھی دنیا مین کیا دیکھا ہی تم تو ابھی پیرنا بالغ ہو بال دھوپ مین سفید ہوگئے ہین اچھا تم بھی اپنی کہہ لو کیا کہتی ہو مانی نے کہا لڑکی بیگم صاحبہ نے بھی وہ تصویر دیکھی اور مجھ سے حال دریافت کرکے خوش ہوئین بلکہ فرماتی تھین کہ انشاء اللہ تعالے مین اپنی لڑکی کی شادی اسی شہزادے کے ساتھ کرونگی اب وہ تصویر حضور کے دکھانے کو لے گئی ہین ملکہ یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی رنگ زعفرانی گلابی ہوگیا باغ باغ ہوکر اور مسکرا کر یہ شعر زبان پر لائی ہزار رفیع السودا ہجر اور وصل سے کچھ کام نہین ہی مجکو ؛ بات وہ کیجے کہ ٹک دلکو ہو تسکین حسین ؛ مانی مجھے اس سے کیا مطلب کہ امان جان کیا کہتی تھین اور ابا جان کیا کہتے ہین تم میری تصویر دینے والی کون تھین خدا کی قسم مانی خیر اسی مین ہی کہ میری تصویر مجھے منگا دو مانی نے قمر النسا سے کہا کہ بی بی کچھ سمجھ مین نہین آتا خدا جانے اس بات بھر کاغذ مین کیا رکھا ہی ذرا تم جاؤ اور بیگم صاحبہ سے وہ مانگ لاؤ وہ گئی اور بیگم صاحبہ سے حقیقت کہی اُنھون نے اُسی وقت تصویر منگوائی اور قمر النسا کے ہاتھ شہزادی کے پاس بھجوائی جب تصویر آئی دل نے ذرا توانائی پائی رات دن اُسی کا شغل ہردم اشعار برجستہ اور غزلین برمحل میر حسن غزل یا رباعی یا کوئی فرد ؛ اُسی ڈھب کی پڑھنا کہ ہو جس مین درد ؛ کبھی وصال یار کی طرف سے یاس ہجوم غم سے رنگ فق چہرہ اُداس کبھی جو درد دل سوار ہوا تو بیتاب ہوکر بائین طرف ہاتھ سے دبا یا دیر تک خاموش رہی صدمے سے بیہوش رہی جب آنکھ کھولی دل کو ڈھونڈھا بر جا نہ پایا نالون کو ضبط کیا اور فرمایا حضرت غالب کسی کو دیکے دل کوئی نواسنج فغان کیون ہو ؛ نہ ہو جب دل ہی سینے مین تو پھر مُنھ مین زبان کیون ہو ؛ کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو ؛ نہ لاوے تاب اس غم کی وہ میرا رازدان کیون ہو ؛ وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا ؛ تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو ؛ یہ کہہ سکتے ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہ تبلاؤ ؛ کہ جب دل مین تمھین تم ہو تو آنکھون سے نہان کیون ہو ؛ غرض ہردم سوز عشق سے آہ وزاری تھی التہاب قلب سے بیقراری تھی کسی عنوان دل کو قرار نہ تھا سب نصیحت کرنے والے تھی مگر کوئی غمخوار نہ تھا

رہائی اس گرفتار دام محبّت کی عورت بدذات کے ہاتھ سے
پھر ملک فارس کی طرف روانہ ہونا اُس بادیہ پیماے عرصۂ
اُلفت کا محمود سے ملنا اور آگاہ ہونا ملکہ حُسن افروز کے حال سے

ہاں پلادے ساقیا اک اور جام ؛ مستیوں کا اب لکھا عالم تمام ؛ دے لبالب بادہ گلفام تو ؛ لکھدے اس آغاز کا انجام تو ؛ طلسم کشایان جادہ سخن و عزلت نشینان گوشۂ رنج ومحن عقدہ ہاے حال گرفتاران کو ناخن تدبیر سے یون کھولتے ہین کہ ایک شب وہی عورت ساحرہ حسب معمول آرام دل کے پاس مِیٹھی اختلاط کی باتین کر رہی تھی اثناے گفتگو مین شہزادے کی نظر اُس مہر پر پڑی جو وہ ساحرہ اپنے ہاتھ مین پہنے ہوے تھے دیکھتے ہی سیمتن پری کی باتون کا خیال آیا جی مین کہنے لگا خیر سمجھونگا پھر آنکھ بچا کر اور ایک بال اُن بالون مین سے جو بازو پر بندھے ہوے تھے نکال کر دونون طرف سے پکڑ کے کھینچا کچھ دیر نہ گذری تھی کہ سفید دیو ہزارون دیو ہمراہ لیے ہوے آرام دل کے حضور مین حاضر ہوا آداب و تسلیمات بجا لایا اور شہزادے کو اس حال مین دیکھا سخت متحیر ہوا گھبرایا ساحرہ دیوون کی شکل دیکھتے ہی بسرعت تمام حجرے مین گئی اور غضبناک ہو کر ایک ٹھوکر زمین پر ماری زمین شق ہوگئی صدہا حبشی شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے غل مچاتے باہر نکلے دار وگیر کا ہنگامہ ہوا سب درہم برہم وہ کارخانہ ہوا دونون طرف سے تلوارین چلنے لگین زمین سے خون کی ندیان ابلنے لگین آرام دل نے سفید دیو سے کہا کہ کھڑا کیا دیکھتا ہے جا اور میری انگشتری اُس حرافہ سے چھین لا سفید دیو انگشتری کا نام سُنتے ہی زرد ہوگیا خوف سے ہراسان ہوا بید کیطرح لرزان ہوا جی مین کہنے لگا بڑا غضب ہوا کہ انگشتری سلیمانی اُسکے ہاتھ آئی اب مین شہزادے کی رہائی کی کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک کشتی نظر آئی کہ زمین و آسمان کے بیچ مین گردش مین ہے دیکھتے ہی اُسکی طرف لپکا اور ایک ہی حملے مین اُسکو اپنے قبضے مین کر زمین پر لایا اُس کشتی مین ایک پنجرا اور اُس پنجرے مین ایک مینا بند تھی دیو اُس مینا کو نکالکر آرام دل کے پاس لایا اور کہا کہ حضور اس مینا کے جسم مین اس ساحرہ کی روح ہے آپ اسے خوب تکلیف دیکر مار ڈالیے دل کا حوصلہ نکالیے پہلے اسکا ایک بازو توڑیے پھر دوسرا پھر ایک ٹانگ پھر دوسری ٹانگ پھر خوب زور سے گردن مروڑیے غرض جیتا نہ چھوڑیے آرام دل مینا کو ہاتھ مین لے کر چاہتا تھا کہ پہلے بازو توڑے

ساحرہ نے غل مچایا کہ او شہزادے دیکھ کیا ستم کرتا ہی میرے احسان بھول گیا او محسن کش تو میرے غضب سے نہین ڈرتا ہی مصنف ابھی تجکو مزہ چکھا دونگی + خاک ہو جائیگا جلا دونگی + سفید دیو نے جواب دیا کہ او بدبخت ننگ خاندان شہنشاہ قاف جو تم سب کا پیر و مرشد اور اُستاد ہی تو نہین جانتی کہ یہ شہزادہ اُسکا داماد ہی بس خیر اسی مین ہی کہ وہ انگشتری لا ورنہ اپنی جان سے ہاتھ اُٹھا ساحرہ نے کہا اچھا تو قسم کھا کہ انگشتری لیکے مینا چھوڑ وا دونگا دیو نے کہا مجھے خاک پاے سلیمان کی قسم اگر تو انگشتری دیگی تو مین پھر تیری مینا چھوڑوا دونگا ورنہ پھر وہی قسم کھاتا ہون کہ مینا کو مار ڈالونگا اور اس شہر کو بیخ و بنیاد سے کھد وا کر ہوا پر اُڑوا دونگا ساحرہ نے جب دیکھا کہ سواے صلح کے اب کوئی چارہ نہین ناچار وہ انگشتری سفید دیو کی طرف پھینکی دیو نے جلدی سے شہزادے کی اُنگلی مین پہنا کر یون عرض کی کہ خداوندا اب اس مینا کو چھوڑ دیجیے اور مع الخیر یہان سے تشریف لے چلیے آرام دل نے مینا کو چھوڑ دیا اور دروازے کے باہر آکر شکر خداے کریم بجا لایا پھر دیو کو رخصت کر کے کمر ہمت چست باندھی ملک جانان کی راہ لی اور یہ فرمایا ذوق رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاے ہی + مژدہ خار دشت پھر تلوہ سرے کھجلاے ہی + مے عشق سے سرشار تھا جھومتا تھا خار بیابان ہر ہر گام پر قدم چومتا تھا جب کوئی کانٹا آبلہ پا مین چبھ جاتا تو ہنسکر فرماتا خواجہ حیدر علی آتش آبلے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے + خار صحراے جنون عرش کے تارے توڑے + دھوپ کی حدت تپ فرقت کی شدت اپنے حال زار پر رقت صدمہ دوری سے مرنے کی نوبت اس حال سے جو آرام دل کا خیال آتا تو جنون اور زیادہ ہوتا یہ کہتا اور روتا حضرت غالب دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہین + یعنے ہماری جیب مین اک تار بھی نہین + شوریدگی کے حال سے ہی سر وبال دوش + صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بھی نہین + ملنا اگر ترا نہین آسان تو سہل ہی + دشوار تو یہی ہی کہ دشوار بھی نہین + بے عشق عمر کٹ نہین سکتی ہی اور یاں + طاقت بقدر لذت آزار بھی نہین + دل مین ہی یار کے صف مژگان سے روکشی + حالانکہ طاقت خلش خار بھی نہین + اسی طرح ہزارون آفتین اور مصیبتین جھیلتا ہوا جان پر کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا فلک کے جور و ستم سے جب گھبراتا تھا تو یہ اشعار زبان پر لاتا تھا شیخ محمد ابراہیم ذوق رکھ مکدر بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو + ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو + اور ہمدرد کہان ہو نہ ہو اے حضرت دل + درد اب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو + ہر قدم پاؤن پہ سر رکھتے ہین خار سر دشت اے جنون تو نے ہی کانٹون مین گھسیٹا ہمکو + دل مین تھے قطرہ خون چند سو مانند حباب +

نہ رہے وہ بھی جب اُلفت نے نچوڑا ہمکو + ہم تبرک ہین بس اب کرلے زیارت مجنون + سر پہ پھرتا ہی
لیے آبلہ پا ہمکو + جب چلتے چلتے راہ کی ماندگی سے عاجز آیا تاب و طاقت نے جواب دیا بہت
گھبرایا ایک درخت سایہ دار نظر آیا شہزادے نے افتان و خیزان بہر کیف اپنے تئین وہان تک
پہونچایا بیتاب تو ہی رہا تھا آتے ہی یہ شعر پڑھا اور لب چشمہ گر پڑا جرات نزع مین بھی تری
صورت کو نہ دیکھا افسوس + مرتے مرتے بھی نہ ارمان نظر کا نکلا + محمود کہ انکی تلاش مین دیوانہ وار
دو منزلہ سہ منزلہ طے کرتا ملک تبریز کی طرف چلا جاتا تھا حسن اتفاق سے اُس روز اُس صحراے
پر فضا مین اُس کا بھی گذر ہوا ملکہ حسن افروز کے جذب دل کا اثر ہوا محمود نے دور سے دیکھا
کہ ایک شخص جور فلک ستم پیشہ سے پائمال سرگردان پریشان خراب حال کسی کے فراق مین
حالت تباہ کوئی سنگ نہ ساتھ مگر بیکسی ہمراہ ٹھنڈی چھاؤن مین پڑا سوتا ہی اُسکی بیکسی پر
ہر برگ درخت کف افسوس مل مل کر روتا ہو قریب جو آیا شہزادہ آرام دل کو پایا مارے خوشی
کے جامے سے باہر نکلگیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے مگر شہزادہ آرام دل پروردۂ ناز و نعم
کی مصیبت اور بیکسی کا خیال کر کے غمگین ہوا اور سنبھل گیا پھر جلدی سے پانی کا چھینٹا دے کر ہوش
مین لایا شہزادے نے محمود کو جو اپنے بالین پر بیٹھے دیکھا سمجھا کہ شاید مین خواب دیکھتا ہون محمود
کے گلے لگ کر خوب رویا اور کہا کہ اے محمود جس دن سے تو مر گیا مجھے زندہ در گور کر گیا محمود نے کہا
جناب عالی مین زندہ اور ویسا ہی بندہ ہون آپ مجھے مردہ بناتے ہین عالم خواب نہین
یہ بیداری ہی یہ کیا کلمہ زبان مبارک سے فرماتے ہین آرام دل یہ سنتے ہی گھبرا کر



اُٹھ بیٹھا اور ہائے محمود کہکر لیٹ گیا دیر تک روتا رہا اشکوں سے مُنھ دھوتا رہا آخر محمود نے کہا حضور بہر خدا آپ چپ رہیے میری سُنیے اور اپنی کہیے آرام دل نے کہا تسکین جس کا رفیق جس سے جدا ہو گیا ہو یار ✣ وہ اپنی بیکسی پہ نہ روئے تو کیا کرے ✣ محمود نے کہا خدا حضور کو تا قیامت سلامت رکھے یہ بجا ہو مگر خدا کے فضل سے خاکسار اب تو زندہ ملا پھر اب کس بات کا گلا ہی شہزادے نے فرمایا ای محمود حضرت غالب رہا گر کوئی تا قیامت سلامت ✣ پھر اک روز مرنا ہو حضرت سلامت ✣ جگر کو مرے عشق خونناب مشرب ✣ لکھے ہی خداوند نعمت سلامت ✣ غرض آرام دل نے محمود سے اپنا حال پُر رنج و ملال بیان کیا پھر محمود نے اپنا قصہ پُر غصہ عیان کیا اور کہنے لگا کہ جسکے واسطے آپ ایسے بیقرار ہین جس بے وفا کے آپ مشتاق ہین شوق جسکا رہ رہ کے دھیان آتا ہی ✣ جسپہ دم دشمنوں کا جاتا ہی ✣ کھاتے ہین پیتے ہین نہ سوتے ہین ✣ واسطے جس کے روز روتے ہین ✣ اُسے حضور کے احوال سے آگاہ کیا اُسنے تو اُسکے کچھ التفات نہ کیا اور اپنے ادنے غلاموں کے برابر بھی نہ سمجھا آرام دل یہ سُنکر خاموش رہا پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا جرائت اس دل سے جو ملا نہ دل اُس رشک ماہ کا ✣ ہی یہ قصور اپنے ہی بخت سیاہ کا ✣ یہ کہتے ہی آنسو نکل پڑے رونے لگا رشتہ تصور یار مین گوہر اشک پرونے لگا محمود نے کہا حضور سمجھا تو در کنار آپ کی شان مین بڑی گستاخیان کی ہین بلکہ مجھے بھی چند سطرین لکھکر دی ہین اور کہا ہی کہ جہان کہین اُس اجل گرفتہ کو پانا تو یہ پرچہ دکھانا یہ کہکر نامہ شہزادے کے ہاتھ مین دیا آرام دل نے کہا ع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ✣ پھر پوچھا یہ خود اُس کا فرادا نے لکھا ہی یا دوسرے سے لکھوایا ہی محمود نے کہا حضور اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا ہی دیکھیے تو کیسا کیسا رنگ دکھایا ہی آرام دل نے کہا خیر جو کچھ ہو سو ہو شفیق اسکو بھی ہم ہزار سمجھتے ہین مغتنم ✣ آتے ہین اُسکے خط کجو شکایت بھرے ہوے ✣ اور اے محمود لا ادری ہاتھ کا اُس کے خط لکھا لایا ✣ تیرے قاصد مین ہاتھ کے صدقے ✣ یہ کہکر نامہ لیا پہلے سات بار تصدق ہوا پھر بوسہ دیکر بصد ذوق و شوق کھولا النسیم گو سر مہ خموشی نے کھلایا ✣ تحریر کو آنکھوں سے لگایا ✣ قاصد سے کلام لطف بولا ✣ خط صورت چشم شوق کھولا ✣ وہ نامہ کہ عنبرین رقم تھا ✣ قسمت کا نوشتہ یک قلم تھا ✣ تحریر تھی سرگذشت ساری ✣ کچھ یاس تھی کچھ امیدواری ✣ نامۂ شوقیہ دیکھتے ہی ایسا ہنسا کہ رونا آگیا اتنی خوشی ہوئی کہ پیرہن مین نہ سمایا لفظ لفظ پڑھے اُسکے ہوا ے شوق مین اپنے ورق دل کو برباد کیا آنکھوں سے خون رو رو کے اُس کے

حرف پر صاد کیا اُس چھیڑ چھاڑ مین زخم دل بھر آیا ہوا شراب محبت دو آتشہ ہوئی نشہ اور دوبالا ہوا پہلے ایک ہی جان سے چاہتا تھا اب ہزار جان سے پیار کرنے لگا جان و دل دونون نثار کرنے لگا اُلفت مین وہ مزہ پایا کہ یہ شعر برجستہ زبان پر آیا صفیر عشق کے فعل مین وہ ہمنے مزہ پایا ہے ✣ دل تو کیا جان بھی کرتا ہون فدائے اُلفت ✣ خنجر زخم دل پر کاری لگا زخم دامن دار ہو گیا مرغ بسمل کی طرح گرفتار ہو گیا فیض نمک چھڑ کا گیا اچھا ہوا فیض ✣ وہان زخم اب تک بے مزہ تھا نہ پھر تو محمود نے سب حقیقت ملکہ کی بیقراری اور پریشانی اپنی وداد دشت ورسر گردانی مو بمو بیان کی اور وہ ملکہ کی نشانی دی اور کہا کہ آج حضور اسی جا بسر کرین انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو بعزم سفر کرین آرام دل کو ہر چند سیماب وار قرار نہ تھا مگر اپنی ضد سے کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بُری زک اُٹھا چکا تھا محمود کے کہنے کو عمل مین لایا اور اُس شب وہین بستر لگایا شکوہ یاد دلدار ستانے لگی چاندنی رات رولانے لگی بیقراری جو سوا ہوئی تو اس شعر سے زبان آشنا ہوئی صفیر بلگرامی

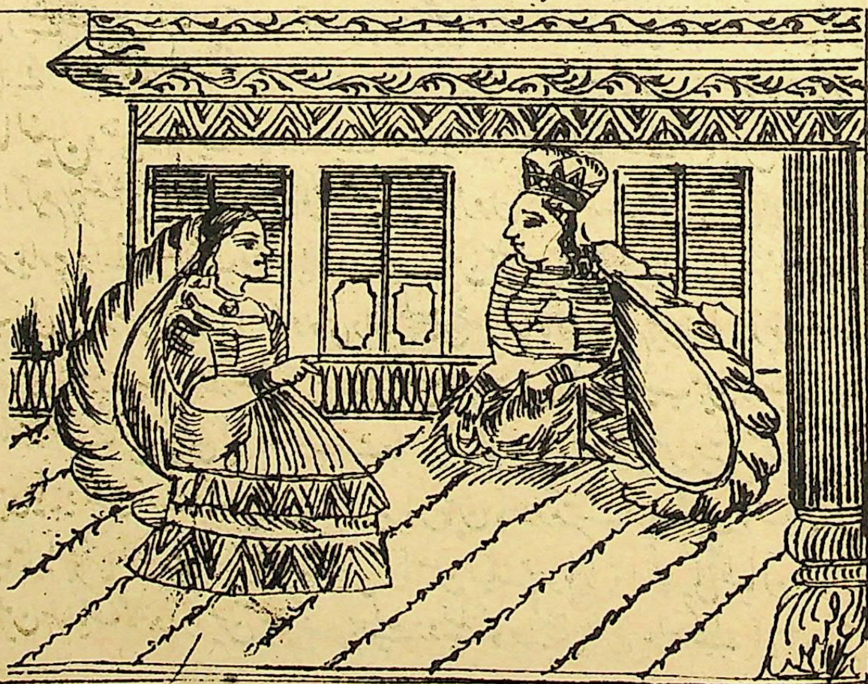
شب فرقت مین نہین مجھپہ ہی شبنم پڑی		روتے ہین حال دل زار پر سارے دریا

ملک فارس مین پہونچنا آرام دل کا اور باغ حیات بخش مین جانا ملکہ حسن افروز حور شمائل کا

پھول سے لبریز بھر کر ساقیا ✣ بادۂ گلرنگ کا ساغر پلا ✣ دیکھ پھر باغ معانی کی بہار ✣ عاشق و معشوق مین بوس و کنار ✣ زبان راقمان کیفیت گلزار اور خامۂ گلفشان جادو نگار سے زمین قرطاس پر یون پھول جھڑتے ہین کہ جب زاہد شب زندہ دار ماہتاب تسبیح کہکشان ہاتھ مین لیکر حجرۂ مغرب مین آیا اور راستین رُخ بیمہر آفتاب نے در پردہ مشرق سے چہرۂ انور دکھایا شہزادے نے کمر ہمت چست باندھی اور محمود کے ہمراہ چل نکلا اور ہر روز منزلین طے کرتا بلبل وار اُس گل گلستان رعنائی کا دم بھرتا چلا جاتا تھا بارے چند روز مین ملک فارس مین داخل ہوا تمنائے خاطر بر آئی مقصد دل حاصل ہوا آرام دل نے پوچھا یہ کون مقام ہے محمود نے کہا ملک دل آرام ہے شہزادے نے فرمایا مصنف بخت اسعد کوچۂ دلدار مین لایا مجھے ✣ بعد مدت یان تلک گردون نے پہونچایا مجھے ✣ اور کہا اے محمود للہ اب دیر نہ لگا جلد اُس آرام جان سے ملا محمود نے عرض کی حضور اسقدر جلدی نہ فرمائیے ذرا دم لیجیے ٹھہر جائیے پھر محمود شہزادے کو اپنے مکان مین لے گیا سامان ضیافت کیا اور بہت سی قدر و منزلت کر کے مدارات مین مصروف ہوا اب یہان سے کچھ حال ملکہ جگر افگار کا گوش کیجیے

اور سب فراموش کیجیے کہ ایک روز ملکہ حسن افروز کو فراق دلدار مین غفلت جو آگئی عالم خواب مین دیکھا کہ آرام دل تنہا دشت خوفناک مین ایک درخت کے نیچے پڑا زار زار رورہا ہو یہ کہتا ہو اور درد دل سے بیقرار ہورہا ہی جرأت نزع مین بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس ٭ مرتے مرتے بھی نہ ارمان نظر کا نکلا ٭ یہ خواب پریشان اور احوال بیتابی جانان دیکھکر یکایک چونکہ پڑی گھبرا کر اُٹھ بیٹھی دیر تک زاویہ نشین رنج ومحن رہی بحر تفکر مین غوطہ زن رہی پھر بیقرار ہوکر اور روکر مانی سے کہنے لگی کہ مانی وہ رشک مسیحا کب آئیگا ہم تمام ہوجاوینگے جب آئیگا مصرع پس ازانکہ من نمانم بچکار خواہی آمد ٭ وہ بولی بی بی صبر کرو چندے اور دلبر جبر کرو مصرع صبر تلخست ولیکن بر شیرین دارد ٭ ملکہ نے کہا یہان تو ہر دم نفس واپسین ہی ہاے افسوس تسلی خاطر کی کوئی صورت نہیں ہی حضرت غالب کوئی امید بر نہیں آتی ٭ کوئی صورت نظر نہیں آتی ٭ آگے آتی تھی راز دل پہ ہنسی ٭ اب کسی بات پر نہیں آتی ٭ مرتے ہین آرزو مین مرنیکی ٭ موت آتی ہی پر نہیں آتی ٭ غرض مدام اس ناکام کو آہ وناله سے کام تھا سواے مانی اور قمر النسا کے کسی سے گفتگو تھی نہ کلام تھا نظیر اکبر آبادی کوئی کچھ پوچھے تو منھ دیکھ کے چُپ رہجانا ٭ نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن ٭ اُسدن قریب شام قمر النسا نے آکر کہا کہ بیگم سوتی ہو یا حسب معمول روتی ہو ملکہ نے کہا جرأت خیال خواب کہان سوز غم سے جلتے ہین ٭ تمام رات پڑے کروٹین بدلتے ہین ٭ قمر النسا نے کہا حضور خدا آپکا غم والم دور کرے خاطر اندوہ آثر مسرور کرے آج مین باغ حیات بخش مین گئی تھی سبحان اللہ عجیب طیاری ہی ہر روش پر گلگشت باد بہاری ہی حضور بھی آج اُس باغ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم فرمائین گل و بوٹے کی سیر سے دو گھڑی جی بہلائین ملکہ نے کہا معاف کرو یہین پڑا رہنے دو رنج تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون ٭ طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے ٭ قمر النسا نے کہا حضور خدا کے واسطے چلیے اگر آپ کا دل نہیں چاہتا تو میری خاطر کیجیے ملکہ حسن افروز کہ قمر النسا کو دل سے پیار کرتی تھی اُسکی خاطر سے اُٹھی اور عجب ناز و انداز سے قمر النسا کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر حیات بخش کی سیر کے واسطے چلی دو قدم چلی ہوگی کہ اتنی ہی حرکت سے رگ رگ سنسنا گئی ضعف کے سبب سر سے پانؤن تک پسینے مین نہاگئی یہ حال جو دیکھا ہنسکر فرمایا میر گر یہی ضعف ہی تو حضرت دل ٭ ہوگئے آخر بس ایک آہ مین تم ٭ غرض وہ باغ متصل خاص محل تھا وہان تک جانا بہت سہل تھا بہزار خرابی و دشواری باغ مین داخل ہوئی قمر النسا کو مسرت حاصل ہوئی لا اعلم صحن گلشن مین جب خرام کیا ٭ سرو آزاد کو سلام کیا ٭

ملکہ نے باغ حیات بخش کی طیاری دیکھی فراق یار مین روح تن سے جدا ہونے لگی گل و بلبل کے
وصل سے مہاجرت دلدار مین شبنم وار زار زار رونے لگی سرو دلجو کو دیکھا قد جانان کی یاد مین بار غم سے
پشت دوتا ہوگئی سنبل زار کو پریشان دیکھکر یاد کاکل یار جان کو بلا ہوگئی نظارۂ نرگس شہلا سے
چشم جانان کے تصور مین آنکھون مین آنسو بھر لائی سمن سیمین بدن کو دیکھا اپنے سیمتن کے جسم کی
صفائی یاد آئی لالہ کی دید سے ولولہ عشق اور بڑھا داغ جنون چمکا ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری
اور یہ مطلع پڑھا سودا ہی لالہ کو فلک نے دیے تجکو چار داغ ٭ سینہ در اس راہ کہ ہر اک دل ہزار داغ ٭
قدم اُٹھاتی تھی زمین پانوُن پکڑتی تھی سنبل زار کی شوخی پر زلف پریشان ہوتی تھی بگڑتی تھی سوسن
صد زبان کی غمازی اور بدزبانی سے کچھ زبان پر نہ لاسکتی تھی صورت تصویر خاموش ایک ایک
کا مُنھ تکتی تھی تاک انگور کو دیکھتے ہی یاد چشم میگون جانان مین آنکھیں چڑھ گئیں نشۂ عشق ہرن ہوگیا
جو سخن ہوا بہکا ہوا سخن ہوگیا القصہ اسی حال سے خاصون اور سہیلیون کے بیچ مین ہر سو وحشیون کی طرح
نظر کرتی ٹھنڈی سانس بھرتی تخت الماس پر جو لب نہر موتی کے سامنے بچھا تھا شامیانہ
سُرخ اطلس کا اوسپر کھنچا ہوا تھا آکر جلوس فرمایا سامنے مینا بازار نظر آیا کہ نہر کے کنارے صدہا
عورتین دوکانین صرافے اور بزازے اور جواہر اور میوہ فروشی کی آراستہ کیے ہین
سودے والیان زر و جواہر اور پوشاک پر تکلف سے اپنے جسم کو پیراستہ کیے ہین



جواہر فروش پر عجیب جوبن ہے کہ کان جواہر سارا بدن ہے بال بال مین موتی پروئے ہین یدِ قدرت
کے دھوئے ہین دانت سلک مروارید ہین چشم و گوش ایسے ہین کہ دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین رنگ
رخسار لعل بدخشان ہے لب یاقوت ہین ہاتھ شاخ مرجان ہے حلقہ کف دست لبان الماس
صاف اور خوشنما ہے مینائے حنا کی ڈاک نے اور ہی لطف پیدا ہے کلائی صاف ہیرے کی ٹری ہے چہرہ
انور ہین کندن کی دمک ہے مسی مالیدہ لب نیلم ہین زمرد کے بُندے ہین انیٹون مین ٹرے ہین آئینہ وار
رخسار ہین سنہرے کی ڈھلک ہے حلقہ لعل رعنائے پستان ہین یا شمشاد قد ہین دو انار اصفہان ہین
دُھکد کی عاشقون کی ولاویز ہے ناف بگرداب بلا ہین کمر بحر حسن مین موج خیز ہے سونے کا پلنگ بچھا ہوا
ہے مسند تکیہ لگائے جواہر بیش بہا جنکی تلاش مین جوئندہ کا دل ہاہا پھرتا ہے کشتیون مین چنے ہوئے
سب بیٹھی ہین خریدارون کو دیتی ہین بیچتی کیا ہین گویا دل عاشقونکا مول لیتی ہین بزاز پتیہ والیان
بصد تکلف فرش اطلس پر انواع الواع طرح طرح کے تھان جامدانی کا دارائی حریر و کتان لیے ہوئے اپنا
اپنا بناؤ کیے ہوئے بیٹھی ہین آنکا دیدار گویا نین سکھ ہے آنکھین سکھ پاتی ہین ریشمین ہاتھ آتی
ہین کہین رفل کہین ڈوریا کہین بٹ ہے اُن پھول سے رخسارون پر بلبل چشم حیران ہے فاختہ
حواس باختہ ہے دل مومن پریشان ہے تیر مژگان جگر کے پار ہونے کو لیس ہین چہرے پر نکھرے
ہوئے گیسو ہین تیغ ابرو نگاہ جادو قتل عشاق کے سب سامان درپیش ہین آنکھین ایسی
ہین کہ جنکے تصور مین کم خواب آئے ہمہ تن زیب کیے بیٹھی ہین جسم کی صفائی پر نظر ٹھہرے افسوس ململ
رہجائے دست رنگین اطلس سُرخ کا نمونہ ہے بازار حسن کا ہر گھڑی حسن دونا ہے میوہ فروش
اور مالنین وضیع وشریف اشیائے لطیف لطیف دکان لطافت سے لیے بیٹھی ہین خریداری
کا بازار گرم ہے کشمکش کے خریدارون کی کشمکش ہے چلغوزون کا انبار کیے بیٹھی ہین حسن مین لاثانی
ہین خریدار پروانے ہین رنگ رُخ گویا انار کے دانے ہین آپسمین بولتی ہین کہ آئیے میوؤنکی کشتیان
خوب آئی ہین زلفین خریدارون کے دلونکی دام آنکھین شہلا سیاہ دو بادام ہین نہال قدین رخسار
گلزار حسن کے دو سیب ہین دور کنندۂ آسیب ہین جنکی خواہش مین دل ناشکیب ہین وہ سیب کیا
ہین ملنذ سیب ذقن ہے مسی کی اودا ہٹ سے جامن شرمندہ ہے مولسری دہن پستان سخت ولایتی
انار ہین یا پیوندی آم کے درخت مین خام دو کیریان ہین یا دو رنگترے مزیدار ہین ناف چرخ شکم پر
قطب تارا ہے خریدار بہت ہین کیا کرے کہ نخل خرما ہین ایک چھوہارا ہے انگور کی قطبیان سامنے
رکھی ہین ہر ایک نازو ادا مین بیباک ہے کیلے دو کیلے کو بھاتیتی ہین مدام کیلے کی تاک ہے

وہ نہر کیا تھی گویا تختۂ بلور تھی بلکہ سراسر نور تھی اندر سے باہر تک بالکل فرشِ سنگ مرمر کا سبزہ کی تحریر اور گل بوٹے کی ساخت سے رشکِ گلزار جنان جابجا نیلم پکھراج عقیق یمنی جڑا ہوا پانی اسمین ایسا رواں جسطرح تختۂ بلور پر فرشِ آب رواں اسمین منقش کترا ہوا تمام جسطرح پر آبِ رواں پر کار مانی کا کام پانی اسکا آبداری مین گوہر خوش آب بلکہ گوہر بھی بے آب خوشبو مین بہ از گلاب اُس مین مچھلیان سرخ زرد نایاب جنکے دیکھنے سے مرغِ دل سیخ آہ پر کباب جانور آبی ہر ایک لاجواب کہین مرغابی کہین سرخاب مثل پستان دوشیزہ ہر ایک حباب غیرتِ ہر زلفِ خوبان جہان اُسکی امواج کا پیچ وتاب شہزادی کی آمد آمد کی خبر سنکر مالنون نے دستہ دستہ گلدستہ لاکر لبِ نہر دونون طرف چن دئیے داروغہ باغ نے صدہا باغ میوہ جات بطور ڈالی لگاکر اور انواع انواع طرح کے گلدستہ گل زعفران کیتکی اور مدن بان سے بناکر ملکہ حسن افروز کی نذر کیے اور مرغانِ خوش الحان شیاما و ہریل لال بلبل ہزار دستان طوطی شیرین مقال کہ منہدی کے برجون پر بند تھے کھولے انکی نواسنجی اور خوش بیانی نے ہر ایک کو بیچین کردیا ایسے بولے کوئی اُڑکر سرو پر جا بیٹھا کسی نے شمشاد کو گلے لگایا کوئی زعفران کے تختے مین جاکر ہنسی کے مارے پھڑکنے لگا کسی کا دل خوفِ باغبان اور بیمِ صیاد سے بھڑکنے لگا کوئی نہر کے کنارے بال و پر کھولکر نہانے لگا کوئی مچھلی کے صید کو نہر مین غوطہ لگانے لگا بلبل نے عجیب عجیب حرکتین کین کہ پہلے چند صدائین دین پھر ہائے گل کہکر شاخِ گل پر جا بیٹھا گلچین کو دیکھکر نار کھا بیٹھا آہ و فغان کرنے لگا اُسی کا دم بھرنے لگا کبھی بآواز بلند یہ مطلع پڑھا شیخ ناسخ بلبل ہون بوستانِ جنابِ امیر کا ٭ روح القدس ہے نام مرے ہم صفیر کا ٭ کبھی با دلِ دردمند یہ مطلع زبان پر رہا ٭ رند منقار سے ہزار مشقت سے پر کھلے ٭ یارب نہ یہ خبر مرے صیاد پر کھلے ٭ کبھی غنچہ پر تصدق ہوتا اور مست ہوکر زمین پر گر پڑتا کبھی پھر اُڑکر اُدھر جاتا نسیم کے جھوکون سے یار جو بناتا تو صبا سے پر کھولکر وہ دو چونچین لڑتا تھا بو پاکر گل کا بوسہ لیتا خوش ہوکر دم بھرتا اور پکار کر یہ دعائین دیتا مصنف بھر گیا ہے گل اُمید سے دامن اپنا ٭ باغبان تجکو مبارک رہے گلشن اپنا ٭ ملکہ حسن افروز یہ کیفیت ملاحظہ کر رہی تھی مگر کیا مقدور کہ چہرے پر ذرا بشاشت کا نام ہو اور دل سے دور رنج و آلام ہو وہی ہر دم اشک جاری اور بیخودی کا عالم طاری کبھی کچھ جی مین آیا تو اُسی بلبل سے مخاطب ہوکر فرمایا - رند آ عندلیب ملکے کرین آہ و زاریان ٭ تو ہائے گل پکار مین چلاؤن ہائے دل ٭ ورنہ مجھ اس کی بھی پروا نہین لب سخن سے مطلق آشنا نہین

داستان دعوتِ وصالِ طالب و مطلوب آرامِ دل کا موتی محل مین جانا اور ملاقات ملکۂ خوش صفات پری لقا یعنی ملکۂ حسن افروز حور شمائل سے لطف اُٹھانا

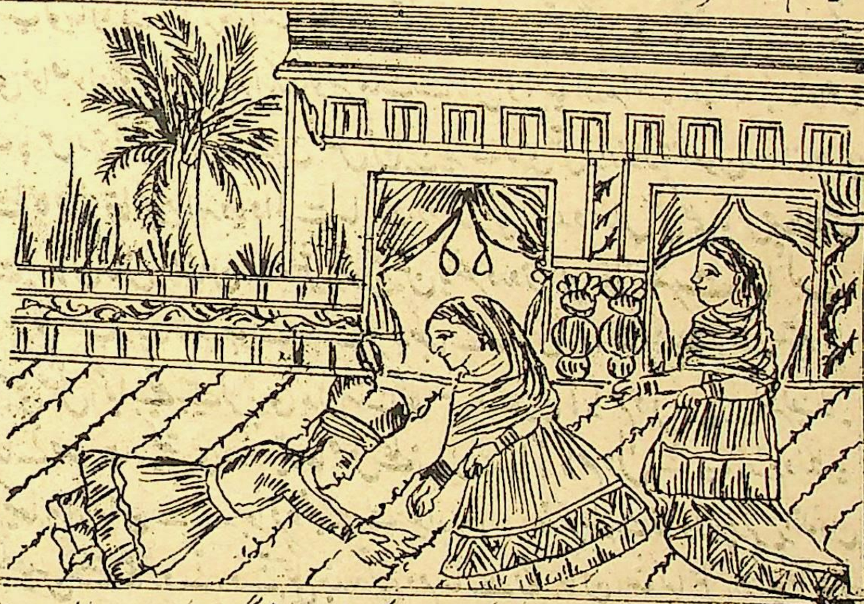
مین بادہ خوار تشنہ ہون ساقی شراب دے ✤ زاہد تو ہی پلا کہ عمل ہی ثواب کا ✤ لا بھر کے ساقیا کوئی پیالہ شراب کا ✤ روزِ وصال مین نہین موقع حجاب کا ✤ مضمون وصل اسمین رقم ہی تو چاہیے ✤ چسپان ہوا ب ہر ایک ورق اس کتاب کا ✤ محرران داستان مرغوب دراقمان حال وصال طالب و مطلوب کیفیت قران السعدین یون لکھتے ہین کہ جب آفتاب سوختہ آتش باجگر کباب غمکدۂ مغرب مین گیا اور ماہتاب اپنی محبوبہ مشرق کو لیکر حجابۂ مشرق سے برآمد ہوا ملکۂ حسن افروز وہان سے اُٹھکر بادل داغدار زار زار روتی ہوئی محل مین تشریف لائی اور آتے ہی غش آگیا چھپر کھٹ مین گر پڑی قمر النسا اور خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑا چھڑک کر اُٹھایا جب کچھ ہوش آیا تو فرمایا مصنف عاشق کا دل مدام ستانا نہین اچھا ✤ ای ہمنفسو مجکو جگانا نہین اچھا ✤ قمر النسا نے عرض کی حضور گلزار کی بہار اور روشنی کی کیفیت تو اب دیکھنے کے لائق ہی آپ ذرا دل کو سنبھالیے اس رنج والم سے کیا حاصل ہی غرض قمر النسا نے شہزادی کا ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا اور برآمدے مین کرسی جواہر نگار پر بٹھایا موتی محل مین عجیب لطف کا مکان رفیع الشان تھا کہ اُسمین بجاے سنگ لعل بدخشان یاقوت کی اینٹین لکڑی کی جگہ شاخ مرجان بجاے آہن سیم اُسپر طلائی ملمع تھا سارا مکان مرصع تھا جابجا خوشہاے دردانہ نکلتے تھے استرکاری زمین مین اُسی کے چونے کی تھی دُر یکتاے سفال کے بدلے ٹھوکرین کھایا کرتے تھے اسی واسطے موتی محل نام تھا اسم بامسمی تھا شام ہوتے ہی روشنی کا ٹھاٹ ہوا وحشیون کا دل اوچاٹ ہوا اُدھر ماہ تابان فلک پر نمایان ہوا اودھر لب نہر ہر روش پر کہ لالٹینین قد آدم دو دو چار چار قدم پر نصب تھین روشن ہوئین ہر درخت فیضان روشنی سے سرو چراغان ہوا ہر شجر بلکہ تمام باغ چراغ کی روشنی سے کرۂ نور ہو گیا شہزادی کا جمال جہان آرا ایک عالم کو تجلی طور ہو گیا روشنی کی کیفیت دیکھکر غنچہ و گل فرط انبساط سے پھول گئے مرغان آبی تڑپ کر باہر نکل آئے پرند جانور درختون پر بسیرا لینا بھول گئے قمر النسا نے محل مین سامان جشن کیا فراشون نے سقفی اور فرشی جھاڑون مین شمعہاے کافوری کو روشن کیا رنگینی شیشہ آلات سے تمام انجمن کو غیرت گلشن کیا تمام جھاڑ کنول جھابے ہانڈیون مردنگیون مین خدا جھوٹ نہ بلائے تو پانچ لاکھ شمعین روشن ہوئین قد آدم آئینون مین تختہ لالہ پھولا مرغ نگاہ اُس محفل مین آکر

پرواز بھولا اہل حرفہ سب کام چھوڑ کر اُسی طرف دیکھنے لگے شہر والون کو دھوکا ہوا کہ موتی محل مین آگ لگی تماشائی متحیر ہوے باشندگان دہلی کو پھول والون کی سیر یاد آئی خوشی سے بھول گئے اہل لکھنؤ ایسے محو ہوے کہ حسین آباد کی روشنی بھول گئے اُسی روشنی کے آگے چاند ماند ہوا چمک دمک کی سب حقیقت گرد ہوگئی گرمی شعلہ کے حضور چاندنی پر اوس پڑی اُسپر چاندنی سرد ہوگئی پروانون کے باہر ہی باہر پر جلے شمع تک نہ رسائی ہوئی سمندر گھبرا کر نہر مین ڈوب گیا کیا قدرت کبریائی ہوئی اس عرصے مین کسی نے خبر دی کہ محمود حاضر ہے یہ سُنتے ہی ملکہ حسن افروز کا فرط درد سے کلیجہ پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اُلٹنے لگا قمر النسا سے فرمایا بیساختہ زبان پر آیا کہ اے خدا کے لیے لوگون نے کیون غل مچایا ہے میرا مغز کھایا ہے خیر تم اس شر کو یہان سے رفع کرو مجھے خفقان ہوتا ہے للہ ان سب کو یہان سے دفع کرو قمر النسا بلکہ ذی شعور تھی کنواری تھی مگر بہت دور تھی ایماے ملکہ سمجھ گئی خواصون کو نکال دیا ہر ایک کو ہر بہانے سے ٹال دیا جیا اور قمر النسا اور فقط ایک خواص ملکہ کے پاس رہی تھی عندلیب روح قفس تن مین پھڑک رہی تھی زار زار آنکھون سے آنسو جاری تھے سکتے کا عالم تھا ہجوم اندوہ والم سے ساکت دم تھا کبھی امید وصال تھی کبھی یاس چہرہ اداس طبیعت پر ملال حال پریشان اور جوش جنون مین یہ شعر ورد زبان تھا حضرت **غالب**

کہتے تو ہو تم سب کہ بت غالیہ ہو آئے ٭ اک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے ٭

پہلے تو بہت ضبط کیا مگر نہ سنبھلی غش آگیا بیٹھے بیٹھے گر پڑی بدن سنسنا گیا اس عرصے مین آرام دل محل مین تشریف لایا قمر النسا نے صورت دیکھتے ہی درود پڑھا صل علے زبان پر آیا آرام دل نے اپنے آرام دل کا یہ حال دیکھا ہزار جان سے نثار ہوا فرط محبت سے بیقرار ہوا اور دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا تلوؤن سے آنکھین ملنے لگا روتے روتے ہچکی بندھ گئی دم سا نکلنے لگا سبحان اللہ کیا محل اور کیا وقت ہے گل وبلبل کا وصال ہے نرگس چشم عاشق زار پاے نازک دلدار سے پائمال ہے مگر عاشق کی جان کو یہی سخت عذاب ہے کہ نہ ہجر مین چین نہ وصل مین آرام آغاز کا تو انجام ہوا اب دیکھیے کیا ہو غرض عاشق کی مٹی خراب ہے سر معشوق پاے عاشق پر دیکھا عشق نے ترک ادب شہزادے کے دل مین چٹکی لی چونکا یا ملکہ حسن افروز کو ہوش آیا سر جو اوپر کو اُٹھایا سر دلدار اپنے پانون پر پایا آہستہ سے بلائین لیلین اور اُٹھکر مسند پر ہو بیٹھی از سر نو دل وجگر سے ہاتھ دھو بیٹھی **شعر** عشق نے جادو کیا بیتاب ومفتون ہوگئی ٭ پہلے لیلی تھی اب اُس مجنون پہ مجنون ہوگئی ٭ قمر النسا نے آرام دل کو لخلخہ سونگھایا بارے ہوش مین آیا اُٹھ بیٹھا مگر اُس گلستان رعنائی غنچہ

سربستہ بوستان زیبائی کو دیکھکر مثل تصویر بے حس و حرکت ہوگیا شمیم زلف معنبر سے سرمست ہوگیا
چشم میگون کی دید سے سرشار ہوا خمار بادہ جنون کا اُتار ہوا **مصنف** زہر چڑھا صید بلا ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا ملکہ **حسن افروز** نے کہا کیون صاحب آپ کون تھے جو پرائے مکان
مین بے اجازت تشریف لائے کیا سمجھ کے بے تکلف چلے آئے **آرام دل** نے کہا کہ میری جان
کس دل سے کہتی ہو اور کس سے کہتی ہو کیا اپنے آرام دل سے کہتی ہو اتنا کہکر ضبط نکرسکا پھر قدم پر
گر پڑا ملکہ **حسن افروز** بھی بیخود ہوگئی ہم آغوش ہوکر رونے لگی پیرہن یار آنسوؤن سے بھگونے
لگی ایسی روئی کہ ناتوانی سے غش آگیا **مصنف** واہ رے عشق خوب کام کیا دو ہی باتون مین
بس تمام کیا قمر النسا حال زار دونون عاشق بیقرار کا دیکھکر بیتاب ہوگئی دل بھر آیا زار زار



رونے لگی دونون عاشقان صادق کے گرد پھر پھر کے نثار ہونے لگی دیر تک یہی حالت طاری
رہی سکو بیقراری رہی آخر قمر النسا نے اپنی آنکھون سے آنسو پونچھکر دونون شیفتہ یکدگر عاشقان
سوختہ جگر پر گلاب چھڑکا کیوڑے کا چھینٹا دیا اُسکی زلف کی بو اُسے سونگھائی اُسکی کاکل اُسکے رخ پر گرائی
دونون نے لخلخون کا کام کیا **آرام دل** کو ہوش آیا یہ شعر زبان پر لایا لا اعلم للہ الحمد ہر آن چیز
کہ خاطر می خواست ۔ آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید ۔ ملکہ **حسن افروز** نے بھی آنکھ کھولی اور
بے قرار ہوکر بولی **شعر** نستاؤ مجھے دل کھول کے رو لینے دو ۔ ہنسجا تو یہان جی مجھے کھو لینے دو ۔
قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے رونا موقوف کرو بس خوشی کا رونا رو چکین اب

زخم دل مرہم وصال سے بھرو آرام دل نے کہا صاحب اب جو رُو تو ہمارا ہی حلوا کھاؤ قسمین ہمارے لہو کی قسم ہین کو پیٹو جواب کچھ غم والم خاطر مین لاؤ غرض بہزار دشواری آرام دل اور قمر النسا نے ہاتھ پکڑکے اُٹھایا طاقت جسم مین کہان تھی گاؤ تکیہ سے لگاکر بٹھایا آرام دل نے ملکہ کے دل بہلانے کے لیے اپنا قصہ آغاز کیا پہلے تذکرہ وفاداری محمود جانباز کیا پھر از تاریخ روانگی وطن تا روز ملاقات تمام سرگذشت رنج ومحن ملک واراب مین پریون کا لیجانا اور حال شادی کا صنوبر شہزادی سے پھر اُسی بیابان مین آنا پھر ملکہ سیمتن پری کی ملاقات پھر اُس ساحرہ کے ساتھ گذری ہوئی واردات بیان کی قمر النسا نے کہا بس حضور اب ان باتون کا کیا مذکور ہی مثل برگذشتہ صلوات یہ کہیے کہ خدا نے بڑی مشکل آسان کی ملکہ حسن افروز پہلے تو چپکی بیٹھی سُنا کی پھر قمر النسا سے کہنے لگی کہ ابھی مشکل آسان ہوئی کہان ہی ابھی تو دل کو بڑا قلق ہی کہ وہان کا تعلق لاحق ہی دو دو سے دار ومدار ہین باہم شادی کے اقرار ہین واللہ ایسا بھی بیوقوف دُنیا مین کوئی نہ ہوگا کہ والدین نے جو شادی نہ کی تو گھبرا کر اپنا ملک چھوڑا انھین کا بیان ہی کہ کیسی کیسی ذلت اُٹھائی ہی صدمے کھینچے محنت اُٹھائی سلسلۂ اُلفت سررشتۂ یگانگت سب سے توڑا خوبرویون سے اخلاص جوڑا پھر جو خدا نے شادی کا سامان کیا تو صنوبر کی آشنائی کی خبر سُنکر جل گئے جامے سے باہر نکل گئے اُس بیچاری پر کیسا کیسا گمان کیا وہان سے تو زر در وآئے پری کو جو دیکھا سایہ ہوگیا دیوانے بنگئے اُس سے مُنھ کالا کیا جہان کی خاک چھان کے اب یہان سرخرو آئے بھلا پھر ایسون سے اپنا دل لگانا اپنا بھلا چنگا جی کڑھانا آپ کو بیٹھے بٹھائے جنجال مین پھنسانا کڑی اُٹھانا کیا ہی جب اورون سے بیوفائی کی تو ہمین آپ سے کب امید وفا ہی بس صاحب میرا سلام ہی آپ کا تو یہی کام ہی اب آپ ہماری صحبت کے لائق نہین معلوم ہوا اُٹھائی گیرے ہین عاشق نہین اپنے مطلب کے آشنا ہین ناحق وفا کا نام بدنام کرتے پھرتے ہین حقیقتاً بے وفا ہین دغابازی آپکا کام ہی عاشقی معشوقی کسکا نام ہی آپ کو صنوبر شہزادی مبارک ہو سیمتن پری کے ساتھ شادی مبارک ہو مین بیچاری مصیبت کی ماری بے بساط دور از نشاط وانبساط دل تنگ بدرنگ چھلکے نیچے کیا جانون وہ جگ سلامت رہے اب تو پو بارہ ہین دس نہین اٹھارہ ہین بھلا اب مین کس گنتی مین ہون یہ چالین میری بلا جانے اُس سے کہو جو سچ مانے سے مردوُن کے کلام بیڈھب ہین ۞ بیوفا اور مفتری سب ہین ۞ آرام دل نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ غصہ بیڈھب ہوا رنگ نظر آتا ہی وہ بیزار خدا خیر کرے ۞ بگڑ گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے ۞ کہنے لگا صاحب

حضرت غالب عشق مجکو نہین وحشت ہی سہی ÷ میری وحشت تری شہرت ہی سہی ÷
قطع کیجے نہ تعلق ہمسے ÷ کچھ نہین ہی تو عداوت ہی سہی ÷ ہم کوئی ترک وفا کرتے ÷ نہ سہی عشق
مصیبت ہی سہی ÷ ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے ÷ بے نیازی تری عادت ہی سہی ÷ پھر عرض کی کہ
بھلا صاحب دیکھو تو ہمنے تمھاری جستجو مین کو بکو خاک چھانی سب لوگ سمجھاتے رہے خاطر آشفتہ بہلاتے
رہے مگر ہمنے کسی کی نہ سُنی ایک نہ مانی آپ کی طلب وصال مین اپنا برا حال کیا سلطنت اور حکومت
کا کچھ نہ خیال کیا اگر ہمین شادی سے فقط خانہ آبادی مدعا ہوتا اور آپ سے دل نہ لگا ہوتا تو صنوبر
شہزادی کیا تھی اور سمن نازادی کیا تھی ہم اپنی شادی اور جگہ کر لیتے لیکن بخدا تم بھی کیا بشر ہو دل مین
کیا کیا بدگمانی ہی کہان کا قصہ کہان کی کہانی ہی ہان صاحب پھر کیون نہو کہ شاہ چین کی بہو ہو
لخت جگر ہو ملکہ حسن افروز نے کہا واہ کیا احسان جتانے آئے ہین ماشاءاللہ بگڑی بات کو
بنانے آئے ہین صاحب کس نے کہا تھا کہ ملک فارس مین جاؤ کون ہاتھ پاؤن پڑا تھا کہ خدا کے
لیے تم یہان آؤ قمر النسا نے کہا کہ بیگم عجیب سیر ہو ان باتون سے کیا حاصل کچھ آپ کو خیر ہی جانے دیجیے
دور کیجیے باہم صحبت عیش و نشاط کر کے شہزادے کا دل شاد اپنا دل مسرور کیجیے یہ کہکر صراحی آب آتشین
کی اُٹھائی اور ایک جام لبریز کر کے سامنے لائی شہزادے نے ساغر شہزادی نے منھ سے
لگایا ملکہ حسن افروز نے جھنجھلا کر ایک ہاتھ اس زور سے مارا کہ وہ جام آرام دل
کے ہاتھ سے گر پڑا اور بگڑ کر فرمایا کہ نہ ہمنے کبھی شراب پی اور نہ ہم اسکے عادی تمکو شوق ہی تم
پیو مگر للہ ہمسے نہ بولو ہمین نہ ستاؤ جنکے ہاتھ سے پہلے شراب پی چکے ہو انھین کے ساتھ پیو وہین جاؤ
سید محمد خان رند ہوا کیا چاہ سے حاصل نہ چاہو گے تو کیا ہوگا ÷ ملا یہ کچھ محبت مین خفا
ہوگے تو کیا ہوگا ÷ مجھے حاصل ہوا کیا آپکے دلبر بنانے سے ÷ اگر اورون کے اب تم دلربا ہوگے
تو کیا ہوگا ÷ جلانا اور رولانا ہر گھڑی ہر بات پہ لڑنا ÷ یہ پائی وصل مین لذت جدا ہوگے تو کیا
ہوگا ÷ آرام دل یہ غضب بے محل تیوری پر بل پڑا دیکھکر اور کمان ابرو کو چلہ غضب پر چڑھا دیکھکر
سہم گیا اُس گوشہ نشین پردۂ عفت کی ناخوشی کا حقیقۃً وہم ہوا بے قرار ہوگیا تیر غم کلیجے کے پار ہوگیا
بسمل ہوکر قدمون پر گر پڑا عفو تقصیر چاہنے لگا درد دل سے کراہنے لگا جب بیقراری زحد طاری
ہوئی تو ملکہ حسن افروز نے اُس شوریدہ سر کا سر اُٹھایا اپنے گلے سے لگایا بیقرار ہوئی
معشوق مست ناز اور عاشق جانباز پر جان و دل سے نثار آخر اُس رشک حور نے قصور اُس
رنجور دور از سرور کا بدل معاف کیا غبار دل رو رو کے دھویا آئینہ خاطر کو کدورت سے

صاف کیا قمر النسا نے ایک اور جام دافع رنج و آلام آرام دل کو بھر کر دیا شہزادے نے ملکہ کو تو نہ
پلایا مگر اُسکے دست نگارین سے آپ پیا پھر تو ایسی صحبت کیفیت ہوئی کہ دور ساغر گردش ایام
چکر مین آیا کشتی مے کی ہوا بندھی زاہد فلک بھی وجد مین آکر چلایا محمد ابراہیم ذوق محفل مین شور
قلقل مینا سے مل ہوا ؞ لا ساقیا شراب کہ توبہ کا قفل ہو ؞ عشق کی فسون کاری اور دل کی بیقراری
دیکھیے کہ ملکہ حسن افروز سی حور منظر شہزادی جسکی سطوت عفت اور جلالت کے سبب صبا بھی اُسکی
آستانہ بوسی سے محروم اور جسکے حسن و جمال کی آفاق مین دھوم جسکا غمزہ و ناز نازو دیدہ چشم مین دلہاے
ہم شفقہ کا کہین سازو اور جسکا گوشہ ابرو جانہاے مجروح کی غارتگری کے لیے خدنگ انداز جس کے
کوچہ زلف مین بسبب نارسائی کے دلہاے عشاق کی راہ آمد و شد گم اور جسکی مستی چشم کے دور مین
زاہد شب زندہ دار کو محراب نماز بابے خم جسکے سراپردہ عصمت مین اشک بھی ایک طفل بیگانہ دار
جسکے سمند ناز کو خود نگاہ کرم اُسکی تازیانہ وہ شہزادی اور آرام دل سے اس بے تکلفی کی ملاقات
کرے جسکو کبھی نہ دیکھا ہو اُسکے دیدار کی یہ تمنا ہوا اور اُس سے یون بات کرے ؞ شعر ؞ جسکو جی چاہتا ہی
دیتا ہی ؞ کیا تری شان کبریائی ہی ؞ الغرض آرام دل اور حسن افروز محبت مین یکدل تھے وہ
جو اُسکا عاشق تھا وہ اُسی کا معشوق تھا جو جسکا طالب پھر وہی اُسکا مطلوب تھا غرض دونون
کے عشق کامل تھے مگر چونکہ آرام دل بشدت چالاک بہت بیباک تھا اسلیے ملکہ حسن افروز
نے قمر النسا کی زبانی شہزادے کو سُنا دیا بخوبی سمجھا دیا کہ جب تک موافق حکم خدا و رسول شادی سے
فراغ حصول نہو میرے وصال کے لیے خاطر مبارک ملول نہو ہر روز تھوڑی سی ملاقات ہو جانا
دونون کے لیے کافی وبس ہی یہی ہنسنا بولنا کیا کم ہی جو زیادہ ہوس ہو آرام دل کو بھی یہ بات
پسند آئی یہی عہد باہم ہوا سلسلہ اشتیاق زیادہ تر مستحکم ہوا فقط ہنس بول لینے پر راضی ہوا
خواب و خیال احوال ماضی ہوا پھر محمود کو طلب فرمایا وہ آیا دونون کے حضور مین آداب بجالایا
ملکہ حسن افروز نے اشارہ کیا قمر النسا نے اپنے گلے کا نو لکھا ہار اُتار کے محمود کو پہنایا آرام دل
نے ایک جفت نورتن اور مالاے مروارید اور ایک ولایتی خاص اپنے کمر کی محمود کو عنایت کی
پھر آرام دل نے ملکہ حسن افروز سے کہا کہ اب مین تمھارے والد کی ملاقات کو جاؤن
یا نہ جاؤن اور اگر جاؤن تو حرف مطلب زبان پر لاؤن یا نہ لاؤن ملکہ نے کہا جناب اُنکو
تمھارا حال معلوم ہو چکا ہی بہر حال چلنا مناسب ہی مگر کسی امر کی درخواست میرے نزدیک
نامناسب ہی بس سیدھی ملاقات کرنا اگر بات پوچھین تو بات کرنا محمود نے کہا حضور جو کچھ ارشاد ہوا

بہت بجا ہی مگر میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ پہلے شہزادہ عالم خاکسار کے غریب خانہ پر تشریف لے چلین اور وہان سے بخدم وحشم آکر عین دربار مین حضور سے ملاقات کرین آرام دل اور ملکہ حسن افروز کو محمود کی رائے بہت پسند آئی یہی صلاح قرار پائی فلک کج رفتار درپئے آزار ہی خصوصًا عاشق ومعشوق کا دشمن جانی ہی انکا ملنا باہم بیٹھنا غنچۂ دل اہتزاز نسیم سے کھلنا اس چرخ کو بار ہی غرض انھین باتون مین تھے کہ موذن کی اذان کان مین آئی صبح نے الفجر الفجر کی دھوم مچائی ضبح کی وردی بجی خروس ناخروس بیدار باش پکارا توپ کی آواز نے دلون کو ہلا دیا ملکہ حسن افروز کا رنگ فق ہوا مثل سحر سینہ شق ہوا گھبرا کر کہا مصنف کیا جلد ہو گیا شب وصلت کا اختتام ✦ اے چرخ کینہ جو ترے احسان کے نثار ✦ غرض آرام دل اُٹھا محمود کے ساتھ چور دروازے سے نکلکر اُسکے مکان کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر منتظر نمود سحر ہوا

دربار سلطانی مین تشریف لیجانا آرام دل کا پھر موتی محل مین آنا اور جذبۂ دل صنوبر بسمل سے بمدد سفید دیو شہزادہ کا ملک داراب مین شہزادہ سیاہ فام سے لڑنا اور اُسکو بھگانا

ساقیا اب ہی رزم کا ہنگام ✦ دے مجھے ساغر مے گلفام ✦ ہی زبان میری تیغ جوہر دار ✦ خامہ میرا ہی رخش تیز خرام ✦ لب ساغر ذرا چٹا اُسکو ✦ دیکھ پھر آبداری صمصام ✦ رکھ کے اسپر تو دست جرأت آلود ✦ دیکھ تو سن کی میرے تیزی گام ✦ راقمان کوائف جدال ومحرران ماجرائے قتال سمند باد رفتار قلم کو عرصۂ کارزار بیان مین یون گرم عنان کرتے ہین کہ جب نیزہ باز فلک یعنی آفتاب خطوط شعاعی کے نیزے لیکر نکلا اور شہنشاہ کجکلاہ ماہتاب تاب مقابلے کی نہ لا کر قلعۂ مغرب مین حصاری ہوا لال کرتی کا رسالہ بحکم ملکہ مہرپا محمود باوفا کے مکان پر حاضر ہوا آرام دل پوشاک شاہانہ زیب بدن کر سمند تیز قدم پر سوار ہوا گرد وپیش یکین وبسیار بارہ ہزار سوار کا حصار رہا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی بلکہ زد ورد ہوئی کہ آرام دل جس سے شہزادی کی نسبت ٹھہری ہی آج تشریف لایا اب شادی ہو گی یہ سنکے ہر شخص پھولا نہ سمایا اثنائے راہ مین محمود نے ہزارون اشرفیان اُس شہنشاہ کشور خوبی پر نثار کین اور دیوان خاص تک پہونچتے پہونچتے

کئی لاکھ لٹا دین طبیعت درپے اختصار ہی اسلیے ایک ہی فقرہ لکھا ہی زیادہ طول کرنا ناظرین کو
ملول کرنا ہی خلاصہ کار آرام دل بہ کرو فر بسیار داخل دربار شاہی ہوا غلغلہ حسن و جمال
اُس نیر اقبال کا از ماہ تا بماہی ہُوا لال پردے کے قریب پہونچتے ہی وہ سرخرو یعنی شہزادہ خوشخو
گھوڑے پر سے اوترا خاص بردار اور چوبدار آگے ہوے نقیب باآواز بلند پکارے کہ شہزادہ عالم پناہ
سلامت سالے کے دستے نے برا باندھکر سلامی دی آفتاب نے فلک پر ماہی مراتب صدقے اُتارے
آسمان نے سورج مکھی دکھائی خواصون نے مہتابی لگائی غرض امرا اور مصاحب شہزادے کو
بیچ مین کیے ہوے پیچھے محمود وفادار عرق چین لیے ہوے دیوان خاص مین تخت شاہی کے قریب
پہونچے بادشاہ نے وزیر اعظم کو استقبال کے واسطے بھیجا وزیر حسب دستور کورنش بجالایا اور
شہزادے کا قدمبوس ہوا بادشاہ کہ پہلے ہی شہزادے کے آنے سے آگاہ ہو چکا تھا جب **آرام دل**
نزدیک پہونچا صورت دیکھتے ہی بادشاہ محو دیدار ہُوا ید قدرت کا نمونہ پایا وہ تصویر تو نقل تھی اصل کو
جو دیکھا اصل تو یہ ہی کہ اُس سے بھی دوبالا پایا داماد فرخ نہاد کا عاشق زار بیقرار ہوا گلے لگانے کو
دونون ہاتھ بڑھائے **آرام دل** دوڑکر قدمون پر گر پڑا بادشاہ نے اُٹھاکر کلیجے سے لگایا برابر بٹھایا
آرام دل نے سلسلۂ تقریر کو چھیڑا تقریر مسلسل گفتار بے بدل لطیفہاے ضرب المثل نکتہ ہاے
برمحل اشعار برجستہ اور مضمون ہاے نو بستہ سے ہر ایک کو شیدا کیا بادشاہ نے علم مین آزمایا کچھ
سوال و جواب درمیان آیا کسی طرح کا اُس کھرے کو کھوٹا نپایا ہر طرح سے بادشاہ کو جواب شافی
دیا اگر دوسرے نے پوچھا اُسے فوراً بند کیا بادشاہ نے طرز گفتگو اور طریقۂ سخن نہایت پسند کیا
شاد و خرسند ہوا جاذبۂ محبت ایک سے دہ چند ہوا لڑکی کی خوش نصیبی سے شکر خدا کیا فرض سے
ادا ہوا دوگانہ شکر ادا کیا پھر دربار برخاست کیا اور شہزادی کو موتی محل مین رہنے کا اور دربار
مین روز حاضر ہونے کا حکم دیا **آرام دل** بادشاہ سے رخصت ہوکر موتی محل مین آیا سب
حال ملکہ سے کہہ سنایا ملکہ کا دل مسرور ہوا دل کی مراد ملی صدمۂ فرقت کی خاطر خواہ داد ملی رنج والم
دل سے دور ہوا پھر تو مدام یہ دستور ہوا کہ سر شام ملکہ گل اندام مانی اور قمر النسا کے ساتھ شہزادے
کے پاس آتی شب بھر دلگی اور مذاق تفریح طبع کے حرف و حکایات سے دل بہلاتی پو پھٹتے ہی
وہ جگ ٹوٹتا سرہنگ صبح وہ سب سامان عیش لُوٹتا سر شام پھر وہی گھڑی آتی عروس شب
مجلس جماتی شہزادہ بھی دم سحر دربار مین جاتا گھڑی دو گھڑی بیٹھکر پھر آتا غرض مدام عیش و نشاط
مین مصروف ہوے سحر کے جھگڑے گلے شکوے موقوف ہوے شب و روز خوشی و عشرت کے

جلسے ہونے لگے تخم محبت مزرعۂ دل مین بونے لگے اسی طرح ایک مدت گذر گئی معشوق جو گلعذار پایا
خوشی سے پھولا نہ سمایا عاشقون کا کبھی خیال نہ آیا آخر آہ عاشق کہان تک بیکار جائے کبھی خیال اپنا
ضرور دکھائے محبت کا دلپر اثر ہو دل دلبر عیش وعشرت مین رنج دل عاشق سے ضرور باخبر ہو غرض
ایک دن **آرام دل** بالائے بام نہر کی سیر کر رہا تھا بیٹھے بیٹھے کچھ اُس بسمل پر ہدف خدنگ محبت
یعنی صنوبر سوختہ جگر خنجر عشق کی گھائل کا خیال آیا بیچین ہو گیا کمال غفلت پر زوال آیا سچ ہی ع
جسے کمال ہی اُس کو زوال ہی پیدا ؎ عشق کی لذت سے تو خوب آگاہ تھا مجروح سنان آہ تھا گھبرا کر
اُسی عمل بے بدل سے سفید دیو کو بلایا وہ مع فوج اپنی حاضر ہوا شہزادے کا جاہ و جلال حشمت و
اقبال دیکھکر بہت خوش اور شگفتہ خاطر ہوا بصد تعظیم آداب بجالایا **آرام دل** نے فرمایا کہ تو ابھی
ملک داراب مین جا اور تحقیق کر آ کہ صنوبر شہزادی پر اُس زنگی شہزادے کے سبب سے کیا گذری
کیا واردات ہوئی رخصت کے باب مین کیا بات ہوئی دیو بموجب ایماے شہزادہ ملک داراب
مین گیا اور سب کیفیت دیکھکر پھر آیا التماس کیا کہ شاہ داراب اور اُس خانہ خراب یعنی پدر
شہزادہ سیہ فام مین جنگ عظیم درپیش ہی بادشاہ کو بڑا تفکر ہی نہایت پس و پیش ہی یہ سُنتے ہی
آرام دل بیقرار ہو گیا اُسی وقت چلنے کو طیار ہو گیا نشۂ جوانمردی سے بیخود ہو کر جھومنے لگا
کبھی قبضۂ شمشیر کبھی بازوے قلعہ گیر چومنے لگا ؎ تیغ ابرو نے سیکڑون بل کھائے ؎ ترک چشمون
نے پلکے نیزے اُٹھائے ؎ کف مُنھ سے جاری ہوا غضب کا عالم طاری ہوا آخر اُسی حالت
غیظ مین سفید دیو سے فرمایا کہ مجھے ملک داراب مین پہونچادے دیو نے حسب الحکم شہزادے کو
اپنے کندھے پر بٹھایا **نسیم لکھنوی** موند آنکھ کہا تو موند لی آنکھ ؛ کھول آنکھ کہا تو کھول دی
آنکھ ؎ طرفۃ العین مین شہزادے نے آپ کو اُسی رنگ محل مین پایا پھر سفید دیو سے فرمایا کہ جلد
ایک گھوڑا لا وہ گیا اور سمند برق دم اصطبل شاہی سے چنکر لایا **آرام دل** نے دیو کو رخصت
کیا اور آپ پانچون ہتھیار درست کر کمر ہمت چست کر گھوڑے پر سوار ہوا اور رزمگاہ کی
طرف گھوڑا پھینکا اب سُنا چاہیے کہ جب مخالف نے زیر شہر پناہ اپنی فوج کو حرب و ضرب سے
آراستہ کیا تھا اور بادشاہ نے وزیر اعظم کو خلعت سپہ سالاری سے سرفراز فرما کر مقابلہ جہاد کا
حکم دیا تھا وزیر نے اپنی تدبیر سے باہر شہر کے پرچہ لگایا تھا ہر ایک کی شمشیر کے جوہر دیکھنے
تھے جوانان شیر افگن کو آزمایا تھا اسی طرح ہر روز لڑائی ہوتی تھی شام کو دونون لشکر
تھک کر دم لیتے تھے صبح کو پھر زور آزمائی ہوتی تھی ایک شب شاہ بد خو جنگجو نے موقع وقت

اور ہنگام فرصت پاکر اپنی فوج مین سے دس ہزار جوانون کو متعیّن کیا اور اُس گمراہ نے کمند کی راہ اُنکو شہر مین اُتارا یعنے شب خون مارا شہر مین ہر طرف غوغا ہوا کہ قیامت کا سامنا ہو حشر برپا ہوا لوہا برسنے لگا ایک عالم تہ تیغ خون آشام ہوا جسنے اُس ہنگام مین ذرا جون چرا کیا ہاتھ پائون ہلاکر کچھ جواب دیا اسکا وہین کام تمام ہوا کسی کو دم لینے کی فرصت نہ ملی ہوش و حواس جاتے رہے تلوار اُٹھانے کی مہلت نہ ملی وزیر کو جو یہ خبر معلوم ہوئی پانچ چار رسالے اور کئی ہزار پیادے لیکر چڑھ دوڑا آتے ہی اُنکا محاصرہ کر لیا تلوارون کی باڑھ پر دھر لیا تیغ دو دم لیکر غول مین کود پڑا خون کی ندی اور نالے بہائے خوب لڑا آخر کسی ملعون کے ہاتھ سے زخم کاری لگا غش آیا گر پڑا گرتے ہی لوگون نے اُٹھا لیا ہاتھون ہاتھ محل مین پہونچایا سردار جو گرا تمام فوج کے دانت کھٹے ہوے مُنھ پھرا مگر سوارون نے کام کیا بہادرون مین اپنا نام کیا گھوڑے ڈپٹا ڈپٹا کے اُن موذیون کو غازیون کی ٹاپون مین روند ڈالا خوب دل کا بخار نکالا جو بچکر بھاگے اُنپر نیزے لگائے پستول تول تول کے مارے نشانہ لگانے کے فن دکھائے غرض خوب دل کیا ایک ایک کو جہنم واصل کیا بادشاہ وزیر کے زخمی ہونے سے خنجر غم و الم کا گھائل ہوا نہایت شکستہ دل ہُوا طبیعت کو پریشانی ہوئی عقل کو سرگردانی ہوئی حریف کے مکر و دغا پر کمال غصہ آیا غضب سے بدن تھرایا صبح بھی نہوئی تھی کچھ رات باقی تھی کہ اُسیدم زرہ بکتر خود چار آئینہ سے آراستہ ہوکر فیل مست پر سوار ہوا رزمگاہ مین آتے ہی طبل جنگ بجوایا سوتون کو جگایا لڑائی ہونے لگی زورمند و نمین طاقت آزمائی ہونے لگی بیدارون سے مقابلہ ہوا جنپر نیند غالب تھی اُنھین خواب مرگ مین سُلایا فوج نے بڑا دل کیا ہزارون کو جان سے مارا صدہا کو گھائل کیا مصنف چنگاریان تیغون سے اُڑائین کیفیتین جنگ کی دکھائین ؎ جُھک جُھک گئی گاؤ کی کمر بھی ؎ رُک رُک گیا چرخ کینہ ور بھی ؎ مرتے مرتے مخالف کی فوج پراگندہ ہوئی دونون طرف قیامت کا شور ہوا وہ روز گویا روز رستخیز تھا اُدھر کی تلوارین کر گئین ہاتھون سے گر گئین ادھر کا لوہا تیز تھا آخر ایک زنگی نہایت زبردست قد و قامت مین مثل فیل مست بد شکل دیو بچا شاہ بدنہاد کا بھائی صورت مین قصائی شہزادہ سیہ فام کا چچا گرز گرانبار ہاتھ مین لیے کودتا اُچھلتا میدان مین نمودار ہوا اُسکی دہشت سے اُنکی فوج کے چھکے چھوٹ گئے خائف اور ترسان ہر پیادہ اور سوار ہوا وہ مردود آتے ہی پکارا بڑی آواز سے گرجا للکارا کہ ہو کوئی ایسا جو میرا مقابلہ کرے آئے جسے اپنی جان عزیز نہو وہ مجھ سے مجادلہ کرے ادھر تو اُسکے خوف سے لوگون کا پہلے ہی دم نکل رہا تھا مُنھ پہ مردنی چھائی تھی چہرے کا رنگ

بدل رہا تھا مگر بادشاہ افسران سپاہ اور بہت سے خان بہادر جان نثار بڑے بڑے طاقت وار چومنا پنج منا نال اُٹھانیوالے مردون کی ہڈیون پہ چورنگ لگانے والے میدان مین جاتے ذرا گھوڑے کو ایڑ لگانے جھپکاکے دو دو ویلہ کہہ اُسکے بجائے تلوار بھاگ آنے کی گھات لگاتے مگر وہ کب چھوڑتا تھا ایک ایک کو چنگیر مار لیتا پلاؤ قورمہ کا مزہ چکھاتا غرض جو اُسکے سامنے جاتا جیتا پھر کے نہ آتا اسی طرح شام ہوگئی ہزارون نعشین اُس بدمعاش کے ہاتھ سے خاک وخون مین غلطان ہوئین ساون مین ہل چل پڑی پلٹنین ہراسان ہوئین بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر گھبرایا اپنی فوج کے سردارونسے فرمایا کہ یہ طرفہ ماجرا ہے کچھ عجیب مزا ہے جسے دیکھتا ہون ڈرا جاتا ہے یہ سُن کے فوج کے اور بھی پانون اُکھڑنے لگے میدان مین جانے کے واسطے آپسمین تکرار ہوئی بحث کی گفتار ہوئی آستین چڑھا کے لڑنے لگے ایک نے کہا جائیے بہت شیخی مارتے تھے ذرا بڑھ کے تلوار لگائیے اُس نے کہا مین تو بہت لڑا اب آپکی باری ہے جانا ہو تو جائیے نہین جگہ خالی کیجیے ہتھیار کھول دیجیے کس کام کی یہ چھُری ہے غرض آپس مین خانہ جنگی اور رد و بدل ہونے لگی سوارون کی عجیب شکل ہوئی طرق کے طرق رسالے کے رسالے بھاگنے لگے پیدلون مین کھلبل ہوئی کوئی درد کا بہانہ کرکے کھڑے کھڑے پیٹ پکڑ کے بیٹھ گیا کسی کو مارے خوف کے دست آنے لگے بڑے بڑے تیر انداز اور پٹے باز لڑے نہ بھڑے مگر زخمیون کی ڈولیون مین سوار ہو ہو کے جانے لگے جو نامردون کو تیور پہ تیور آنے لگے مجروحان خنجر بہم سے دار الشفا شاہی بھر گیا لڑائی کے نام سے لرزہ آیا خوف وہراس سب کے دلون مین اثر کر گیا غرض ہر شخص کو ہر بہانے سے مکتب فرار مین اُستاد کے خوف سے سرکنامہ کا سبق پڑھا بادشاہ تنہا ہاتھی پہ سوار رہ گئے جو دس پانچ سوار نمکخوار رہ گئے وہ ایک ایک کا مُنہ تکتے رہے کوئی آگے نہ بڑھا بادشاہ حیران تھا تفکر سے سر در گریبان تھا بڑے تردد مین تھا وہ مشکل درپیش تھی رہائی کی واشد مین تھا کہ آرام دل گھوڑا پھینکتا ہوا شہر کے دروازے نکلا بادشاہ ایک سوار کو یکہ وتنہا اوپچی بنا ہوا اور میدان مین بیخوف وبیم آتا ہوا دیکھکر حیران ہوا سوچا کہ شاید مخالف نے دھوکا دے کر شہر کے اندر کچھ فتور اُٹھایا ہے جو یہ سوار خبر دینے آیا ہے دل مین نہایت خوف سمایا ہے زانو پر ہاتھ مارکر ترکی تمام شد زبان پر لایا فیلبان کو ہولکر چلنے کا اشارہ کیا کچھ تدبیر بن نہ آئی بھاگنے کا ارادہ کیا آرام دل کسی طرف نہ متوجہ ہوا سیدھا تیر سا میدان مین جا پڑا اور مقابل ہوتے ہی اُس دیو بچہ سے مبارز طلب ہوا بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر ٹھہر گیا اور اُس جوان رشک غلمان

کی جوانی پر افسوس کرتا رہا وہ ملعون تو جان پر لگا ہوا تھا کسی مارتے خان سے کہان مقابلہ ہوا
تھا مرد بے ریشہ جو دیکھا لقمۂ بے ریشہ تصور کیا جھپٹا نسیم لکھنوی بے ریشہ وہ طفل نوجوان تھا +
حلوا بے دود بے گمان تھا + پھر بڑھکر للکارا اور وہی گرز گاؤ سر آرام دل پر اس زور سے
پھینک کر مارا کہ اگر وہ اپنی اُستادی سے خالی نہ دیتا تو ہڈیان پسلیان پسکر سرمہ ہو جاتین
نیست و نابود ہوتا نشان زندگی مفقود ہوتا شہزادے نے گرز کی زد بچا کر اپنی گھات لگا کر
گھوڑے کو اُسی میدان مین گرد اُس شامت زدہ کے کاوا پھیرا نقطۂ پرکار کی طرح اُس زاویہ نشین
دائرہ اجل کو بیچ مین گھیرا ایسا گھوڑا پھیرا وہ چکر لگایا کہ غور کرکے جو دیکھا تو شے مدور موہوم سی معلوم
ہوتی تھی خیال اور تصور سے نہ مفہوم ہوتی تھی وہ ملعون جو محصور ہوا حیران ہوکر مینار کی طرح کھڑا
رہگیا مجبور ہو گیا آرام دل نے کاوا دیتے دیتے گھوڑے کو دبایا گھوڑا ابھرا آیا وہ ملعون تھرایا پھر شہزادے
نے گھوڑا جھٹکا کے اُس مردود کی پشت مین برچھا مارا اور دھکا دیکر میخ کی طرح زمین سے اُٹھا لیا وہ برچھا
مار کر سینے کے پار ہو گیا وہ دوزخی فی النار ہو گیا ع بود اسفل السافلین منزلش + شاہ
داراب ہاتھی پر سوار اُس رشک رستم اور غیرت سہراب کی جوانمردی پر متحیر اور حیران



کھڑا تھا دیکھنے والون کے ہوش پران تھے فی الحقیقت شہزادہ ایسا ہی لڑتا تھا بادشاہ نے
بفراست سمجھا کہ ہو نہو یہی شہزادہ آرام دل ہی جسکی جستجو اور جسکے دیدار کی آرزو تھی یہ

وہی رشک ماہ کامل ہی الغرض آرام دل نے اُسکی لاش پھینک کر گھوڑا اُٹھایا ولایتی کمر سے کھینچکر صاعقہ کی طرح خرمن زندگانی عدو پر جا پڑا گھوڑا کڑکا کے شمشیر برق دم تڑپا کے جس سوار پر ہاتھ لگایا خود سر سے سینے کے کواڑ توڑ کر استخوان کے زینے سے پشت زین پر اتر آیا جس پیدل کے برابر آکر سر پر خنجر مارا اُسنے سر پر روکا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا ہر صغیر و کبیر برنا و پیر الامان پکارا مارتے مارتے خون کا دریا بہا دیا ہر ناپاک لڑائی کے بکھیڑے سے پاک ہوا دریاے خون مین نہا لیا پھر تو اُسکی تلوار کی آبداری کے سامنے کائی سی پھٹ گئی شاہ روسیاہ کی قسمت الٹ گئی سب ادنے و اعلے سوار و پیادہ کچھ پیچھے اور کچھ آگے سر مین پر پائون رکھکر بھاگے جو بھاگے وہ تیر دو پیکر کے ہدف ہوے نشانہ ہوے جو مقابل آئے شمشیر دودم سے ملک عدم کو روانہ ہوے وزیر مارا گیا پیدل کام آئے شاہ کو اعراب کا بھی سہارا گیا آرام دل اڑھائی ہاتھ گھوڑا اُڑا کے شاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے بھاگنے کا رُخ کیا مگر پیدلون کی ہلچل سے خانۂ فرار بند پایا ذرا توقف کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کر شاہ کا ہاتھ پکڑ لیا سبحان اللہ عجیب واردات ہوئی کہ شاہ کو بھری بازی مین پیدل کی کشت مات ہوئی شاہ داراب اسکی جوانمردی اور چالاکی سے متحیر ہوا حیرت سے ششدر رہا شہزادے کے قریب آیا ہاتھی سے اتر کے گلے لگایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا شہزادۂ سیہ فام اپنی شکست اور اپنے باپ کو مقید دیکھکر مع فوج باقیماندہ و ہزیمت خوردہ اپنے ملک کی طرف بھاگا شاہ روسیاہ اُسکا باپ آرام دل کے ہاتھ سے مارا گیا سر اُس خودسر کا تیغ دو پیکر سے اتارا گیا جب مقصد دل حاصل ہوا بادشاہ مع شہزادہ مظفر و منصور قلعہ مین داخل ہوا دلربا نے جو شہزادے کو مضطر دیکھا صنوبر سوختہ جگر کے جذبۂ دل کا اثر دیکھا بہت ادب سے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ یہ کلام کیا کہ کیون حضور کچھ دل جلون کی بھی خبر ہی وعدہ وفا کیجیے گا یا یونہی دم دیجیے گا فرمائیے کیا مد نظر ہی آرام دل مسکرایا بیگم صاحبہ نے محل مین بلایا گلے لگایا کئی خوان زر و جواہر کے نثار کیے پھر بادشاہ باہر تشریف لائے دفتر خانے مین جا کر بخشی سے اہل سیف کی فہرست طلب فرما کر یک قلم سب کے نام پر قلم کھینچدیا اور افسرون کے لیے قتل کا حکم سُنایا آرام دل نے عرض کی کہ حضور غضب کرتے ہین بادشاہ بے فوج گنبد بے در ہی اور ابھی تو صبح ظفر کی شام بھی نہین ہوئی چرخ در پے کین ہی مصرع
دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ ابھی بڑا خطرہ ہی فوج کو موقوف نہ کیجیے بلکہ سردارون کی تعریف کرکے اُنکو انعام اور خلعت دیجیے بادشاہ نے شہزادے کی دانشمندی پر تحسین کی یہ ارادے

بہت پسند آئی اُسکی تدبیر پر آفرین کی پھر دربار عام کیا افسرون کی بڑی قدر و منزلت کی اس فتح مین انھین کا نام کیا ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت گرانبہا سے سرفراز کیا اور سپاہیون کو بہت سا انعام دیا پھر نجومیون کو طلب فرمایا شادی کے واسطے اچھی ساعت دیکھنے کو ارشاد کیا اُنھون نے پوتھی کو کھولا جنس وصال کو میزان قیاس مین تولا بعضون نے قرعہ پھینکا ہندسون اور شکلون کو ملایا پھر ایک زبان ہوکر سب نے عرض کیا کہ ایک برس شہزادیکا ستارہ اور گردش مین ہی ابھی وصلت نہ چاہیے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شہزادۂ بلند اقبال پھر غائب ہو جائین گے اُنکو ہر دم اپنی نظر کے سامنے رکھیے ان سے غفلت نہ چاہیے بادشاہ نے اُنکو رخصت کیا اور فرمایا کہ صدق اللہ و کذب المنجوم مگر ہر دم شہزادے کو پیش نظر رکھنے لگا اُس کے دیدار سے خرسند ہوا دم علیحدہ ہونے نہ دیتا نجومیون کے کہنے کے موافق کار بند ہوا

داستان ملکہ حسن افروز کا موتی محل مین آنا اور آرام دل کی جدائی سے بیقرار ہونا پھر آرام دل کا آنا اور ملاقات سے ملکہ کی خجل اور شرمسار ہونا

پلا ساقیا بادۂ ارغوان ✤ کہ پھر بزم کی لکھون داستان ✤ مرا یار از بس ہی نازک دماغ ✤ وہی ہی مرے دل کا چشم و چراغ ✤ جو ارشاد ہو وہ بجا لائیو ✤ جہانتک وہ مانگے دیے جائیو ✤ راقمان احوال واماندگان و ہجران کیفیت مہجوری دور افتادگان حال فراق اور وصال یون رقم کرتے ہین کہ

جس روز آرام دل ملک داراب کی طرف روانہ ہوا اُس رات کو حسب دستور وہ رشک حور مانی اور قمر النسا کے ساتھ موتی محل مین تشریف لائی آرام دل کو جو نہ دیکھا گھبرائی مانی سے کہنے لگی آج خلاف معمول شہزادۂ عالم کہان گئے ہین مانی نے کہا کیا خوب اب تمھارے واسطے وہ اپنے پانون مین بیڑیان ڈالین عورتون کی طرح گھر مین بیٹھے رہین دروازے کے باہر قدم نہ نکالین لڑکی اتنی قید بند بھی مجھے پسند نہین آتی ایسی محبت بھی میری چڑھ ہی مجھے نہین بھاتی یہ سُن کے ملکہ خاموش ہو رہی اور شہزادے کا انتظار کرنے لگی کبھی دل مین یہ خیال آیا کہ سیتن پری اُڑا لیگئی ہو کبھی یہ وسواس جی مین سماتا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور رشک حور ہی کوئی اور پری نہ اُٹھا لیگئی ہو کبھی انھین باتونکا خیال کرکے چپکے چپکے رونے لگی کبھی فرط انتظار سے بیقرار ہونے لگی آنسو جو گرے مانی نے کہا شہزادہ جو ابتک نہین آیا تو اسلیے روتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مانی اب بھی مین تمھارا کچھ لیتی ہون کچھ کلام

کرنے کی تکلیف دیتی ہو ن جو مجھے ستاتی ہو ناحق میراجی جلاتی ہو حضرت اسداللہ خان غالب
دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیون + روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے
کیون + جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیمروز + آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے مین منھ چھپائے
کیون + آخر اسی انتظار اضطرار مین تمام رات گذر گئی بیتابی شب ہجر عاشق کی اُس آرام دل کے
بوسیلۂ نسیم سحر گئی ملکہ گل اندام ناکام بصد درد و آلام خاص محل مین آئی دیر تک متحیر رہی پھر قمر النسا
سے کہنے لگی کہ دیکھو کیا طوطی چشم تھے کیا جلد آنکھین بدل گئین باوجود اس قید وبند کے پھر بھی نہ رُکے
فرصت جو پائی خدا جانے کہان نکل گئے بھلا غور تو کرو کسی سے کیا دل لگائین کون کون سے دُکھ اُٹھائین
کس کس بات کو کہین آخر ہم بھی تو آدمی ہین کہان تک بار غم اُٹھائین میر تقی اس عہد مین الٰہی
محبت کو کیا ہوا چھوڑا وفا کو اُس نے مروت کو کیا ہوا + میر صاحب موصوف فلک نے
عشق کی اب رہ مین ہمکو پیدا کر + بسان سبزۂ نورستہ پائمال کیا + یہ باتین کر کے ٹھنڈی
ٹھنڈی سانس بھر کے رونے لگی شبنم کا عرق جبین آنسوؤن سے بھگونے لگی قمر النسا نے کہا حضور
قصور معاف آپ کو نہ کچھ شعور ہے نہ فہم ہے یونہی ناحق بدگمانی ہے وہم ہے بھلا یہ تو سمجھیے کہ اگر انکو جانا
ہوتا تو پھر کیون اپنی سلطنت اور حکومت چھوڑ کے یہان آتے اگر آپ کے عاشق نہ ہوتے تو کیون
آپ کے طلب وصال مین ہزارون مشقتین اور لاکھون صدمے اُٹھاتے سیمتن پری اور شہزادی صنوبر
ملکہ تھین دو دو کے مالک ہوتے وہین نہ رہ جاتے یہ کہکر کچھ سوچی اور چور دروازے سے بوتی محل
مین گئی دیر تک شہزادے کے آنے کی منتظر رہی آخر جب بہت عرصہ ہوا اور نہ کچھ خبر معلوم ہوئی نہ
شہزادہ اسوقت تک آیا تو قمر النسا کے دل مین شک آیا غمگین پھر آئی ملکہ حسن افروز نے فرمایا
جرأت غضب ہے یہ کہ جسکی عاشقی مین جی سے جاتے ہین + تو وہ کہتا ہے اتنا ہم محبت آزماتے ہین
ہائے اللہ کسنے یہ تفرقہ ڈالا مین نے تو ابھی نظر بھر دیکھا بھی نہین تھا کیون رے فلک کینہ ور تو نے
یہ کب کا بخار نکالا جرأت بہ تنگ آئے ہین اس دل کے پیچ و تاب سے ہم + جو مرتین تو چھٹین
آہ اس عذاب سے ہم + پھر قمر النسا سے کہنے لگی کیون ہمین وہم تھا تمہارے نزدیک بے وقوف
تھی کچھ نہ فہم تھا اب بتاؤ یہ کیا ہوا بیٹھے بٹھائے مجھپر آسمان ٹوٹ پڑا ہائے یہ کیسا حشر برپا ہوا
جرأت دکھ جدائی کے ہمین تو نے دکھائے اے زیست + کاش کے وصل ہی مین جی سے گذر جاتے ہم +
قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے گھبرائیے نہین شہزادہ عالم انشاء اللہ تعالیٰ جلد تشریف لاتے
ہین یہ سب غم و الم خدا کے فضل و کرم سے دور ہوئے جاتے ہین ملکہ نے کہا ذوق

موت ہی ہے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو ٭ غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو ٭ القصہ ملکہ
حسن افروز پھر از سر نو آتش فراق مین جلنے لگی شعلہ عشق سے گھُل گھُل کے شمع کی طرح پگھلنے
لگی ماہی اور قمر النسا ہر چند تسکین دینین دلداری کرتین اُس سرگشتہ بادیہ حزن وملال کی غمخواری
کرتین مگر وہان آہ وفغان سے کب فرصت تھی رات کو شور مچانا سوتون کو جگانا دن کو چپکے رقت
تھی قمر النسا ہر روز موتی محل مین جاتی باغ حیات بخش مین پریشان پھرتی اور مغموم پھر کر چلی آتی
بادشاہ نے جو شہزادے کے چلے جانے کا حال سنا بہت متردد ہوا اُسی وقت جا بجا ملک ملک ہر اقلیم
مین اس مضمون کے شقے جاری کیے کہ جہان شہزادہ آرام دل ہو حاکم وہان کا بجرد دریافت
حال بکمال عزوجلال اپنے ہمراہ لے کر آئے اور حکم دیا کہ وزیر ہر طرف سوار روانہ کرے اور آپ بھی جائے
وزیر حسب الحکم عمل مین لایا وہان آرام دل شاہ داراب کے یہان رہتا فراق یار کے رنج سہتا تھا
ایک دم جدا ہونے پاتا تھا نہایت بیچین ہوتا سخت گھبراتا تھا ایک شب شہزادہ شاہ داراب
کے پلنگ کے برابر سوتا تھا سوتا کیا تھا مُنہ لپیٹے ہوئے پڑا تھا یہ کہتا تھا اور روتا تھا نسیم
دہلوی ٭ بیتابیون نے دل کی ڈالا ہے کس غضب مین ٭ پہلو بدل رہے ہین نالے کنار شب مین
بادشاہ غافل سوتے تھے یہ تو منتظر وقت اور مترصد فرصت تھا موقع پاکر اُٹھا اور بارہ دوب
کی ایک صحنچی مین جاکر اسی عمل سے سفید دیو کو بلایا آرام دل نے کہا مجھے جہان سے لایا
ہے وہان پہونچا دے بے قرار ہون جلد ملک جانان دکھا دے دیو نے حسب الحکم نسیم لکھنوی
کندھے پہ چڑھا کے مثل گیسو ٭ اُس گل کو اُڑا لایا صورت بو ٭ شہزادے نے آنکھ بند کرکے پھر جو
کھولی آپ کو باغ حیات بخش مین موتی محل کے دروازے پر پایا دیو کو وہین سے رخصت کیا اور
آپ اندر محل مین تشریف لایا حسن اتفاق سے قمر النسا بھی اُسوقت موتی محل مین آئی تھی شبیہ
آرام دل کی جو طاق مین گلدستون کے بیچ مین رکھی ہوئی تھی دیکھکر رو رہی تھی ملکہ کے حال زار
کو خیال کرکے بیقرار ہو رہی تھی کہ دفعتہً آرام دل سامنے سے نظر آیا قمر النسا کو دیکھتے ہی آنکھین
نیچی کرلین قمر النسا نے کہا حضور تسلیم جو صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اُسے بھولا نہین کہتے بقول
حضرت غالب اُسکو بھولا نچاہیے کہنا ٭ صبح جو جائے اور آئے شام ٭ فرمائیے ایک ہفتے تک
کہان رہے آپ ماہ دو ہفتہ ہین ایک دو دن کا مضائقہ نہین اتنے دن جو نظر نہین آئے
کہیے تو کس برج مین پنہان رہے واللہ آپ کو بھی باتین سُننے کا مزہ ہو بے سُنے نہین رہتے کچھ
عجب لپکا ہے یہ سُنکے آرام دل مسکرایا اور خاموش دالان مین چلا آیا قمر النسا وہان

سے باغ باغ ملکہ حسن افروز کے پاس آئی اور کہنے لگی حضور مبارک شہزادہ عالم تشریف لائے جن کے واسطے آپ بیقرار تھین وہ آرام دل آئے ملکہ نے کہا ہان وہ تو روز آتے ہین سب ہر روز ایسی ہی خبرین سناتے ہین قمر النسا نے کہا بیگم مجھے اپنی جان کی قسم شہزادہ عالم آئے جب قمر النسا نے قسم کھائی تو ملکہ کو آرام دل کے آنے پر یقین ہوا دل کو ذرا توانائی آئی شام ہوتے ہی قمر النسا کے ہمراہ موتی محل مین تشریف لائی وہ شب کہ شب ماہ تھی آرام دل موتی محل مین بالائے بام سفید بادلے کے شامیانے کے نیچے سفید ابر کے ٹکڑے مین مانند ماہ دو ہفتہ کے رونق افروز تھا سب سامان جشن موجود تھا مگر بے یار چین دل سے مفقود تھا منتظر آمد ملکہ حسن افروز تھا ملکہ کی پازیب کی آواز سنتے ہی بیتاب ہو کر استقبال کے واسطے دروازے تک آیا ملکہ کو دیکھتے ہی پہلے سات بار تصدق ہوا سر سے پانٔون تک بلائین لین پھر ہاتھ پکڑ کے مسند پر بٹھایا آپ جو برابر بیٹھنے لگا ملکہ نے کہا صاحب میرا آپ سے ایک سوال ہے طبیعت کو سخت ملال ہے پہلے اس سوال کا جواب دیجیے پھر میری برابری اور ہمسری کا دعوی کیجیے یہ سنتے ہی آرام دل



وہان سے اٹھکر مقابل آیا بیٹھا یار ستمگار کو پر غضب دیکھکر جلنے سے سر دست ہاتھ اٹھا بیٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جو ارشاد ہو غلام اسکا جواب دے خاکسار ایک ہفتہ غیر حاضر رہا ہے فرمائیے تو ایک ایک روز بلکہ ایک ایک ساعت کا حساب دے ملکہ نے کہا دیکھو چوری کی داڑھی مین تنکا صاحب مجھے تمام عمر کے حساب کتاب سے مطلب خفا کیون ہوتے ہو اسکا

کیا سبب ہین تو ایک بات پوچھتی ہون کہ آپ اتنے دنون کہان غایب رہے آپ تو
حاضر جواب ہین کچھ گفتگو کیجیے اسکا جواب دیجیے آرام دل نے کہا مین شکار کو گیا تھا
صیدگاہ مین جو پہونچا ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا وہ بہت نکل گیا ہاتھ نہ آیا مین بڑے دلدل
مین پھنس گیا تھا گھوڑا میرے سینے تک زمین مین دھنس گیا تھا خدا نے مجھے وہان سے نکالا ملکہ نے
شہزادے کی یہ گفتگو سنکر قمر النسا سے کہا بہن جلد انکی خبر لو دیکھو تو ان کے دشمن بہکتے کیون ہین
یہ کیا خبط ہی کہتے ہین کچھ منھ سے نکلتا کچھ ہی بھلا غور تو کرو ان کے کلام مین کہین بھی ربط ہی پھر
شہزادے سے فرمایا کیون جی آج کیا شراب پی ہی جو ایسی بہکی بہکی باتین کرتے ہو کیون کہو تو کیسا
جی ہی شہزادے نے کہا مین نے تو نہین پی مگر معلوم ہوتا ہی کہ تمھین آج نشا چڑھا ہی جو ہر بات
مین الجھتی ہو مین نے جو بات عرض کی اُسے تمنے کسقدر طول دیا ہی کچھ نہین سمجھتی ہو مین تو عرض کرتا
ہون کہ شکار کھیلنے گیا تھا قسمت مین مصیبت لکھی تھی اُسے جھیلنے گیا تھا ملکہ نے کہا اچھا جو آپ نے
عرض کیا ہمنے اُسے فرض کیا مگر اب تم سچے ہو تو حلف اُٹھاؤ ہمارے سر کی قسم کھاؤ جب ہمین یقین آئے
دل کا شک رفع ہو خاطر جمع ہو شبہہ جائے جب ملکہ نے قسم کے واسطے فرمایا تو آرام دل بہت گھبرایا
چور کے پانون کہان کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا خجل ہوا خنجر ناز و ادا کا بسمل ہوا یہ حال دیکھکر قمر النسا
تو کھوئی گئی مدعا کی طرف نہ اصلا گئی مگر ملکہ حسن افروز فوراً پا گئی ہاتھ پکڑ کے کہنے لگی تمھین
میری جان کی قسم سچ بتاؤ کہان گئے تھے تم خاطر جمع رکھو ہم کچھ نہ کہینگے سچ سچ کہدو جہان گئے تھے
جب ملکہ نے ایسی شدید قسم دی تو شہزادے کو بجز راستی کچھ بن نہ آئی ناچار تمام احوال اپنا ملک
داراب مین جانا شہزادہ سیہ فام سے لڑنا اس کے باپ کا شکست پڑنا اُسے شکست فاش دیکر
بھگانا سب بیان کیا اور کہا کہ ہم تو بہت جلد آئے آپ کا دل کیون رنجور ہوا جو یہ کہیے کہ بے اجازت
ہماری کیون گئے تو ہان البتہ یہ قصور ہوا ملکہ حسن افروز یہ سنکر بڑے غضب مین آئی
بید کی طرح کانپی تھرائی مگر غصے کو ضبط کر کے کہنے لگی کہ صاحب جی کیا بہت اچھا کیا تم اُنکے داماد
تھے نجاتے تو کون جاتا اس وقت مین جانا عین مناسب تھا اور رنج والم کو جو کہو تو اس مین
رنج کیا ہی یہ تمھاری غلط فہمی ہی اور ہمارا بھی الم کرنا عبث ہی کیونکہ کسی پر کسی کا زور چل سکتا
ہی ہمارا تو پہلے ہی یہ ارادہ ہی کہ آپ سے ترک ملاقات کرینگے ہزار تشنیع کیجیے گا مگر ہرگز
بات نکرینگے اور یہ جو کوئی کہے کہ دل کیونکر مانے گا اُس سے کیا کہوگی ہجر کے صدمے
کیونکر سہوگی تو ہم اُسے بہلا لینگے اُس سے سمجھ لینگے اُسے سمجھا لینگے

رند پھینک دینگے ابھی ہم جیرکے پہلوا پنا ÷ تم پہ قابو نہین دلبر تو ہی قابو اپنا ÷ آرام دل نے کہا دیکھو ذرا زبان سنبھالو بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکالو اُس بیچارے شاہ داراب نے تمھارا کیا کیا جو اُسکو گالیان دیتی ہو اُسکے فرشتے کیا کہتے ہونگے ناحق گناہ اپنے ذمے لیتی ہو اور ملاقات کے باب مین کیا کہا ذرا پھر کہنا تمھین میری جان کی قسم خاموش نرہنا ملکہ نے کہا ہان ہان مین سچ کہتی ہون آپ میرا کیا کیجیے گا مین کیا بغیر کہے رہتی ہون اور مین تو یہ حیران ہون کہ آپ ع اسقدر کیون خوشی سے پھولے ہین ÷ ہر دفعہ خود باگے ہین مگر در سمجھکر دھمکاتے ہین توکس گھمنڈ پہ پھولے ہین ہیت یون جو کرتے ہو برملا دعوی ÷ آپ کا کیسے مجھ پہ کیا دعوے ÷ اور کیون جی ہمنے کس کو گالی دی جو تم اتنا بگڑتے ہو صنوبر کا کچھ بُرا چیتا جو شیر کی طرح غرا کر لڑتے ہو غذا کے لیے قمر النسا چلو مین یہان ہرگز نہ ٹھہرونگی انکے تو سر پر آج جن سوار ہی ہوا سے لڑتے ہین بات بات مین بگڑتے ہین خدا جانے کیا اسرار ہے یہ کہکر اُٹھی اور شہزادے کو دو چار سخت و سست سُنا کہ بگڑکر مُنھ بنا کر چلی آرام دل ہاتھ جوڑکر قدمون پر گر پڑا رونے لگا ملکہ نے کہا کہ سبحان اللہ یہ دھمکے ڈراتے ہو ماشاء اللہ بگڑے کو بناتے ہو بس ہٹو صاحب اب دلکی صفائی بخیر ہوا ایک مدت گلستان وصال مین شادان رہے اب دیکھیے بوستان فراق مین عجب سیر ہی غرض دیر تک یہی کیفیت رہی یہ روٹھی رہین اُدھر غشی رہی آخر عاشق کو کہان تک صبر ہو پاس سخن سے دلپر خبر ہو ملکہ نے پاس آکر عاشق جانباز کا سر اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھا ماتھے پہ ہاتھ رکھکر کاکل رُخ پر سے سرکانے لگی زلف معنبر سونگھانے لگی کف دست صندلی جو پیشانی مریض عشق پر گئی صندل کا کام کر گئی ہاتھ لگاتے ہی دردِ سر دور ہوا دل بادۂ انبساط سے مسرور ہوا شہزادے کو ہوش آیا گھبراکر اُٹھ بیٹھا مگر خجالت سے سر جھکا لیا ملکہ نے فرمایا نسیم لکھنوی کیا کہتی ہو نہین ادھر تو دیکھو ÷ میری طرف اک نظر تو دیکھو ہی یا یہ نہین خطا تمھاری ÷ فرمائیے کیا سزا تمھاری ÷ آرام دل نے ســہ کی عرض رضا ہی جو خوشی ہو ÷ عاشق کی سزا جو پوچھتی ÷ مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ ÷ کالے ناگون سے مجکو ڈسواؤ ÷ تلوار سے قتل ہو جو منظور ÷ ابرو کے اشارے سے کرو چور ÷ زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو ÷ اپنے دل تنگ مین جگہ دو ÷ الغرض پھر باہم دور ساغر اُلفت چلنے لگا وصال طالب و مطلوب سے فلک جلنے لگا رات بھر جشن رہا صبح ہوتے ہی ملکہ روانہ ہوئی رات کی کیفیت سب قصہ ہوئی فسانہ ہوئی شہزادہ شاہ کی ملازمت کے واسطے گیا بادشاہ نے آرام دل کو دیکھا کمال مسرور ہوا شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سینے سے لگایا اور فرمایا کہان گئے تھے

آرام دل نے عرض کیا کہ فدوی بعد عرصہ کے شکار کھیلنے گیا تھا صیدگاہ مین جو طبیعت لگ گئی چند روز تک شکار کھیلتا رہا آخر مفارقت قدوم میمنت لزوم سے جی بیچین ہوا گھبرایا اُسی دم کوچ کیا کل اس شہر مین داخل ہوا آج حضور مین حاضر آیا غرض آرام دل نے اپنی چرب زبانی سے کچھ جھوٹ کچھ سچ ملا کر شاہ کی تسکین کر دی پھر دیر تک باب گفتگو وا رہا در تقریر کھلا رہا جب دربار برخاست ہوا شہزادہ موتی محل مین تشریف لایا مدام بادۂ انبساط سے مخمور بامید شادی وصال شادی سے مسرور رہنے لگا

غائب ہو جانا ملکۂ حسن افروز کا اور گرفتار ہونا دام کرناس دیو ستمگار مین اور روانہ ہونا آرام دل کا تلاش جانان مین اسی حالت اضطرار مین

دے ساقیا مجھکو جام شراب ÷ بس اب پھینک دے یہ گزک اور کباب ÷ تمنائے مے اب تو بالکل نہین ÷ ذرا بھی مجھے خواہش گل نہین ÷ فلک سفلہ پرور ستانے لگا ÷ مرا یار مجھسے چھڑانے لگا ÷ عجب طرح کا ماجرا ہی سخن ÷ کیا عاجزا سنے بقول حسن ÷ یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین ÷ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ÷ مصائب نگاران جگر افگار و جگر فگاران مصائب نگار لکھتے ہین کہ ایک شب بے غیرت ماہ ملکہ حسن افروز دیجاہ اپنی محرم راز قمر النسا کے ہمراہ شہزادۂ آرام دل بدر کامل کے پاس تشریف لائی چاندنی رات کی کیفیت تھی دو تین روز کے بعد ملاقات ہوئی تھی وہ صحبت غنیمت تھی کچھ جی مین جو آیا ملکہ نے شہزادے سے فرمایا رند آج کی رات جو تو مہ کے مقابل ہو جائے ÷ چاندنی میلی ہو دھلوانے کے قابل ہو جائے ÷ ناگہان سنبل الطیب کے تختے سے جو خوشبو آئی شہزادے کے مشام کو معطر کیا آرام دل نے کیا خوب جواب دیا خبر مرحوم بو تری زلف کی گر اُس سے مقابل ہو جائے ÷ مشک بادر بخطا کہنے کے قابل ہو جائے ÷ پھر ملکہ نے کہا اس وقت کوٹھے پر سے نظارۂ شہر کرین شہزادے نے کہا بسم اللہ ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ÷ الغرض ملکہ مع شہزادہ و قمر النسا اور چند خواصون کو لے کر بالائے بام آئی چاندنی کی کیفیت دیکھکر کمال مسرور ہوئی اور فرط سرور سے شہزادے کی طرف مخاطب ہو کر یہ اشعار زبان پر لائی لا اودی دیکھنے نکلا جو تو خورشید منظر چاندنی ÷ دھوپ سے بھی ہی چمک مین آج بہتر چاندنی ÷ کیمیا گر ہی فروغ آفتاب حسن یار ÷ دھوپ سونے کا ورق چاندی کا پتر چاندنی ÷

پھر ملکہ شہزادے کا ہاتھ پکڑکے زیر شامیانۂ زرتاپ مسند زرین پر جا بیٹھی باغ حیات بخش اور نہر کی سیر کرکے دلشاد ہوئی ذہن جو لڑا تو یہ غزل برمحل طبع زاد ہوئی **مصنف**

جس نے ای جان تجھے گلشن مین ٹہلتے دیکھا	اُسکو پریون کے نہ جھرمٹ مین بہلتے دیکھا
نالہاے سحری دھوم تو کرتے ہووے	اپنا مطلب نہ کبھی تم سے نکلتے دیکھا
کبک پامال خرام بت طناز ہوا	ناز و انداز سے شاید اُسے چلتے دیکھا
دل کا احوال کہون کیا کہ تپ فرقت سے	کبھی پانی اُسے دیکھا کبھی جلتے دیکھا
یہی کہتا ہی نہ چھوڑونگا مین ہرگز دامن	طفل اشک آج اسی ضد پہ مچلتے دیکھا
پیش شمع رُخ جانان دل پرغم اپنا	کبھی گلتے کبھی جلتے کبھی ڈھلتے دیکھا

شہزادے نے بھی ایک غزل بے بدل برجستہ کہی اور ملکہ سے مخاطب ہو کر پڑھی **مصنف**

آگیا جو ترے کوچے مین نہ ٹلتے دیکھا	دم مسیحا کا ترے در پہ نکلتے دیکھا
مطلب عاشق صادق پہ تجھے ای شہ حسن	مکر سے سیکڑون انداز بدلتے دیکھا
میرے قابو مین کسی روز نہ آیا تو یار	اپنا بس تجھپہ کسی آن نہ چلتے دیکھا
تونے پھیری نظر اپنی تو پھر اُس سے جہان	جو گرا آنکھون سے تیری نہ سنبھلتے دیکھا
اب تو عشاق کی جانبازی کا لا دمین یقین	تونے پروانے کو بھی آنکھونسے جلتے دیکھا
آج برآئی تمناے سخن مُدّت مین	ٹکڑے اے جان جو کوٹھے پہ ٹہلتے دیکھا

غرض اسی طرح با عیش و طرب زلف لیلاے شب تا کمر کھلی یعنی نصف شب گذر گئی خمار بادۂ نشاط کا اُتار ہوا افلاک ستمگار در پے آزار ہوا اتفاقاً اُس وقت ایک طرف سے بالا بالا کسی دیو کا گذر ہوا ظہور شعبدہ باز فلک کینہ ور ہوا اُسنے ایک پری نازنین قمر طلعت زہرہ جبین دیکھی قدرت خداے رب العالمین دیکھی دیکھتے ہی خنجر عشق کا گھائل ہوا عاشق ہو گیا بسمل ہوا شہزادے کے پہلو مین بیٹھا دیکھکر جل گیا بے خود ہوا اپنے جامے سے باہر نکلگیا غصے سے شہزادے پر جھپٹا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچکر مارا مگر ببرکت انگشتر سلیمانی آرام دل محفوظ رہا خنجر جو کارگر نہوا تو وہ ملعون بڑے زور سے للکارا ملکہ وہ آواز ہولناک سُنکر لرز گئی خوف سے شہزادے کے پیچھے ہو بیٹھی ہوش و حواس کھو بیٹھی آرام دل بھی ایک آواز ہولناک سُنکر اور بظاہر کسی کو نہ دیکھکر پریشان ہوا بہت ہراسان ہوا جب اُس مردود کا شہزادے پر کسی طرح بس نہ چلا غصے سے لال ہو گیا بہت جھلا جھلا کر ملکہ کو معلق اُٹھا لیا اور کندھے پر بٹھا شور و غل کرتا روانہ ہوا

آرام دل ملکہ حسن افروز کو دفعۃً غائب دیکھکر گھبرایا۔ بیحواس ہوگیا قمر النسا ہاے بیگم کہکر
چپ ہوگئی اُسے تو سکتا ہوا خواصین سر پیٹنے لگین محل مین کہرام ہوا غرق دریاے الم عالم تمام
ہوا ماں یہ حال سُنکر غش ہوئی ہوش وحواس بجا نہ رہے میر حسن کلیجہ پکڑ وہ تو بس رہ گئی ؛
کلی کی طرح سے بکس رہ گئی ؛ بادشاہ کو جو یہ خبر وحشت اثر پہونچی ہجوم غم سے بیتاب ہوگئے کلیجے
پر صدمہ پہونچا زمین پر گر پڑے آرام دل کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا تھا ہوش مین جو آیا
تو بصد حسرت ویاس یہ اشعار زبان پر لایا جرأت بہت کچھ کر گیا بیہوش جانا ہمکو جانان کا ؛
نہ جی کو ہوش ہے دل کا نہ دل کو ہوش ہے جان کا ؛ ولہ نہ جی کی دل کو خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر ؛
ترے بغیر کسی کو نہین کسی کی خبر ؛ یہ کہکر گریبان چاک کیا رعنائی اور زیبائی کا بکھیڑا پاک کیا
قباے تنگ ہوا بے یار زیبائش کے نام سے ننگ ہوا ؛ میرا ہاتھ جانے لگا گریبان تک ؛ چاک
کے پہونچے پاؤن دامان تک ؛ بنسیم لکھنوی یکچند جو گذری بیخور و خواب ؛ زائل ہوئی اُس کی
طاقت و تاب ؛ صورت مین خیال رہگیا وہ ؛ ہیئت مین مثال رہگیا وہ ؛ آنے لگے بیٹھے
بیٹھے چکر ؛ فانوس خیال بنگیا گھر ؛ جامے سے وہ زندگی کے تھا تنگ ؛ کپڑون کے عوض بدلتا
تھا رنگ ؛ فلک کجرفتار کی ستمگاری پر ہنسا دیس بدیس پھرنے کے لیے فقیرانہ بھیس کیا
کھیس کا بند باندھا اُسپر لنگوٹ کسا سر فروشی کی گدڑی کندھے پر درست کی طلب الدار
مین کمر ہمت جست کی کاسہ سر ہاتھ مین لیا ضعف اور ناتوانی کو عصاے پیری سمجھا
حضرت عشق کو ہادی اور رہنما کیا محبوب سے لو لگائی مجذوب ہوکر دل شاد ہوا راہ عشق
مین سالک ہوا غم دنیا سے آزاد ہوا اور دربار کی خاک بدن مین ملی آتش عشق کی جلی



ہوئی ہڈیون کو ہاتھ مین ہیکل چہرۂ انور پہ بھبھوت رمائی عشق صنم مین جوگی ہوئے کسی جوگی ترا ہی اشکون کی سیلی گلے مین ڈالی اپنے غزال رعنا کی یاد مین مرگ چھالے کا پشتارہ باندھا زلف رسا کی بٹا کمر تک لٹکائی سوزش درونی کی دھونی رمائی اور نماز کے وقت جنگل کی راہ لی

فقرات چند در صنعت عاطلہ حاصل کلام کا آرام دل سوگوار گرم رو راہ الم اور صر دار آوارۂ عالم ہوا اسد اللہ ہوس طرۂ طرار اور اہ حرص وصل سرو دلدار اور اہ اسکا طالع کم رسا محروم رہا مدعا وصال محروم رہا گو کہ اسد دم آرام دل کا سہو محو کا عالم اور دگر حال ہوا مگر سہل ہوا اسکو وہ کہ ہر کس کو محال ہوا دل والہ اس والا گہر کا گل کھا کر دم طاؤس ہوا اسد دم آہو رم کا وس کوس کم کردۂ حواس کو صحرا کوہ اور کوہ صحرا محسوس ہوا سرو وصال دلدار مرہم درد دل رہا دل رہ داد محل کو اس مل کا سرور حاصل رہا آرام دل مرحلہ گرد مسلک الم رہرو راہ عدم کو ہر طرح رمح ہمدم گل کا سرد کا رہا کہ روح کو صدمہ و درد و الم گو ہو گوارا کر لو ؛ ہر گاہ ملک مالک کردار کو احوال آرام دل صحرا گرد کا معلوم ہوا روح کو صدمہ کمال ہوا دلکو دو سرا ملال ہوا حاسد کا مدعا حاصل ہوا سرور صدا ہا کوس و دہلول ہر دل ہوا مہر و ماہ گم ہو کر عالم سودا آمود ہوا اور ہر گھر کا مسدود ہر اک گم صم ہر دم ملول اور اداس رہا دلکو سو سو طرح کا وسواس رہا کل درد کو اکل ماکول حرام ہوا وہ الم ہوا کہ وہ ماہ محرم الحرام ہوا گلہ مردہ سرد کا اور گل کھلا اس وحہ ارم کو الم کا کل ملا ہر ایک کا دو طور کا احوال ہوا کمال صدمہ ہوا ملال ہوا ہر اک ادھر سر ملا ہلا رو رہا دوسرا ادھر آہ آہ کر کر دم گھور رہا محل آرام آلام گاہ ہوا ملک ملک اسکا حال معلوم ہوا ہر اک آگاہ ہوا کلاک عطارد کردار اس دہر سطر کو لکھکر سر گھس گھس کر ہلاک ہوا مدد سرا سر سواد کو مہاک ہوا سردار کو سرکار والا کا حکم ہوا کہ مالکہ اور آرام دل کو ہر طرح لاؤ والا دم صمصام کا دم کھاؤ وہ آگاہ ہو کر آمادہ ہوا سوار ہوا اور ہر اک سور ہر و وہ ملک کا دل دادہ ہوا

پھر مذکور اس رنجور دور از سرور یعنی ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن سوز رشک حور کا دیو کرناس کا لے جانا کوہ البرز پر پہونچانا اور اس گرفتار پنجۂ الم کا بے قرار ہونا اور تلملانا

اُٹھا ساقیا جام مینائے زرد ٭ پلا دے وہ مَے جس مین ہو ن نور ورد ٭ پلاوے اگر ایسی مَے ہو کہین ٭ دگر نہ کچھہ اسکی بھی خواہش نہین ٭ محبت مین خون جگر پیتے ہین ٭ لگر لخت دل کھاکے ہم جیتے ہین ٭ قلم بریدہ سر و کلک جیاک جگر احوال ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن سوز کا یون تحریر کرتا ہی کہ جب ملکہ جگر افگار کو وہ دیو ستمگار شہزادے کے پہلو سے جدا کرکے اور اُس گلبدن کو پھول کی طرح اُٹھا کر لے چلا ملکہ نے ایسی صورت منحوس تو کبھی دیکھی نہ تھی بیک نگاہ بیہوش ہو گئی سر و پا کی مطلق خبر نہ رہی شراب غفلت سے مدہوش ہو گئی نسیم لکھنوی حیرت چھائی تو کھو گئی وہ ٭ غفلت آئی تو سو گئی وہ ٭ کرناس نشناس نے ملکہ بے آس سراپا یاس بے چین اور اداس کو کوہ البرز پر لیجا کر دالان مین لٹا دیا اور آپ پاس بیٹھکر ملکہ سے باتین کرنے لگا وہ گدہا بیہوشی اور ہوشیاری کیا جانے بقول شخصے ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک ٭ ملکہ نے جو کچھ جواب ندیا تو ہاتھ پکڑکے اُٹھایا جب آنکھہ نہ کھولی تو پھر لٹا دیا اور سوچا کہ یہ تازہ گرفتار ہوا اپنے مان باپ کی مفارقت سے بیقرار ہوا ابھی نہ ستانا چاہیے پھر ملکہ کو تنہا چھوڑ آپ حسب معمول سیر و شکار کو روانہ ہوا یہان بلبل زار کا گل سے چھوٹ کر گلستان سرا پر خار صد آزار مین شجر الم پر آشیانہ ہوا ملکہ کو جو ہوش آیا آپ کو کنج فراق مین پایا سوزش دروں سے کلیجہ جلنے لگا گھبراہٹ سے دم نکلنے لگا ابر غم کشفت زار عیش و نشاط پر گھر آیا دل نے برق کی تڑپ دکھائی رعد کی طرح شور مچایا خوف کے مارے دل کھول کے رو نہ سکی نالہاے دل نالان گلے مین پھنس گئے گرفتار پنجۂ دیو کرناس ہوئی دلبر کے وصال سے یاس ہوئی دیوارون سے سر ٹکرایا ماہی بے آب کی طرح تڑپی بیقرار ہوئی عندلیب روح قفس تن مین پھڑکنے لگی خوف سے چھاتی دھڑکنے لگی اپنے گلبدن رشک مسیحا سے جدا ہوکر بیمار ہوئی دقف صد آزار ہوئی اپنی بیکسی اور بربادی پر زار زار رونے لگی زندگی سے ہاتھ اُٹھایا تڑپ تڑپ کے جان کھونے لگی کبھی گھبرا کر اُٹھی ٹھوکر جو لگی مُنھہ کی کھائی کلیجے پر ہاتھ رکھکر بے قرار ہوئی ایسے اشعار زبان پر لائی حضرت اسد اللہ خان غالب یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا ٭ اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا ٭ کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو ٭ یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ٭ رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا ٭ جسے غم سمجھ رہے ہین یہ اگر شرار ہوتا ٭ کہون کس سے مین کہ کیا ہی شب غم بُری بلا ہی ٭ مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا ٭ ہوے مرکے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا ٭ نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا ٭ آرام دل راحت جان کو یاد کیا اُسکی ویرانی اور سرگردانی کا تصور

کرکے سر پر خاک ڈالی آپ کو برباد کیا کبھی تنہائی اور بیکسی سے ہراسان ہوئی کبھی گھبرائی کبھی اشکبار ہوکر فراق یار مین یہ غزل ارشاد فرمائی نواب محمد خان رند یان نالہ سرد و آہ مین اپنے اثر نہین ٭ او بے خبر تجھے بھی ہماری خبر نہین ٭ حیرت کا ہی مقام تعجب کی جاے ہی ٭ اس دہر مین کسی کو کسی کی خبر نہین ٭ ایام التیام پذیری کے جاچکے ٭ ناسور اب تو ہوگیا داغ جگر نہین ٭ پہونچاوے اُسکو کون خبر میرے حال کی ٭ ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین ٭ دانستہ عارفانہ تجاہل ہی یار کو ٭ کیونکر کہون کہ حال کی میرے خبر نہین ٭ کبھی درد جدائی سے بیقرار ہوتی یہ کہتی اور زار زار روتی رند کہان سے لائین اب اُس کو جو ہمکنار کرین ٭ تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین ٭ الٰہی کیا کرون کہان آن پڑی اس موذی کے ہاتھ سے کیونکر نجات پاؤنگی خدایا کس مصیبت مین جان پڑی ملک چھوٹا مان باپ سے جدائی فراق محبوب صاحب جمال تمام غروب سے دم نکلا جاتا ہی دیو کی صورت دیکھ کے خوف آتا ہی ماعون کے پھندے مین گرفتار رہین موت بھی نہین آتی جان سے بیزار ہین افسوس کیا تھا اور کیا ہوگیا پروردگار یہ کیا کبریائی ہوئی میر حسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا کہ جس کے عوض یون رولانے لگا ٭ آہ مجھسا بھی بدنصیب کوئی بشر نہوگا اور جیسا میرا دل ہی ویسا ہی کسی کا جگر نہ ہوگا حضرت غالب میری قسمت مین غم گر اتنا تھا ٭ دل بھی یارب کئی دیے ہوتے ٭ غرض اسی طرح روتے روتے جان سے بیزار ہوئی تب غم نے آدبایا رشک مسیحا کے الم مین بیمار ہوئی اس عرصے مین وہ سفاک ناپاک آیا ملکہ نے جو دیکھا پھر غش آیا وہ بدذات ابلیس صفات ملکہ کے قریب آیا اور زبردستی ہوش مین لایا جو ہوشیار ہوئی حضرت عزرائیل کو بالین پر موجود پایا راضی برضاے پروردگار ہوئی دل مین سوچی کہ ہماری تقدیر مین یہی لکھا تھا یہی ہونا تھا مدام رنج و آلام مین رہنا تھا تمام عمر رونا تھا خیر شکر ہی لیکن اب وہ تدبیر کرو اس موذی کے ہاتھ سے جان بچے اور آبرو بھی رہے یہ سوچ سمجھکر دیو سے کہنے لگی کہ تم ہمین تنہا چھوڑ صبح سے کہان گئے تھے اور جو ہمین کوئی اور لیجاتا تو تم کیا کرتے آخر یہی ہوتا کہ میرے فراق اور اُسکے آتش رشک مین جل مرتے دیو مرغی کا یہ میٹھی میٹھی باتین سُنکر شہد کی چھری سے مذبوح ہوا ابلہ ہوا خنجر عشق کا گھائل ہوا بولا کسی کا کیا مقدور جو تمکو نظر بھر دیکھے تو اُسی دم قلم اپنا سر دیکھے اس بات سے تو اطمینان رکھو طبیعت اپنی پریشان رکھو مگر بغیر وصال اب حال غیر ہی شراب عشق سے مخمور ہین شیشۂ دل چور تمھارے بغیر ہی ملکہ حسن افروز نے کہا پانچ چار روز سے ہم بیمار ہین اس سبب سے ناچار ہین ایک مہینہ توقف کرو ایسے کیون گھبراتے ہو تمھین کیا خیال ہی ہم تو تمھارے پاس موجود

پھر وصال کیا امر محال ہے اور ہم تو مدت سے تمھارے عاشق زار تھے جدائی سے بیقرار تھے دیو عشق کا نام سُنکر اور بھی شاد ہوا کہنے لگا کہ اچھا ہم ناصحت آپ سے نہ بولینگے یہ سُنا اور الگ مکان مین جا در گذر ہوا یہان پھر وہی گریہ وزاری تڑپ اور بیقراری پھر وہی نالونکا شور ہوا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی خدا خدا کر کے سحر ہوئی دیو تو صبح اُٹھتے ہی روانہ ہوا غم والم نے ملکہ کو پھر آڑے ہاتھون لیا مرغ سحر نے اذان دی صور کی طرح آواز لگائی صبح کیا ہوئی گویا قیامت آئی داغ جنون کا حساب ہونے لگا دفتر حدیث دل کھلنے لگے نامہ اعمال دل بیقرار اور چشم اشکبار میزان امتحان مین تلنے لگا عشق کے گنہگار بندون پر عذاب ہونے لگا القصہ کبھی دیو نابکار آتا دو ایک ساعت ملکہ پاس ٹھہرتا پھر چلا جاتا ملکہ حسن افروز رو رو کے دن بسر کرتی رات کو تارے گن گن کر سحر کرتی آرام دل کے آنے کی منتظر رہتی فراق کے صدمے سہتی اُسکے انتظار مین ہر وقت دروازے کو تکتی جب راہ دیکھتے دیکھتے دم گھبرا جاتا جوش جنون سے کلیجہ مُنھ کو آتا دیوانونکی طرح بکتی اسی طرح چند روز گذر گئے مہینا قریب الاختتام ہوا اس عرصہ مین کسی مرتے جیتے نے خبر نہ لی ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا آلام ہوا شب و روز بدرگاہ مجیب الدعوات اپنے حفظ آبرو کی التجا کرتی اپنی بیکسی اور بے نصیبی پر زار زار روتی لیل و نہار آہ و بکا کرتی ذوق گر شرح جنون لکھیے رقم اور زیادہ ✦ ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

معلوم ہونا احوال دستبردی کرنا اس دیو بدنظر کا اور فوج کشی کرنا پدر ملکہ حسن افروز حور منظر کا پھر آوارگی آرام دل مصیبت زدہ روزگار اور ملاقات پیر مرد خجستہ خصائل سے پھر بعنایات جامع المتفرقین اور توجہ باطنی درویش کامل ملاقات ملکہ حسن افروز حور شمائل کی پھر دیو کی لڑائی اُسکو جہنم مین پہونچانا اور ملکہ حسن افروز کو فارس مین لانا

پلا ساقیا ساغر غم زدا ✦ کہ فرقت سے ہے حال ابتر مرا ✦ پھنسا پنجۂ دیو غم مین ہے دل ✦ شب و روز رہتا ہون مین مضمحل ✦ مدد کر مری ساغر عیش سے ✦ رہائی ہو تا دام غم سے مجھے ✦ نہ کیونکر ہو دل شاد اور با سرور ✦ کہ ہے بعد محنت کے راحت ضرور ✦ سیاحان ملک معانی و رہ نوردان صحرائے خوش بیانی احوال آوارگان وحشت ادبار روے نادیدہ شاہد مدعا اور ستم رسیدگان روزگار کا یون لکھتے ہین کہ جب ملکہ

حسن افروز اور شہزادہ آرام دل دونون غائب ہوے شاہ فارس کو رنج وتعب ہوئے اُنکے غائب ہونے مین عقلا ذہن لڑاتے تھے مگر بد عا کی طرف اصلا نہین جاتے تھے کہ صورت خوب جہان کو مرغوب ہو حسین عالم کا محبوب ہو دیو تو کیا پری بھی دیوانی ہو اگرچہ حسن مین لاثانی ہو طلسم جہان مین یہی کارخانہ ہو جن وبشر پر موقوف نہین یہ طبیعت کا آجانا ہو غرض بادشاہ اپنی فکر مین حیران تھے عقلا وزرا پریشان تھے کہ ایک خواص نے شاہ کے حضور مین عرض کی کہ غلام عمل علم رمل اور نجوم مین خوب ماہر ہو حال ماضی اور استقبال اور اب جو مرشد زادی پر گذر رہا ہو وہ سب تابعدار پر ظاہر ہو ایک کوہ ہو کہ اُس نام کوہ البرز کوہ وہ پہاڑ یہان سے دس منزل جانب مشرق ہو شہزادی کو دیو لے گیا ہو ہم سکو رنج والم دیگیا ہو اُس پہاڑ پر اُس کا ایک مکان عیش ونشاط کا سامان ہو یہ سنتے ہی شاہ نے اُسی دم وزیر اعظم کو با فوج جرار کوہ البرز کی طرف روانہ کیا اور آپ بیقرار ہو کر بار بار بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کرتا فقیر اہل اللہ صاحب دل لوگون سے اپنی التجا کرتا سطرے چند در صنعت منقطع الحروف آرام دل دادہ وارث دادرس رہ رو راہ ذوق دور روزہ دو آرام رم آزردہ دل رُخ زرد زار دار درد دل داغ آندوہ آواز از زاغ زاری دل آرد از روے دل ذرہ ذرہ دوری دل آزار دل آرام دل داغدار وزن راہ رو در وادی ذوق وداد داد داد از درد دوری داد داد اے دل سوخ در آزار آوارہ وادی درد رواں دار آہ دل دو زار آہ زور روزی روزہ روز فقیرانہ بھیس کیے تن تنہا آہ وبکا کرتا چلا جاتا ایک روز علی الصباح ایک صحراے وسیع مین گذر ہوا شہزادہ سخت متحیر ہوا دیکھا کہ بیابان فراخ جون صفحۂ آسمان ہو مگر کہین کسی انسان یا درخت کا پتہ نہین صاف میدان جاڑے کی یہ شدت ہو کہ کھیت سب اُجڑے پڑے ہین کہین لب جو دو چار جانور آبی ہین مارے سردی کے اینٹھ رہے ہین اکڑے پڑے ہین جو ایک آدھا ارنڈ کا درخت ہو اُسے جاڑے سے جو پالا پڑا ہو اوپر سے نیچے تک گلا ہو اندر سے باہر تک سڑا ہو رات کو آسمان سے برف گری ہو زمین طبقہ زمہریر ہو اس جنگل مین لطف صحراے کشمیر ہو کھیت کی جو کیاری دیکھی کھیتے کی کیاری پائی ہو کوئین کو جو بغور دیکھا تو ثابت ہوا کہ کسی دہقانی برف والے نے اتنی بڑی قلفی مین برف جمائی ہو صبح کا وقت سرد ہوا جاڑے کی یہ شدت اُسپر طرہ یہ کہ شاہ صاحب کے تن پر کپڑا نہ پاؤن مین جوتا فقط ایک لنگی اُسپر لنگوٹا ایام سردی مین خصوصا صحرانوردی مین بھلا اُسکی کیا اوقات شہزادہ مارے سردی کے بے چین ہوا قدم بڑھایا سردی سے کانپنے لگا آگے بڑھتے ہی قدم لڑکھڑایا سرائے کی ہوا تیر سی لگنے لگی آتش غم دل دبی سلگنے لگی شعلے مین فار التنور کا عالم ہوا دل کباب ہر ہر استخوان ہیزم کی طرح جلنے لگا آہ کے ہمراہ

لغ وارث دادرس مراد از عاشق حسن افروز دختر شاہ ۱۲ لغ وزن ... ۱۲ لغ روان آے جان ۱۲ لغ آب ... ۱۲ لغ روزہ ...

پیچ و تاب کھا کھا کے دھوان نکلنے لگا دانت کڑکڑا بجنے لگا لب یاقوت سے نیلم ہوے عارض انور کہ
ہمرنگ برنگ گل تر تھے سردی کی گزند سے برگ سوسن ہوے ہاتھ پانون ٹھنڈے تھے انگلیان ٹھٹھری
جاتی تھین جو خانۂ سنبل سے باہر نکلتی تھین اس کڑکڑاتے جاڑے مین تڑاقے کی گرمی کا فرہ تھا لاف
تو تھا ڈولے جا نگڑا تھا کہ جو قدم آگے پڑتا تھا آبلۂ پا کی صراحیان ریگ بیابان کے شورے مین جھلتی تھین
جب مجمر فلک مین آفتاب کا انگارہ روشن ہوا آرام دل کے جسم کو گرمی پہونچی سردی کے گزند سے
امین ہوا قدم تو بڑی گرما گرمی سے اٹھایا مگر ناتوانی سے بڑھا نہ گیا چکرا کر گرا بیقرار ہو کر یہ اشعار
زبان پر لایا ناسخ شوق ہمراہ طلب مین جب سے دامنگیر پا : آتی ہین رکھاے پا مجکو نظر زنجیر پا :
لے چلے ہین کوے جانان سے یہ دشت مین مجھے : وادی پرخار پر موقوف ہی تعزیر پا : گرتے ہی
ناتوانی سے غش آنے لگے نالہاے دل زار ستانے لگے بیچین ہو کر گھبرایا پانون جستجوے دلدار مین
تھک گئے وصال یار کی طرف سے یاس ہوئی رو رو کر یہ ارشاد فرمایا میر تقی آہ سحر نے سوزش
دل کو مٹا دیا : اس باد نے ہمین تو دیا سا بجھا دیا : اس صبح خیز دہر مین ہمکو قضا نے آہ :
پانی کے بلبلے کی طرح سے مٹا دیا : بوے کباب سوختہ آئی دماغ مین : شاید جگر کو آتش غم نے
جلا دیا : اسی طرح تین شبانہ روز گذر گئے حضرت عشق اپنا کام کر گئے دن کی دھوپ رات کی اوس
بیکسی اور ناتوانی پر صد ہزار افسوس ایسے ناتوان ہوے کہ ہل نہ سکے میر سر اٹھاتے ہی
ہو گئے پامال : سبزۂ نودمیدہ کے مانند : آرام دل اپنی جان سے بیزار ہوا بیار مین اس
ذلت و خواری کی زیست سے شرمسار ہوا ارادہ کیا کہ اب کسی کنوئین مین آپ کو گرائیے دیدار یار
حشر تک نہ نصیب ہوگا فلک ستم شعار درپے کین و جفا ہی پھر اس جینے کو کیا کہتے ہین بس اب
اپنے تئین ہلاک کیجیے مرزا ہائے محمد ابراہیم ذوق کیون نہ جی کے ہجر مین ہوے شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہین اسکی پشیمانیون مین ہم : یہ سوچکر جبراً قہراً اٹھا سامنے ایک چھپرا اور کنوان نظر پڑا
دیکھا اس جھونپڑی کے آگے آگ روشن ہی خیال کیا شاید کسی زمیندار کا مسکن ہی غرض وہ
یوسف غمزدہ چاہ سے گھبرا کر گرنے کی چاہ مین چاہ کی طرف چلا لب چاہ آتے ہی جو نہین
چاہ مین گرنے کو چاہا ایک آواز سنی کہ دیکھ کیا کرتا ہی خدا کو بھول گیا کیون بے موت مرتا ہی
آرام دل نے یہ سنکر جان دینے سے ہاتھ اٹھایا اور اس جھونپڑے کی طرف آیا دیکھا کہ
منقوط الشیخ جب تخت نشین نے جو حق نے بوبو جنت مین بے چین خیز غضب نقش حبس قبض بخش
غیب بین شجر ذی فن حشتی پیشہ حسنی بخت شقی نجتن بیت زیب این بنیش

حسنش بتے غش + نه بینی تیزی جبن پیش به نمدیش + سوسوا سو برس کا سن وسال بھوون
پلکون کے سب سفید بال تلاوت قرآن مجید مین مصروف هین ضیاے النور سے وه حجره
تنگ وتار روشن ہو صندلی رنگ ہی گیروا پیرہن ہی چہره مبارک سے آثار بدمزاجی نمایان ہین
کسی کی طرف سے رنجیده خاطر ہین ملول ہین آرام دل نے بکمال ادب سلام کیا اُس ولی الله
نے مُنھ پھیر لیا پھر شہزادے نے السلام علیکم کہا جب بھی جواب نه دیا شہزاده فقیر کے غضب سے
ڈرا اور قدمون پر گر پڑا اُس رہبر کامل نے شہزادے کا پاؤن پر سے سر اُٹھایا گلے لگایا
پاس بٹھایا اور فرمایا که ای فرزند بس اتنی ہی تکلیف مین تمنے کریم کارساز کو بُھلا دیا مرنے پر

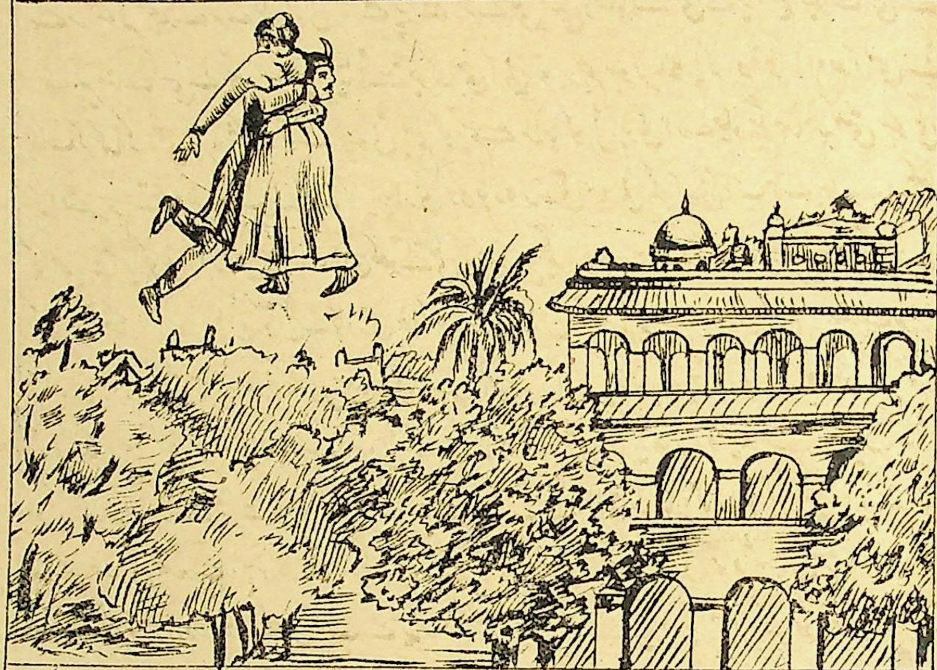


مستعد ہوے ذرا صبر نه کیا ان الله مع الصابرین کا بھی اعتقاد دل سے اُٹھا دیا خیر آج توقف
کر انشاء الله تعالے علی الصباح رخصت کرون گا یه سُنکر شہزادے کو گونه تقویت ہوئی
رنگ زعفرانی ارغوانی ہوگیا بشاش طبیعت ہوئی پیر روشن ضمیر پایا اظہار مطلب سے کچھ
مطلب نرہا سر نیاز جُھکا دیا دوبار قدم چومے نعلینون کو آنکھون سے لگا دیا دن تو یاد الله
اور تلاوت قرآن مجید مین بسر ہوا شام ہوتے ہی شاه صاحب نے کھانے کے بدلے
ایک چیز ایسی آرام دل کو کھلائی کہ کھلاتے ہی شہزادے کے جسم مین فوراً اصلی تاب وتوانائی
آئی شہزادے نے اُس درویش کامل سے رخصت چاہی فقیر نے ایک تسبیح ہرنے پاس

کی دیکر کہا کہ بابا یہ چھڑی لو اور اُسکے خواص سُن رکھو جس دشمن پر وار کروگے تیغ و دبیکر کا
کام کریگی رزمگاہ مین عدو کو ماریگی تمھارا نام کریگی مقیدِ زنجیر مین چھوا دوگے زنجیر ٹوٹ پڑیگی
یہ بادہ گرفتار ہو جائیگا جس جانور کی تسخیر کا ارادہ کروگے جب اس قمچی کا اشارہ کروگے وہ
جانور مطیع اور فرمانبردار ہو جائیگا کمر سے لپیٹ لوگے طاقت پرواز ہو جاوے گی جہان چاہو جاؤ
اختیار ہی ٹوٹنا جانتی نہین بے تمھارے کسی سے ہل نہ سکیگی اگرچہ سبکسار ہی دشمن کی گرفتاری کو
حلقہ کمند ہی مریض کے بدن مین بنظر شفا چھوا دوگے اکسیر کا کام کریگی دوائے دل دردمند ہی جس
شخص کی طرف تبدیل شکل کا قصد کرکے اس چھڑی کا اشارہ کروگے اُسکی صورت فی الفور بدلجائیگی
آسیب زدہ کو دکھا دوگے آسیب دفع ہوگا آئی ہوئی بلا ٹل جائیگی مگر خبردار اسکو اپنے اس سے
جدا نہ کرنا نہین تو بہت پچھتاؤگے پھر ایسی چیز کہین نہ پاؤگے اب بسم اللہ کرکے اُسے کمر مین
باندھو اور ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کرو انشاء اللہ تعالی کرنا اس دیو پر مظفر و منصور ہوگے
ملکہ کے وصال سے کامیاب اور مسرور ہوگے شہزادہ یہ سب باتین اپنے ذہن نشین کرکے
درویش طریقت کیش کا قدمبوس ہوا اور بہت شکر ادا کیا پھر شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک
سے قمچی شہزادے کی کمر مین باندھی شہزادے نے ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کیا دل تو اُدھر ہی
رجوع تھا گھر اور آمادہ کیا بجردِ عزم کوہ البرز پر جس مکان مین وہ دلدار دور از یار بے یار و مددگار
محبوس تھی جا پہونچا دیو کو پیغام اجل آ پہونچا آرام دل نے جو آنکھ اُٹھائی نسیم لکھنوی
دیکھا تو در قبول وا تھا بے تکلف دروازے مین قدم رکھا ناگاہ ایک صدائے دردناک تا نالہ و آہ
جانکاہ کان مین آئی کہ اے ظالم شبہائے فراق تو رو رو کے بسر ہوئین اب صبح قیامت آئی مگر
افسوس تو نے خبر نہ لی جان پر کیا کیا آفت نہ آئی رنج صدمہ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہو جائے
دم نکلجاوے کہین جلد فراغت ہو جائے جو میسر رہ اُلفت مین شہادت ہو جائے فخر کونین ہو عاشق
کی سعادت ہو جائے آرام دل نے آواز اپنی جانی کی پہچانی گوش دل سے سُنا دلبر کی بیکسی اور
بے بسی پر رو دیا پھر یہ شعر پڑھتا ہوا شوق دیدار مین چلا فا تیغ ہر دمے کو جلاتی ہی تری ناز کی آواز
اعجاز کا اعجاز ہی آواز کی آواز اندر جاکر دیکھا کہ ملکہ دالان مین بیٹھی رو رہی ہی گلستان حسن مین خزان
ہی سنبل سی زلف پریشان ہی عارض گلبرگ طمانچون کے داغ سے رشک سوسن ہی تار تار پیرہن ہی
نہال قد بار غم سے سرنگون ہی ضعف ہی درد ہی جنون ہی نرگسی چشم شبنم وار گریان ہی کسی کے انتظار مین
وا ہی کسی کو نگران ہی نسیم لکھنوی بال اُسکے وبال سے بڑھے ہین ناخن ہلال سے بڑھے ہین

آرام دل دوڑ کر ہم آغوش ہوا خوب چلا چلا کر رویا ایسا رویا کہ بیہوش ہوا ملکہ حسن افروز پہلے تو ایک فقیر برہنہ کو بے تکلف اپنے پاس آتے دیکھکر ڈری مگر پھر بغور جو ملاحظہ فرمایا اپنا آرام دل اپنا محبوب و مائل پایا دیکھتے ہی کلیجہ پھڑ کا دل نے شاہدی دی وہین وفور کا پھر تو دونون عاشق و معشوق ہم آغوش ہوکر خوب روئے دفتر غم والم مدتہائے مدید کے دھوئے روتے روتے ہچکی بندھ گئی غش آنے لگے پھر دامنون سے آنسو پونچھکر باہم سمجھانے لگے مصنف عشق نے دونون کو جدا کر کے پھر ملایا خدا خدا کر کے ؛ جب بیقراری سے تسکین ہوئی طمانیت اضطرار کی جگہ جانشین ہوئی ملکہ نے اپنی بیکسی اور بیقراری دیو لعین کی زبردستی اور ستمگاری پھر اپنا حفظ جان کرنا اور اپنی آبرو اُس ظالم سے بچانا پھر اُسکا گاہ گاہ آنا جانا سب حقیقت کہہ سُنائی اور آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ دیکھیے خداوند کریم مجھ گنہگار کی کب خبر لیتا ہے کس دن اس موذی بدذات کے ہاتھ سے جان اور آبرو کے ساتھ نجات دیتا ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک پہاڑ کالا سامنے نظر آیا اور مانند باد تند کے دھوان دھار فلک پر چھا گیا رفتہ رفتہ زمین پر اُتر آیا دیکھا تو عفریت پلید تھا ملکہ خود تو ڈر کے مارے کوٹھری مین چلی گئی آرام دل باستقلال تمام وہی بانس کی چھڑی لیکر ہوشیار رہا دیو کرناس نے آتے ہی جھنجھلا کر شہزادے پر خنجر مارا انگشتری سلیمانی سپر ہو گئی ذرا نہ کارگر ہوا پھر اُس موذی نے منتر پڑھ کے پھونکے اُنکا بھی کچھ اثر نہوا جب دیو اپنا کام کر چکا شہزادے نے پینترا بدلکر اور کئی ہاتھ زمین سے اُچھل کر دیو کی گردن مین قمچی ماری نسیم لکھنوی غش کھا کے گرا زمین پر دیو ؛ موجود ہوئے ہزارہا دیو ؛ بدلی کی طرح جو اُمڈے دشمن ؛ لاٹھی سے ہوا یہ برق خرمن ؛ موسی کا عصا تھا لٹھ جوان کا ؛ ایک ہی لاٹھی سے سبکو ہانکا ؛ سرمہ کیا کوہ پیکرون کا ؛ جی چھوٹ گیا دلاوردن کا ؛ غرض شہزادے نے سب کو بھگایا مار مار خوب ہنکایا جب سب بھاگ گئے تو دیو کرناس کی لاش پر آیا سر اور جسم اُسکا ایک جا کیا پھر خدا کا شکر ادا کیا مدعائے دل بر آیا ملکہ کے پاس آیا اور کہا ذرا باہر نکل کر دیکھو وہ دیو لعین اور مکار تمھارا محرم اسرار پڑا ہے ملکہ نے کہا کیا خوب میرے دشمنون کا محرم اسرار ہوگا تمھین کچھ سودا تو نہین ہوا ہے جو بر رو گالیان دیتے ہو خدا جانے کب کا بدلا لیتے ہو واہ واہ تم تو خوب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہو نئے رشتے جوڑتے ہو شہزادے نے کہا صاحب خفا کیون ہوتی ہو دل تو دو منزل ہنسی ہنسی مین کیون رنجور ہوا ہمنے تو تفریح کی ایک بات کہی تھی اگر سچ پوچھو تو راست کہی تھی اچھا معاف کیجیے قصور ہوا ملکہ نے کہا دیکھو پھر تم وہی کہے جاتے ہو اپنی حرکتون سے باز نہین آتے ہو خدا کی قسم مین اپنا مُنہ پیٹ لون گی مجھے نہ ستاؤ مین

ہزارون گالیان دونگی شہزادے نے وہی قمچی اپنی کمر سے لپیٹ کر ملکہ کو آغوش مین دبا لیا اور



دل مین ملک فارس جانے کا ارادہ کیا ملکہ نے گود مین مچلکر کہا کہ واللہ ہمسے نہ بولو ہمین نہ ستاؤ ہم کچھ
کہہ بیٹھینگے ہمارا زیادہ مُنھ نہ کھلواؤ یہ فقرہ تمام نہونے پایا تھا کہ دونون موتی محل مین داخل ہوے
آرام دل نے کہا صاحب بوجہ طبع نازک پر ملال ہو بھلا یہ کیا موقع ہو کیا محل ہو ذرا آنکھین میرے سر
کی قسم اپنی کھولکر دیکھو تو یہ کسکا باغ ہو کونسا محل ہو ملکہ حسن افروز غصے مین بھری بیٹھی تھی کچھ نہ بولی
مگر موتی محل اور باغ حیات بخش کو دیکھکر حیران ہوئی دل مین کہنے لگی کیا مین خواب دیکھ رہی ہون
جو اپنا باغ اور محل اور وہی نہر اور وہی تالاب دیکھ رہی ہون یہ تو اسی فکر مین غلطان پیچان رہی
وہان کسی خواجہ سرا نے یہ خبر مسرت اثر بادشاہ کے حضور مین پہونچائی بادشاہ یہ خبر سُنتے ہی گھبرائے
ہوے موتی محل مین آئے شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سر اُٹھایا دست و بازو چومے پیشانی
پر بوسہ دیا پھر ملکہ کو گلے لگایا خوب روئے شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر دیوان عام مین تشریف لایا
خاص محل مین جو یہ خبر معلوم ہوئی مبارک سلامت کی ہر طرف دھوم ہوئی بیگم صاحبہ نے ماتمی
لباس اُتارا خواصون مین غوغا ہوا موتی محل مین جانے کے لیے شور و غل سے عجب ہنگامہ
ہوا کوئی گھبرا کر پائینچے اُٹھا کر چلنے کو طیار ہوئی کوئی سوتے سوتے چونک پڑی شور و غل
سُنکر بیدار ہوئی کوئی ننگے سر دوپٹے کا آنچل انگیا مین کھونسکر چڑیا کی طرح اُڑی ہوئی آئی

کوئی یار کی بغل سے اٹھی بیقرار ہوکر دوڑی اچھی طرح ازار بند بھی نہ باندھنے پائی کوئی انگنائی مین
ننگے سر ہوکر سجدے کرنے لگی کوئی کوٹھے پر سے اُترنے لگی کسی دلسوز نے گھی کے چراغ جلائے کسی نے
اللہ پیر منائے کسی نے پکارا اری چینا اُسنے جو کہا جی آئی تو برہم ہوکر للکارا کہ او قطاما ادھر آ کسی نے
بلک کر کہا کہ الٰہی تیرا شکر کہ تونے چھوٹی بیگم کو ہم سے ملایا کوئی بولی ارے چلو بیگم صاحبہ کہتی ہونگی
کہ اللہ ہم اتنے دنون کے بعد آئے گویا ہماری دوبارہ زندگی ہوئی مگر کوئی اب تک ہمارے دیکھنے
کو بھی نہ آیا کوئی جھٹ پٹ پاندان کھولنے لگی کہ میری بیگم نے مدت سے گلوری نہ کھائی ہوگی ہی ہی
کس نے کھلائی ہوگی مین تو ایک گلوری بنا کر لیے چلتی ہون غرض بیگم صاحبہ موتی محل مین تشریف لائین
قمر النسا اور ملکہ کی مانی اور خواصین سہیلیان سب آئین مان اپنے نور بصر لخت جگر کے گلے لگ کر خوب
روئی ملکہ ایسی بیقرار ہوئی وہ اشکبار رہوئی کہ روتے روتے غش آیا یہ حال دیکھکر سب کو ایک سکتا
ہوگیا عجیب ماجراے حیرت افزا ہوگیا جب رونے دھونے سے افاقہ ہوا ملکہ کو خاص محل مین لائی جلدی
جلدی جلدی صدقے اوترنے لگے شہزادی کے زندہ اور سلامت آنے کی تمام شہر مین خبر مشہور ہوئی
ملکہ تمام قلمرو مین دور دور ہوئی جب سے یہ حادثہ ہوا تھا بادشاہ نے دربار نہین کیا تھا تمام شہر مین ماتم
تھا ہر ایک کا عجیب عالم تھا اُس روز صبح ہوتے ہی بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا شہزادے کو برابر بٹھایا سب
وزرا امرا چھوٹے بڑے شاد ہوے نوبتخانون مین خوشی کی نہرار ہا شاکین مُغنین محبسون کے دروازے
کُھل گئے ہزارون قیدی دایم الحبس رہا ہوے لاکھون بردے آزاد ہوے خزانے مین توڑون کے مُنھ
کھول دیے جنھون نے پیسا کبھی نہ دیکھا تھا کہ کیسا ہوتا ہی اُنھین روپے بے گنتی دیے شہر مین ہر فرد
بشر نے اپنے گھر مین جشن کیا اور ساری دولت باپ دادا کی جمع کی ہوئی ذراسی خوشی مین لُٹا دی
خزانچی نے شاہ کے حکم سے پچاس لاکھ اشرفیان بات کی بات مین لٹا دین دوپہر تک عام دربار
رہا ہر شخص آرام دل کو دیکھکر اس کے حسن خداداد اور جوہر ذاتی و شجاعت پر دل سے نثار
رہا شاہ نے دوپہر جشن جمشیدی کرکے دربار برخاست کیا اور وزیر اعظم کو انتظام شادی کا حکم دیا
اب سُنیے کہ وزیر جو بموجب حکم شاہ کوہ البرز کے پتے پر تبلاش ملکہ حُسن افروز روانہ ہوا تھا
دس روز کی راہ چار روز مین طے کر کے اُس پہاڑ کے نیچے پہونچا ہر روز اُس مکان کے گرد پھرتا
اندر جانے کی گھات لگاتا مگر کہین دروازے کا نشان نہ پاتا نسیم لکھنوی اُس برج
مین تھا طلسم کا ڈر بہ ششدر رہوا چار سمت پھر کر آخر دیوار توڑ کر اندر گیا دیکھا کہ دیو
کا تن سر سے جدا ہی شہزادی کا پتہ نہین رومال پڑا ہی وزیر نے ملکہ کا عرق چین پہچانا اور

سمجھا کہ شہزادہ آرام دل آیا اُس ملعون کو جہنم مین پہونچایا ملکہ کو لے گیا اس نابکار کو فرار واقعی سزا دے گیا پھر نعش کو ہاتھیون پر بار کر کے شاہ کو دکھانے کے لیے لے آیا یہان پہونچکر ملازمت شاہ اور شہزادۂ جہان پناہ سے مشرف ہوا دیو کی لاش جو آئی تمام شہر اُمڈا چھوٹا بڑا دیکھنے چلا ہر خرد و کلان پیر و جوان نے دیو پر نفرین کی شہزادے کی شجاعت اور دلیری پر تحسین کی غرض شہزادے کی قوت کا غلغلہ از ماہی تا بماہ ہوا شور تھا کہ کیسا جوانمرد داماد شاہ ہوا

ترانہ سنجی عندلیب خامہ در بیان شادی و کیفیت عروسی و دامادی

پلا ساقیا ساغر پُر سرور ٭ کہ لکھنا ہی سامان شادی ضرور ٭ پلا دے مئے شادمانی کا جام ٭ اُٹھا لے ذرا ساغر لالہ فام ٭ رہا مدتون مین بہت خستہ حال ٭ بس اب دختر رز سے کر دے وصال ٭ صنم ماہرو پا کے مسرور ہون ٭ تری مین عنایت کا مشکور ہون ٭ کوئی بوتل اچھی سی لا دے مجھے ٭ اگر ہو برانڈی پلا دے مجھے ٭ شب وصل بر تر ہی از روز عید ٭ پلا دے پھر اب کیا ہی گفت و شنید ٭ مشاطہ کلک جواہر سلک عروس مدعا کو حجلۂ بیابان مین یون آرائش دیتی ہی کہ وزیر حسب الحکم شاہ ثریا جاہ کاروبار شادی کا منتظم ہوا شہزادے کی طرف سے مہتمم ہوا باغ حیات بخش مین آیا داروغۂ باغ کو تیاری کا حکم سُنایا باغ حیات بخش مین آرایش ہوئی شاہدان گلعذار نے اپنا اپنا سنگار کیا اور ہی زیبائش ہوئی در باغ پر نقارہ رکھا گیا شادی کی نوبت بجنے لگی ہوتی محل آراستہ ہوا کوٹھی سجنے لگی باغ مین از سر نو چمن بندی ہوئی روش ٹھری درست ہوئی باغبانون نے اپنی اپنی کارگیری دکھائی ساون بھادون مین جھرنا جاری ہوا فصل بہار آئی زعفران کی کیاریون پر نئے نئے سنگلے بنے شاہدان بوستان بخزان بن ٹھن کر طیار ہوے سوسن نے مسی کی دھڑی جمائی طوطی کے درختنے ہاتھون مین منھدی لگائی گل صد برگ نے چنپئی چیرا باندھا چنبیلی نے سفید پوشاک پہنی اس سادگی پر معشوق طرحدار ہوے معشوقون کے کم بولنے کی ادا اُبھار کی یہ بھی اپنی دانست مین وضعدار ہوے سنبل نے زلف پیچان بنا کر بڑے ناز و ادا سے کمر تک لٹکائی نرگس نے دنبالہ دار سرمہ لگا کر بلبل سے آنکھ ملائی شاہد گل نے گلابی جوڑا پہنا کیوڑے کا عطر لگایا داؤدی نے زعفرانی جوڑا زیب بدن کیا سہاگ کے عطر مین اپنا بدن بسایا انگور خوشی کے سر زمین بست ہوا لالۂ صحرا انبساط کا متوالا شراب ارغوانی کا پیالہ بدست ہوا نا فرمان کی اودی پوشاک دل مین کھٹکنے لگی سبزۂ نو دمیدہ کی دھانی رنگت آنکھون مین چبھنے لگی سرو ذخیرہ معشوقون کی طرح اکڑنے لگا شاد ہوا قد دلدار سے مشابہ

ہو اس لیے شہنشاہ کا نام باغ حیات بخش مین گلشن آباد ہوا نہر لطافت بحر مین حوض کوثر کی لہر آئی باغ نمونہ فردوس بریں ہوا تسکین بخش دلہائے حزین ہوا گل بوٹہ برگ و برگ کے نشو و نما مین قدرت جل و علا نظر آئی اُس باغ جنت دماغ مین کچھ عجب کارخانجات شاہ بلند مکان تھے کہ مالنین پریزاد حورین تھین باغبان حسین غلمان تھے غرض گلہائے ناشگفتہ خوشی سے پھولے ممنون باد بہار ہوے طاؤس باغ کا جوبن دیکھکر رقصان ہوے نہر مین قطار قطار فوارے کہ دو دو گز کے فاصلے پر نصب تھے جاری ہوے صد ہا من بادلہ کترا گیا نہر مین چھڑکا گیا زمین پر ستارے نظر آنے لگے مصنف فوارے جو سارے چھوٹتے تھے؛ گردون سے ستارے ٹوٹتے تھے؛ عجب کیفیت نمایان ہوئی باغ رشک آسمان ہوا نہر عبرت کہکشان ہوئی روشون پر مینا بازار لگا دشمنون کے دلون پر خار لگا حلوائیون نے طرح طرح کی مٹھائی دکانون پر لگائی خوانچہ والے پکار کر سودا بیچنے لگے ایک روش پر کبابیون نے اپنی دکان جمائی القصہ یہان آرام دل نے زعفرانی جوڑا پہنا وہان بیگم صاحبہ نے اچھی ساعت سبھ گھڑی ملکہ حسن افروز کو مانجھے بٹھلا دالان کے پردے چھوڑ دیے آفتاب کو برمین چھپایا بادشاہ نے شہر مین کیسر اور شہاب کی نہرین جاری کردین اور جلادِ فلک کو حکم دیا کہ جیسے رنگین دیکھ اُسے چھکادے جو سفید پوش نظر آئے اُسے دریائے خون مین نہلادے نیرنگ ساز چرخ کجباز نے تمام شہر چھان ڈالا مگر کوئی بشر سفید پوش نظر نہ آیا گلابی یا زرد جسے دیکھا کفین دورنگ مین ڈوبا پایا جن بادشاہون راجہ بابوؤن کو فرمان شاہی اور رشتے پہونچے وہ سب آکے شہر کے باہر پانچ کوس تک ہزار ہا خیمہ استادہ ہوگیا جو جس کام پر معین ہوا وہ اُسکی بجا آوری مین آمادہ ہوگیا پانچ روز تک مینا بازار اور خاص بازار جوہری بازار اور نخاس بازار نہایت کیفیت اور عمدگی کے ساتھ آراستہ ہوا جسنے دیکھا اُسے سکتا ہوگیا راہ چلنے والا کھڑا ہوگیا اور شہر پناہ سے انتہائے بازار تک دو رستہ تنور گڑے ہوے دکانون کی کثرت اور خلقت کے ازدحام سے وہ کشمکش کہ کسی کو بیٹھنے کی مہلت اور جگہ نتھی سب حلوائی اپنی اپنی دکانون کے آگے کھڑے ہوے گھنٹے والے کا قلا قند شہد رہے کی برفی اور بالوشاہی برفی جیسے برف کی ڈلی بیٹھے کی مٹھائی قلمین اور لچھے متھرا کے پیڑے دلی کی جلیبی دہی اور بالائی کے پیالے گرما گرم تازہ تازہ دودھ سبحان اللہ کیا قدرت رب ودود کہ پانچ منزل تک چلے جائیے ادھی خرچ نہو اور کھانے کو ہمہ نعمت موجود شہر مین بادشاہ نے سوائے دعوت کے توڑے بندھی کی فی کس دو خوان پلاؤ زردہ قورمہ متنجن کباب بریانی کلیجہ پسندہ نصرانی مربا اچار باقرخانی اور دو خوان میوہ جات انار بہی ناسپاتی

پستہ بادام اخروٹ انگور ولایتی مع ایک ہزار روپیہ نقد ادنی اور اعلے سب کو عنایت کیے جو دو چار
شہر مین باخدا اور ولی تھے اُنھون نے نعمت دُنیا سمجھکر انکار کیا نہین نہین کہکر بہت اصرار کیا چوبدار
شاہ کا حکم بجالائے اور وہ خوان اُنکے دروازے پر رکھکر چلے آئے جب توڑے بندی ہوچکی منادی
نے ندا دی کہ خبردار کوئی کسی کو تکلیف نہ پہونچائے زبردستی نکرے سب لوگ اپنے اپنے گھر مین
جشن کرین کوئی کسی کو کسی طرح کا رنج نہ دے یہ سُنکے حضرت عزرائیل نے بھی قبض روح سے ہاتھ
کھینچا جامع مسجد کے شہدون کو کوتوال کا خوف بالکل جاتا رہا پھر تو بے غم نگی اُڑانے لگے ہزار ہزار
روپیہ نقد جو سرکار سے ملے تھے اُنکی ایک ہی موٹھ آنے لگے اگر گشت مین کہین کوتوال صاحب سے
ملاقات ہوگئی تو وہین جھک کر سلام کیا اور موچھون پر تاؤ دے کر یہ کلام کیا کہ کیون پیر و مرشد ایک
ہفتے تک کیا کیجیے گا اب تو ہمارے پو بارہ ہین اب اسی شہر مین ایک دو نہین اٹھارہ ہین اب
کسکا جو اہمکو پکڑ کر سزا دیجیے گا الغرض جو تھا نئی نشاط سے سرشار تھا مخمور تھا رنج دشمن جسے کہتے ہین
وہ ایک ادنے ادنے مزدور سے منزلون دور تھا چار سو طائفے عمدہ عمدہ رنڈیون کے موجود تھے
مگر وہ بھی کافی نہ ہوے اور ملکون سے رنڈیان آئین لکھنؤ مین ڈھونڈھو تو رنڈی گھس کر لگانے کو
نہین ملتی تماش بین کوٹھون پر جاتے محجوب پھر کر چلے آتے محل سے باہر دیوان خاص تک
اور وہان سے تمام شہر مین اور در شہر پناہ سے پانچ کوس نخاس تک دو رستہ ٹھاٹھر بندھے
جا بجا نقار خانے بنے روشنی کے ٹھاٹھ ہوے صندلی لکڑی کے ٹھاٹھر کے بجاے بندھن طلائی
گل میخین اُنپر نقرئی چراغ رکھے ہوے ٹھاٹھر کے قریب برابر لالٹینین شام ہوتے ہی انمین
شمع موم اور کافوری روشن ہوئین سب کا گل بندھ گیا گلگیر کا تو غم نہ تھا غیرت گلشن ہوئین
بادشاہ نے چراغون مین بجاے روغن سہاگ کا عطر جلوایا قصے کہانیون مین سُنا کرتے تھے مگر
شاہ گردون بارگاہ نے نقل کو وصل کر دکھایا آتش اللہ رے ہمارے تکلف شب وصال ؎
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا ؎ جا بجا حوض بنے ہوے چہ بچے کھُدے ہوے اُسمین صد ہا من
عطر بھرا ہوا اچھے اچھے سفید پوشون نے ٹھاٹھرون پر روشنی کی خوشبو کی لالچ سے بجبر اختیار
کیا فسانہ انکار کیا روشنی کرتے وقت دو ایک چراغ اپنے اوپر گرا لیے کسی نے جو کہا کہ یہ کیا کیا تو
وہین پھر گئے ہنسکر کہنے لگے بھائی واللہ بھولے سے گر گئے نقار خانون مین جب شام کی نوبت
بجی ہر دوکاندار نے اپنی اپنی دوکان سجی نیچے سے اوپر تک اندر سے باہر تک قد آدم آئینے
لگا دیے جھاڑ کنول جلا دیے آئینہ بندی سے روشنی اور دہ چند ہوئی عالم پسند ہوئی

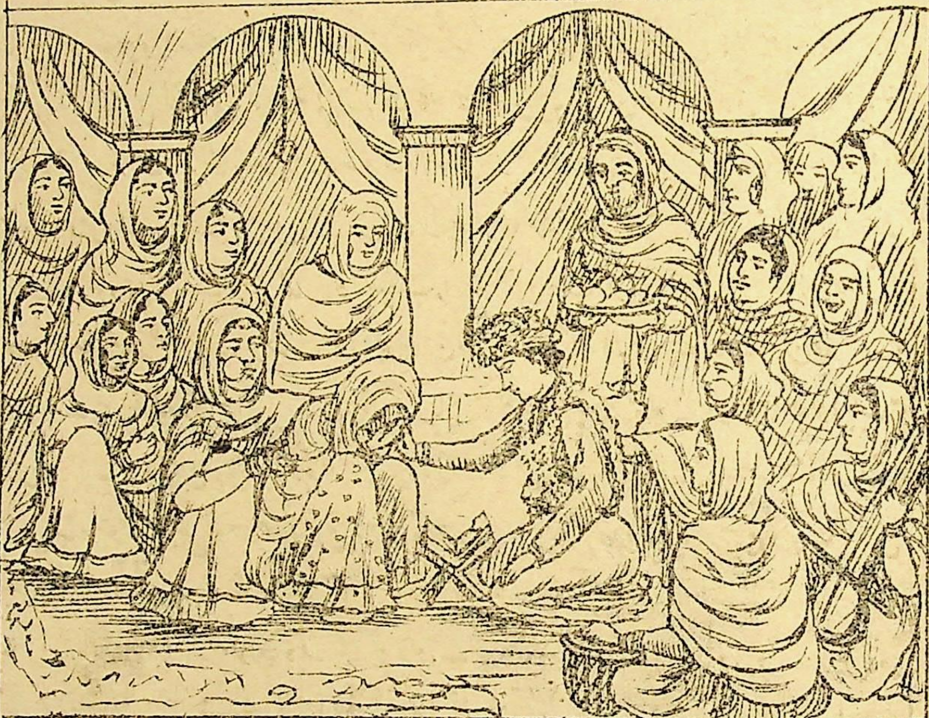
اُس روشنی کی کیفیت مین دُکانون کا سجنا اور غضب تھا غور کرکے جو دیکھا تو عطر کی مہک سے شہر رشک ختن تھا آئینہ بندی سے غیرت حلب تھا ہر دُکان کے آگے ایک ایک رنڈی کا طائفہ نقارخانون کے چار چار دروازے ہر دروازے پر ایک ایک تھک کا لونڈا آدمیون کی تو یہ کثرت کہ تمام شہر اُمڈا سارا لکھنؤ بھرا ہوا مگر عجب طرح کا اہتمام اور کچھ طرفہ انتظام تھا کہ نہ کہین شور تھا نہ غل تھا یہی اہتمام بالکل تھا یہان تو یہ کیفیت تھی وہان موتی محل مین الماسی جھاڑ کنول روشن ہوے مکان جنت نشان پر عجب جوبن ہوے آرام دل کے آنے کے روز پانچ لاکھ بتی چڑھی تھی اُس روز پچاس لاکھ گلاس عطر اور گلاب کا چڑھایا گیا شہر مین سہاگ کا عطر ٹپک رہا تھا یہان عنبر کا عطر جلایا گیا اُدھر سے ساچق کا اہتمام ہوا اِدھر سے اُسی تاریخ مہندی کا سرانجام ہوا اگر ساچق کی آرائش مین سے ایک تختہ کی آرائش لکھون باغ حیات بخش کو رشک گلزار ارم ہو حسرت سے خار کھائے اور اگر مہندی کی زیبائش اور شوخی تحریر کرون لکھنا کیسا اگر اسکا تصور بھی آئے قلم شاخ مرجان اور پنجہ خیال رنگین ہو جائے اور یہی خیال کیا کہ طوالت کے سبب ناظرین کے دل اوچٹ جاتے ہین ایسے ایسے مقامون پر ورق کے ورق اُلٹ جاتے ہین ہجر اور وصال کا مزا جانتے ہین تمام دفتر اسی کے لیے چھانتے ہین ہزار کھو کب مانتے ہین قصہ مختصر جب برات کا روز آیا چھوٹا بڑا پھولون نہ سمایا شام کو شہزادہ آرام دل حمام مین داخل ہوا جلوہ افروز برج آتشین وہ مہ کامل ہوا مہر حسن ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین ٭ عرق آگیا اُس کے اندام مین ٭ تن نازنین نم ہوا اُسکا گل ٭ کہ جس طرح شبنم مین ڈوبے ہو گل ٭ خواصین وہ باندھے ہوے لنگیان ٭ مہ و مہر سے طاس لے کر وہان ٭ لگین ملنے اُس گلبدن کا بدن ٭ ہوا آب سے ڈھیر ہا وہ چمن ٭ نہانے مین یون تھی بدن کی دمک ٭ برسنے مین بجلی کی جیسے چمک ٭ ہوا قطرۂ آب یون چشم بوس ٭ کیے توڑے جیسے نرگس پہ اوس ٭ لگے ہونے ظاہر جو اعجاز حسن ٭ ٹپکنے لگا اُس سے انداز حسن ٭ وہ گورا بدن اور وہ بال اُسکے تر ٭ کیے تو کہ ساون کی شام و سحر ٭ زمین پر تھا اک موجۂ نور خیز ٭ ہوا جب کہ فوارہ سان آب ریز ٭ نہا دھو کے نکلا وہ گل اس طرح ٭ کہ بدلی سے نکلے ہو مہ جس طرح ٭ غرض شاہزادے کو نہلا دھلا ٭ دیا خلعت خسروانہ پنھا ٭ جواہر سراسر پہنایا اُسے ٭ جواہر کا دریا بنایا اُسے ٭ جب اس سج دھج کا بنا بنا فلک نے ستارون کو نثار کیا ادھر ملکہ حسن افروز کو بھی دولھن بنایا دلون کا ارمان نکالا ادھر دولھن کی آرائش اُدھر دولھا کی زیبائش تھی **نسیم لکھنوی**

یان مہندی نے چوسے پاے خورشید ٭ وان سبز ہوا نہال امید ٭ وان جم گیا مہندی پہ رنگ امید ٭

یان غازہ سے رخِ شفق مین خورشید ÷ یہ یان جو گلاب سے نہائی + وان تازگی آبرو نے پائی ÷ افشان
ہوئی یان ستارہ افشان ÷ وان جیغہ سے روشنی دوچندان ÷ یان مانگ سے رنگ کہکشان ماند ÷
وان شملۂ سر سے ہالے مین چاند ÷ یان زلف نے کھائے پیچ پر پیچ ÷ طرہ کلغی پہ وان تھا سرپیچ ÷
آنچل ہوے یان نقاب عارض + سہرہ ہوا وان حجاب عارض ÷ زیبا ہوا یان بدن پہ گہنا ÷ وان
جامہ وفا کا اُسنے پہنا ÷ محرم کے کسے گئے اُدھر بند ÷ ہمت کا بندھا ادھر کمر بند ÷ یان گل سے بہار
بوستان ہو ÷ آرائش تخت گل وہان ہو ÷ مہتاب سے چاندنی کا یان فرش ÷ وان چرخی سے چرخ
مین سرِ عرش ÷ یان جلوے حنائی انگلیون کے ÷ وان روشنی کے تھے پنج شاخے ÷ بادل جو یہان ن
گرج رہے تھے ÷ وان دھوم سے باجے بج رہے تھے ÷ پہر بجے بارات طیار ہوئی سواری کی خبر
سنتے ہی توپخانہ دغا برابر کئی فیر ہوے پھر تمام فوج مین کمر بندی ہوئی آتشبازی سے زمین آسمان
کرۂ نور ہوا رسالون کے طنبور بجنے سے شور نشور ہوا چھتا بیان جو چھوٹین چاند کے منہ پر ہوائیان
اُڑنے لگین انار کے پھولون پر فلک نے ستارون کا گنج نثار کیا ہتھ پھول کا تماشا دیکھ چرخ گردان
چکر مین آیا پلٹنون مین جا بجا ہر ایک نے اپنے تئین سجا دولھا فیل خوش خرام پر سوار گرد و پیش شاہ
و شہریار نام خدا ظل ہما سر پر بخت یاور اقبال اس کا ایک ادنی فرمان بردار ہمراہ رکاب ظفر انتساب
عالم کا ہجوم خلقت کی دھوم ہزارون اُمرا ساتھ سب پیادہ کوئی ہاتھی کی جھول پکڑے رستا تھا نے
ہوے وزیر اعظم مورچھل بردار اس سامان و شوکت کے ساتھ دیوان خاص سے دیوان عام مین
بر آمد ہوا پھر ہزار پنجشاخہ روشن ہو گیا افراط نور اور روشنی کے ظہور سے جنگل وادی ایمن ہو گیا
علم ظفر پیکر ہاتھیون پر بلند ہوے نشانون کے پھریرے آگے آگے ماہی مراتب اور اشتر سوار
زنبورون کے سر ہونے سے آسمان و زمین دھوان دھار پیچھے رسالون کے پرے کچھ ہندوستانی
کچھ ترک سوارون کی صدا و جا بمن ہر شاہ و گدا آرائش تخت رشک تختۂ گلستان تخت روان
پر کسبیون کے رقص سے اُتنا رستہ غیرت پرستان خاصہ گھوڑون کی قطار پھر پلٹنین اُن کے
بعد ہزارہا خاص بردار اور نیزہ بردار اور سپر ترک عربی گھوڑون پہ سوار اہتمام کرتے چوبدار
سونے کے عصا ہاتھون مین لیے برابر قدم پر تاشا نے سے شانہ رگڑتا جا بجا نشان کے
جھنڈے گڑتے فیل سبک رو کے پیچھے دوڑے پڑتے آگے آگے روشن چوکی بجتی اُسکے
پہرون مین بہاگ اور سورٹھ کی دھن وہ دھیمے سُر کے تمام عاشق سُن پیچھے سب کے ہاتھی
پر نقارہ بجتا زر و جواہر لٹتا آہستہ آہستہ قدم بقدم جو کہ گشت کرتے خاص بازار اور

نخاس بازار کوطی کرکے پھر خاص محل مین پہونچے دولھا کو ہاتھی پر سے اوتارا گھوڑے پر سوار
کیا محل کی ڈیوڑھی پر لائے خواصون نے طشت پُر آب گھوڑے کے سمون پر ڈالا زر و جواہر
نثار کیا دلون کا ارمان نکالا جب دولھا محفل مین تشریف لایا دو ہزار رنڈیون نے برابر کھڑے
ہوکر ایک سُر مین یہ سہرا گایا **مصنف** ای شہ حسن بندھا جبکہ ترے سر سہرا ؛ پایبوسی کو جھکا
فخر سے جُھک کر سہرا ؛ باغ فردوس سے رضوان نے جو گل بھیجے ہین ؛ جب بنا ہی کہین اسے
گلِ تر اگر بھر سہرا ؛ اسلیے بطن مین رکھے تھے صدف نے گوہر ؛ آبرو پائین گے اِکدن ترا بنکر
سہرا ؛ مارے شادی کے شگفتہ ہوے جاتے ہین پھول ؛ کیا بکھرا ہی ترے چہرے پہ کھلکر سہرا ؛
صاف ہین ای فلک حسن شفق مین تارے ؛ رُخ پہ مقنع ہو ترے مقنع کے اندر سہرا ؛ عکس رخسار
روشن سے ترے رشک قمر ؛ چاندنی نیچے پڑا فرش کے اوپر سہرا ؛ ای قمر مستحق گوہر تحسین ہوا ؛
تیرا لایا ہی سخن آج جو کہکر سہرا ؛ نماز کے وقت قاضی صاحب تشریف لائے ناچ رنگ گانا
بجانا سب موقوف ہوا جھنڈی بردارون نے بچوان اور حقے جلدی جلدی محفل سے اُٹھائے
نکاح پڑھایا گیا ہفت اقلیم کے خراج پہ مہر بندھا جب عقد سے فراغت ہوئی قاضی صاحب
تشریف لیگئے ناچ شروع ہوا پھر وہی کیفیت ہوئی نامرادون کی مراد بر آئی رنڈیون کی بہار
بھیرون مین یہ مبارکباد گائی **مصنف** بلبلان موسم گلزار مبارک باشد ؛ عاشقان جلوہ
دلدار مبارک باشد ؛ ابر بر دور فلک جلوہ نما شد ساقی ؛ مجمع خانہ خمار مبارک باشد ؛ تا ابد
باد وصال گل و بلبل قائم ؛ دشمنان را ہمہ تن خار مبارک باشد ؛ جلوہ عیش بماند بطرب خانہ
دل چشن یوسف بہ خریدار مبارک باشد ؛ در جہان باد طرب با زقران السعدین ؛ بر سخن تحسین
اخبار مبارک باشد ؛ پھر دولھا کو محل مین بلایا قمر النسا نے آنچل ڈالا لوگون نے اور بہت سے
ٹوٹکے کیے مسند پر بٹھایا دلھن کو گود مین لائے دولھا کے برابر بٹھایا ریت رسم ہونے لگی بیچش صنم
ہونے لگی پہلے ایک خواص آئی دولھن کا پائجامہ لائی اور کہنے لگی لو میان اسمین ایک ہاتھ سے
ازار بند ڈالو اودھر اودھر نہ دیکھو بھالو پھر ایک لڑکی بہت خوبصورت آئی دولھا کا کان زور سے
ملکی چٹکیون مین دل مسل گئی یہ بے ادبی اور گستاخی آرام دل کو ناگوار خاطر ہوئی رنجش باطنی
چہرے سے ظاہر ہوئی قمر النسا نے کہا حضور دلھن لیجانا کیا آسان ہی خفا نہ ہو جیے گھبرائیے نہین ابھی تو
دلون مین بہت سارمان ہی پھر ڈومنیون نے نبات چنوائی مصری ڈھکا ڈھکا کر کھلائی اب
ستر یان کا بیڑا کھلایا وہ گلے مین پھنسا یہ کھل کھلا کر ہنسا گھبرا کر تھوکنے لگا نہین ہان

کہکر سبھون نے غل مچایا جب تو شاہزادہ بدفراج ہوا بہت غصے مین آیا لوگون نے قہقہہ مارا ٹھٹھون مین اُڑایا سبحان اللہ یہ وقت قابل دید ہوتا ہی عاشق کمبخت اسی دن کے لیے روتاہوان باتون کے مشتاق عالم مین خاک چھانتے ہین جہان کی نعمت کو اس مزے کے آگے خاک جانتے ہین قصہ مختصر دولہا دلھن کو دوشالہ اوڑھایا پردہ کیا آرسی مصحف روبرو آیا یہ دن خدانے دکھایا



عنایت جامع المتفرقین سے قمر و مشتری مین قران السعدین ہوا دل بے قرار کو چین ہوا آتوجی نے سورہ اخلاص پڑھکے دم کی ڈومنیون نے اور ریت و رسم کی چشم بد دور آئینہ روبرو ماشاءاللہ صورت خوب دلخواہ محبوب دو بدو کوکب برسریاری محبوبیت کا عالم طاری شہزادے نے ملکہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بی بی مین تمھارا غلام ہون بندہ بے دام ہون ذرا آنکھین کھولو کچھ منہ سے بولو یہ سُنکر ہمجولیون نے قہقہہ مارا یہ کلام دولہا کے عجز و نیاز کا سب کے دلونکو بھایا ملکہ بھی در پردہ مسکراتی تھی دل ہی دل مین کھلی جاتی تھی غرض جب یہ سب رسمین ہوچکین دلھن وداع ہونے لگی زار زار رونے لگی ہر چند دلشاد اور بشاش تھا مگر اسوقت ڈومنیون کا پاڈھنی گانا لوگون کا رورو دھوم مچانا دولھن سے ایک ایک کا ملنا اور رونا سُسر صاحب کا بلک بلک کر جان کھونا بڑے بوڑھون کا گلے لگانا تسکین خاطر مین کرنا رو رو کے بلائین لینا ہاتھ پھیلائے دعائین دینا

بادشاہ کا محل مین آنا بیٹی کو گلے لگانا بار بار سورتین اور دعائین پڑھ پڑھ کے دم کرنا یہ سب باتین
دیکھکر دولھن کیا سب کی چھاتی بھر آئی غم کی گھٹا کشت زار دلپر چھائی سواری دروازے پر طیار تھی
دولھانے دولھن کو گود مین اُٹھایا سب کے دل بیٹھ گئے رو رو کے کہرام مچایا پھر سب نے بسم اللہ بسم اللہ
کہکر دولھن کو دروازے تک پہونچایا دولھانے دولھن کو پالکی مین سوار کیا قمر النسا ہمراہ بیٹھین
ماں باپ کو چھوڑ کر اپنی شہزادی کا ساتھ اختیار کیا کہارون نے پالکی اُٹھائی باراتیون کا ہجوم ہوا
بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آواز لگائی بارات رخصت ہوئی سبکی بُری حالت ہوئی اندر محل مین تو
ہجوم غم و الم سے ماتم تھا باہر کچھ عجب عالم تھا آسمان و زمین در و دیوار مکان دیکھین جھاڑ کنول فرش
طیور و وحوش سب پر عجب طرح کی اداسی تھی نوکر چاکر شاگرد پیشہ از رئیس تا سئیس ہزاری بزاری
سب کو بیخودی تھی کسکا فرش کہان کا اسباب اور سامان سب اسی طرح جہان کا تہان وہ پڑا
رہگیا یہ کیفیت دیکھکر سب کو حیرت ہوئی جو جہان تھا کھڑا رہگیا اسکار گاہ بے ثبات مین کچھ عجب
کارخانے ہین کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی رہا ہوتا ہے کوئی پھنستا ہے کوئی گھر اجڑتا ہے کوئی بستا ہے
اس سرائے فانی مین کوئی رہ رہ کر کھولتا ہے کوئی کستا ہے یعنی ایک پیدا ہوتا ہے دوسرا مرتا ہے آدمی
کبھی شاد ہوتا ہے کبھی نوحہ اور واویلا کرتا ہے مگر جب شادی و غم دونون توام ہین تو لوگ ناحق
مبتلائے اندوہ و غم ہین ؎ صبا یہ اُسکا ہے موجود وہ اسکا موجود ہے : بشر ہی غم کے لیے اور غم بشر کے لیے
سامان بارات اگر مکرر لکھون تو قند مکرر کا مزہ آئے مگر اسی سیر مین کہانی ناتمام رہجائے غرض اُسی
تجمل اور شان و شوکت سے بارات دن کو موتی محل مین آئی نامرادون نے مراد پائی شہزادے
نے یہ کہکر پالکی کا پردہ اُٹھایا لا اعلم لائے اُس بت کو التجا کرکے : کفر توڑا خدا خدا کرکے : جب دولھا
نے دولھن کو گود مین لیکر اُتارا شہزادے کو عید قربان تھی ہر ادا پہ صدقے جان تھی بکرا ذبح کرکے
دولھن کے انگوٹھے مین لہو لگایا ملکہ جہان گرچہ ظالم تھین مگر وہ بھی اُسوقت آرام دل کی ایک
ایک ادا پر بسمل ہوئین عشق کا توڑ تھا جرأت کا نچوڑ تھا ذرا سا لہو لگا کے وہ بھی شہیدون مین داخل
ہوئین غرض دولھن محل مین آئی سب نے ملکر کھیر کھلائی جب یہ سب رسمین ہو چکین شہزادے نے
بے قرار ہوکر دعا مانگی کہ الٰہی جلد اب شام ہو اور دور غم و آلام ہو اُدھر ملکہ کا باین عشق و محبت
تقاضائے سن سے عجیب حال تھا کہ دمبدم جی نڈھال تھا آنکھین نیچی کیے شرمائے سر جھکائے بیٹھی تھی
اور دل مین کہتی تھی کہ او کمبخت خانہ خراب دل تو پہلے لگا بیٹھی جگر آتش عشق سے جلا بیٹھی یہ نہ سمجھی
کہ جب وصال ہوگا تو اُس وقت کیا حال ہوگا اُس دم تو جو کچھ بنے گی اپنے ہی دم پہ

نیکی کسی کا کیا جائیگا صدمے اور اذیت اپنا ہی دل اُٹھائیگا اُسوقت مصیبت مین کون اپنا ساتھ دیگا چھٹی مین کون ہاتھ دیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی کیسا حشر برپا ہوتا ہی بخدا اگر زبردستی کرینگے تو ہم پہلے سمجھائینگے اگر اسپر بھی وہ نا مانینگے تو کوئی اور تدبیر نکالینگے باتون مین لگا کے وہ وقت ٹالین گے گالیان دینگے چٹکیان لین گے ہنسی ہنسی مین رولائین گے یہان تو یہ اُدھیڑ بن تھی شہزادیکو وصل کی دُھن تھی جب وقت شام ہوا وصل کا سرانجام ہوا دولہا دلھن چھپر کھٹ مین ہم آغوش ہوے مارے مستی کے بیہوش ہوے نسیم لکھنوی پیارا تھا نہی بنے کا جوڑا ۔ خلوت مین دولہا دُلھن کو چھوڑا بے پردگی ہوتی تھی جو اُن مین ۔ دروازے نے بند کرلین آنکھین ۔ سہاگ کا عطر پھولون کی مہک اُبٹنے اور حنا کے تیل کی لپٹ ریت کا جوڑا سالو کی خوشبو معطر کن مشام جان دافع خفقان مقوی روح وروان عالم شباب فرط شوق سے دل بیتاب نیند کا خمار مستیون کے آثار ادھر گرمجوشی اُدھر خوف سے ٹھنڈی سانس کبھی حیا سے خاموشی ادھر سے چھیڑ چھاڑ اُدھر بناوٹ سے بگاڑ دولھا کا موقع پر ہاتھ لگانا دولھن کا حیا سے بدن چورانا شرمانا شہزادے نے کہا رند وصل کی شب یونہین ادا قاضی حاجات رہے ۔ حشر کے روز تلک صبح نہ رات رہے ۔ یہ باتین جنپر گذر گئی ہین وہی لوگ خوب واقف ہین یا جو عاشق فراج ہین اُنپر منکشف ہین پھر شہزادے نے ملکہ کا گھونگھٹ اُٹھاکر کہا سید محمد خان رند گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین ۔ جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین ۔ ملکہ نے مطلب کی سمجھکر حیا سے سر جھکا لیا زانو پر جو شہزادے کا ہاتھ گیا تھا آہستہ سے زانو سرکا لیا آرام دل نے ہاتھ جوڑے بلائین لین پانون دبائے لاکھون منتین کین مگر وہان کب دعا قبول ہوتی تھی تمنائے دلی کب حصول ہوتی تھی جب منت سماجت سے کام نہ نکلا تو شہزادے نے کہا صبا بندہ اب ناصبور ہوتا ہی ۔ عفو کیجیے قصور ہوتا ہی ۔ ملکہ نے کم آہستہ سے جواب دیا کہ معاف تو ایک کوڑی بھی نہین ہوتی قصور کروگے تو سزا پاؤگے زیادہ بڑھ چلو گے مُنھ کے بھل گروگے زک اُٹھاؤگے شہزادے نے کہا رند بُرا مانیے ہم عرض حال کرتے ہین ۔ فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہین ۔ ملکہ نے جواب دیا کہ صاحب اگر دشمن محتاج ہین تو دروازے پر جاکر سوال کرو یہان کیا رکھا ہی اس سے کیا فائدہ ہی آرام دل نے کہا واہ سبحان اللہ صبا خوب عاشق کا پاس کرتے ہو ۔ ہر گھڑی دور دور ہوتا ہی ۔ یہ کہکر سوال وصال کیا ملکہ نے بخیال دور اندیشی ٹال دیا پھر بہر ناز و انداز فرمایا ع ایسی باتین زبان سے نہ کہو ۔ آرام دل نے موقع پاکر بکمال منت وسماجت عرض حال کیا اور فرمایا صبا اس گھڑی ٹالیے نہ باتون پر ۔

اِس سے کیا اے حضور ہوتا ہے ؎ ملکہ نے کہا اجی دیکھو تمھیں خدا کی قسم یہ کیا کرتے ہو واہ کسیکی جان جانے یا رہے مگر تم انھیں باتون پر مرتے ہو صفیر آج شرم تمھیں زیادہ ہے ؎ دیکھو دیکھو یہ کیا ارادہ ہے ؎ آخرکار بصد تکرار شہزادے نے دست گستاخ بڑھایا بڑی گھاتون سے دم دلاسے کی باتون سے اُس گل کو داون پر چڑھایا لا اعلم

وصل کی شب کو ستم سے ہیں موقع پہ ملا ۔۔۔ دور اغیار ہوئے عیش کا ساماں ہوا
نازک اندامی سے اُس شوخ کا کچھ بس نہ چلا ۔۔۔ چاہتا تھا وہ بہت پر نہ ہوا مجھسے جُدا
غنچۂ خاطر ناشاد کھلا آخرکار ۔۔۔ بعد مدت کے خزان دور ہوئی آئی بہار

جب دل سے دل ملا غنچۂ یاسمین کھلا دشمن کمبخت کا پردہ فاش ہوا آخر پاش پاش ہوا دامن سرد گلعذار ہوا وہ خندان اور یہ اشکبار ہوا ملکہ کو غش آگیا جب ذرا ہوش آیا تو فرمایا مثنوی آپ کا سارا پیار دیکھ لیا ؎ خوب حیران مجکو تمنے کیا ؎ آبرو آپ کی فزیہ ہوئی ؎ خون بہا میرا تمکو عید ہوئی ؎ خوب کی تمجسے واہ واصاحب ؎ اجی شاباش مرحبا صاحب ؎ تسیم لکھنوی جب اوڑھی عروس مہ نے چادر ؎ نکلا پردے سے شاہ خاور ؎ غائب جو وہ شب کو تھے ستارے خورشید نکلتے ہی سدھارے ؎ یعنی آرامگہ سے دلخواہ ؎ نکلے دولھا دُلھن سحرگاہ ؎ ایک سرخرو دوسرا زرد رو دونون آنکھیں ملتے اُٹھے ایک دوسرے کو حیرت سے تکتا تھا ادھر حیا سے بُری حالت تھی اُدھرا سے سکتا تھا جب شہزادہ حمام مین داخل ہوا ہمنشینین جورات کو تاکتی پردون کو پھاڑ پھاڑ جھانکتی تھین ملکہ کے پاس آئین رات کی باتین ایما اور اشارے مین زبان پر لائین قمرالنسا نے کہا بیگم تمھین میری جان کی قسم سچ کہنا رات شہزادے کو کئے جوتیان لگائین ملکہ یہ سُنکر شرم سے اوپر سر اُٹھاتی تھی بحر خجالت مین ڈوبی جاتی تھی وہان شہزادہ نہا دھو کے پاک صاف ہوکے دربار مین گیا یہان دولھن کو خواصون نے نہلایا پوشاک عروسی اور زیور پرتکلف سے آراستہ کیا چوتھی کا جوڑا پہنایا دربار برخاست ہوا دولھا محل مین آیا دولھن کیساتھ خاصہ نوش فرمایا جب شام ہوچکی چوتھی کی طیاری ہوئی صدہا من ترکاری ہر قسم کی اور منون میوہ سب طرح کا طلائی خوان اور جڑاؤ کشتیون مین بھرا ہوا خوانون پر گنگا جمنی تلیون کے کھانچے کشتیون پر کاشانی مخمل کار چوبی خوان پوش بڑے تجمل اور دھوم سے چوتھی شہزادے کی طرف سے محل مین آئی پھر دولھا طالب ہوا چھینٹنے والیان چھپ گئین دولھا دلھن چوتھی کھیلنے لگے پہلے میوہ کھائی پھر گلبازی ہوئی قدرت حق کی کارسازی ہوئی دولھا نے دُلھن گلبدن

کی طرف پھول پھینکے لوگون نے دُلھن کے ہاتھ سے وہی پھول بآہستگی دولھا کی گود مین پھینکدیے
قطعہ گلبن اُس طرف گل افشان ہوا اسطرف کو تو ٭ پھول چن چن کے تجھے زور سے مارے تا تک
اور کبھی مین بھی کوئی پھول تفنن کے لیے ٭ پھینکون دانستہ خود اتنا کہ نہ پہونچے تجھ تک ٭ پھر آہستہ
سے دولھا نے پھولون کی چھڑی دُلھن کو ماری قمر النسا نے دُلھن کے ہاتھ سے دولھا کو زور زور سے
چھڑیان لگائین اب کہان تک شرح کرون طول دون یہ کہ سب رسمین عمل مین آئین جب دولھا
دُلھن چوتھی کھیل چکے دُلھن کو لوگون نے چھپر کھٹ مین پہونچایا رنڈیون نے حشر مچایا دولھا پر
چارون طرف سے چھڑیون کی مار اخروٹ اور بادامون کی بوچھار پڑنے لگی کسی کمبخت
نے سیب اس زور سے کھینچکر مارا کہ دولھا کے لگتے ہی پاش پاش ہوگیا کسی بیدرد نے بیگن
پھینکا کسی خام یار نے چھوارا کھینچکر مارا کسی نے پلٹتے وقت باجی کہ پکارا شہزادے نے بھی کمر
کسی جس سہیلی نکیلی نشیلی مست سرشار صورت دار رنڈی پر تاک کر انگور کا خوشہ مارا وہ آنکھ
کے گوشے مین لگا آہ کرکے بیٹھ گئی سب نشہ ہرن ہوا جس کو بھی شکر قند ہاتھ مین لیکر دکھائی
اُسنے فوراً اپنی صورت پردے مین چھپائی جب لگائی پردہ توڑ کر جس کے لگی آہ کرکے
اوچھل پڑی چلائی نارنگی جب پھینکی چھپائی کے سوا اور کہین نہ لگی کیلا جب مارا نیچے ہی ڈھم
تاک کرکے مارا انار جب پھینکا چہرے پر جس کے لگا کھل گیا دانون کے ساتھ دو ایک دانت
بھی جھڑ گئے پانچ چار اُکھڑ گئے ایسی چوتھی کھیلی وہ مار دھاڑ کی کہ تین پانچ بھول گئے سب
ششدر رہ گئے خوشی کی بات تھی اس لیے سب سہہ گئے جب چوتھی کھیل چکے سب ہنگامہ
موقوف ہوا شہزادہ خوابگاہ مین تشریف لایا پھر وہی عیش کا سامان تمام ہوا وصل کا سرانجام
ہوا اُس رات نے عجب لطف دکھائے دونون طرف گل کھلے ہوے حیا و شرم کا نام نہین کسی کو
کسی طرح کا رنج و آلام نہین دلون کو سو سو طرح کے مزے آئے ہر روز اسی طرح با عیش و نشاط
ساغر تمنا مے وصال سے معمور ہوتا دل بادۂ سرور سے مسرور ہوتا شہزادے کو دن عید
رات شب برات تھی وصل جانان ایام گذشتہ کی مکافات تھی صبح و شام بادۂ نشاط سے
سرشار عیش و نشاط مدام نہ ہجر سے کچھ مطلب نہ فراق سے کچھ کام تھا نہ بیم فلک کینہ ور
نہ خوف گردش ایام تھا

عزم آرام دل سوے وطن رخصت ہونا شاہ سے بیان جلوس

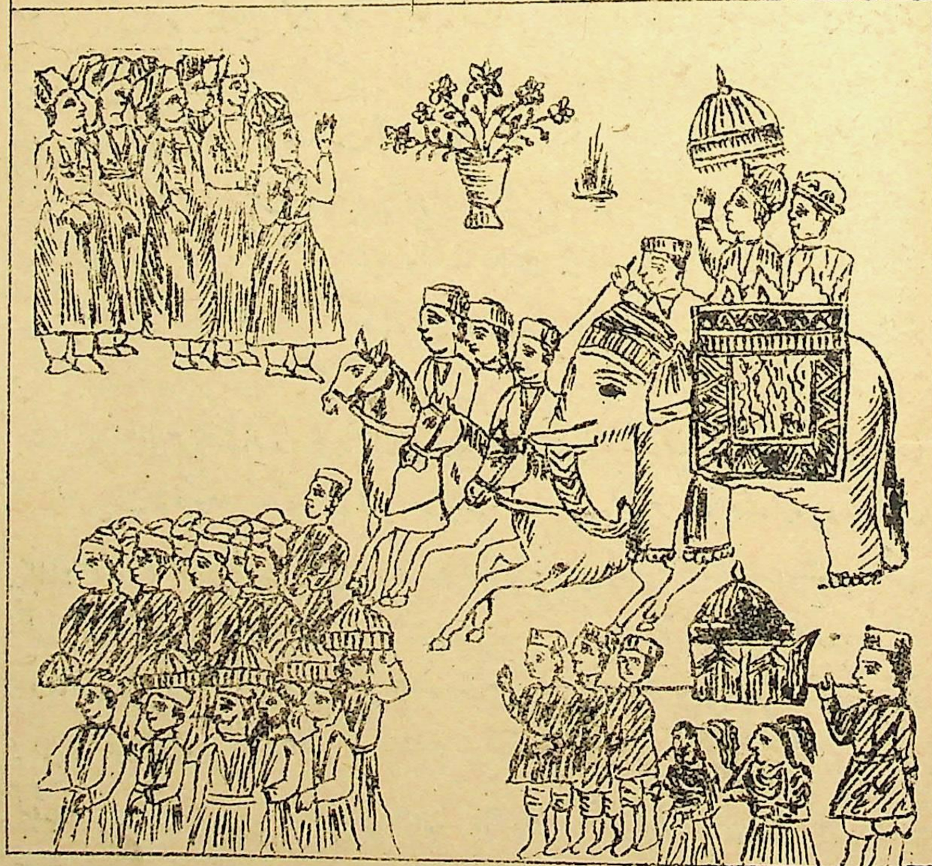
سواری اور بخدم وحشم روانہ ہونا

چل ای توسنِ خامہ فرخندہ گام + کہ سامان شادی ہوا سب تمام + بر آیا مرے دل کا سب مدعا + جو کچھ چاہتا تھا وہ حاصل ہوا + مگر اب ذرا حال رخصت لکھوں + بہار خزان سیر غربت لکھوں + سیاحان دشت پیما درہ نوردان آبلہ پا احوال رخصت شہزادہ آرام دل جو یا یون لکھتے ہین کہ ایک شب شہزادے نے چھپر کھٹ مین لیٹے لیٹے ملکہ سے کچھ اشتیاق ملازمت والدین کا اپنے ظاہر کیا اُس رضا جو کو تو خوشی خاطر اپنے محبوب کی بدل منظور تھی فی الفور جواب دیا نسیم لکھنوی چلیے گا تو ساتھ ہین بلا عذر + رہیے گا تو بندگی مین کیا عذر + شہزادے کی تو یہی آرزو تھی صبحدم آتے ہی شاہ سے اپنا عرض حال کیا نسیم لکھنوی دعوے نہین کچھ ویسے ہو سکے پر + قائم رہیے کیے ہوے پر + لازم جو ہو اُس مین کد کیجیے + سائل کا سوال رد نہ کیجیے + بادشاہ یہ سنتے ہی گھبرائے فرمانے لگے کہ ملک حکومت فوج سلطنت سب کچھ موجود ہی پھر رخصت چہ معنی وار دبسم اللہ حکمرانی کرو مین ایک اولاد کے سوا دوسرا فرزند نہین رکھتا جو بعد میرے وارث تاج و تخت ہو پھر کیا سبب جو ایسا کلمہ زبان پر لاتے ہو ناحق بیٹھے بٹھائے مصائبات سفر اُٹھاتے ہو شہزادے نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ عالم منصفی شرط ہی حضور کی سلطنت سے کمترین کو کچھ کام نہین مگر حضور اپنے اوپر یہی قیاس فرمائین کہ آپکو جب مفارقت اپنے فرزند کی ایک لحظہ گوارا نہین تو واے بر حال میرے والدین کے کہ ایک مدت دراز سے مجھ نالائق کی تمنائے دیدار مین مضطر اور بیتاب ہون گے لوگ بیچارے میری تلاش اور جستجو مین خراب ہون گے بادشاہ نے فرمایا اچھا ایک برس اور توقف کرو پھر رخصت کرونگا شہزادے نے عرض کی حضرت اب تو ایک ساعت ایک ایک سال کے برابر ہی میرے حال پر رحم فرمائیے رخصت کیجیے اگر میری خوشی ہی غرض بادشاہ نے ہر چند سمجھایا بہلایا پر راہ کا نشیب فراز سنایا مگر وہ کب سنتا تھا نسیم لکھنوی دو دل جو ہون چاہیے پر راضی + یہ جان نے کیا مگر بیجا قاضی + ناچار بادشاہ کو سوائے رخصت اور کچھ بن نہ آیا وزیر اعظم سے واسطے تیاری سامان سفر کے ارشاد فرمایا تاریخ ٹھہری دن مقرر ہوا جبراً قہراً مہینہ بھر اور رکھا جب مہینہ گذر گیا بموجب حکم بارک اللہ یوم السبت والخمیس جمعرات کے دن آدھی رات رہے سے کوچ کی طیاری ہوئی اُس شب لوگون کو نیند نہ آئی پہر رات رہے سے زن و مرد لڑکے بوڑھے جوانون کا ہجوم ہوا ہر شخص سواری کا جلوس دیکھنے چلا میر حسن یہ خالق کی تھی قدرت کاملہ + تماشے کو نکلی زن حاملہ + پانچ کوس تک دو راستہ آدمیون

کی بڑی کثرت تھی کوٹھون اور برآمدون پر بھی یہی کیفیت تھی شہزادہ رخصت ہونے لگا بادشاہ
نے روکر آرام دل کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پھر بازو پکڑ کے سورۂ فاتحہ پڑھی اور یہ کہکے
رخصت فرمایا مولانا نظامی سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را جب شہزادہ
سوار ہوا توپخانہ سر ہوا بادشاہ ثریا جاہ اسد برج مین تشریف لے گئے اور وہان سے سواری کا
جلوس دیکھنے لگے پہلے دو لاکھ سوار زرق برق دریاے آہن مین غرق نوجوان گھوڑے وہ کہ جس پر
ابلق لیل و نہار نثار پانون مین موزے کتان کے پائجامہ حریر کی قبائین اوپر زرہ سر پر خود ہاتھون مین
داستانے پشت پر گینڈے کی ڈھال بشیال کمر مین بوندے کی کٹار آبدار داب مین تلوار قبور تنچے کی
جوڑی بندوق چقماق کندھے پر برچھا ہاتھ مین ہر جوان کے تیکھی چتون نوک جھوک بات بات مین
طرق کے طرق پرے کے پرے گھوڑے کڑکاتے لوگون کو بھڑکاتے کنوتیان ملائے باگین اٹھائے دریاے
فوج مین سے موج کی طرح نکل گئے پھر آگے کوتل ہاتھی پر علم ظفر پیکر پیچھے نکھٹے پر چتر لبد اس کے
ماہی مراتب سورج مکھی خیر دہان اب سواری کا سامان شروع ہوا ہر شخص دیکھنے کو رجوع ہوا ہزار بارہ سو
سانڈنی جنگلی شان مین خدا فرماتا ہے والی الابل کیف خلقت بغدادی دکھنی باردار ڑی دو دو سو کوس کے
دھاوے کی مقیش کی باگین طلائی مہارین گلے مین سونے کے گھنگرو صندل کی کاٹھی کمخواب کی جھولین
اُن پر پندرہ پندرہ برس کے جوان سوار بناتی پائجامے سُرخ کرتے جنیبی ٹپی پشت پر سپر ترکش
مین تیر پرتلے مین تلوار دوش پر کمان کمسن و خوبصورت نوجوان ہاتھ مین کوڑا مہارین کھینچے
ہرے کاٹھی سے ملاے طاؤس کا جوبن دکھائے اور دو ہزار کچھیڑہ ناکندہ ناب کا پورا جنگلی تعریف
خالق کونین نے فرمائی ہے والعادیات ضبحا کہکے قسم کھائی ہے اُس مین دو سو دریائی باقی سب
عراقی ترکی اعرابی ایرانی کابلی کچھی خراسانی ختائی دکھنی کاٹھیاوار کا مدانی کی گردنیان موتیون
کی جھالر مقیش کی چوٹیان مخملی کارچوبی گدے لیس کے فراخی قائزہ دکھنیا کلیلیں کرتے باجے کی آواز
سے ورتے اور سات سو خاصہ کوتل بانات چار جامے کارچوبی زین پوش اُسپر کوتل کش سونے کی
رکابین کمخواب کے تنگ پر زرو دشالون کے زیر بند طلائی کلغی جواہر نگار پوزی دچی گردن
مین یاقوت کے اگے سونے کے توڑے گلے مین ہیکل پانون مین جھانجھین سُمّون پر موتیون
کی پاکھر رنگین دُم دو دو انگل پہنا لی بڑی طیاری سے دُم سم سائیسون کے ہاتھون پر اڑجانیکی
گھاتون پر معشوقون کی طرح پھڑکتے توپ کی آواز سے بھڑکتے سائیسون کے ہاتھون
مین سونے کے موٹے کڑے کانون مین سونے کی مرکیان سر پر گلتاری پگڑی گلے مین اطلس کی خرائی پانون

ہین بنارسی دھوتی پگڑی پر داڑھی باندھنے کے رومال پر گرہ لگی ہوئی ایک ایک لپیٹ خردون کا جوتا پانؤن مین جیسے لکھنؤ کے جوہری یا متھرا کے سیٹھ مقیش کی پاگڑ ورین کندھون پر گنگا جمنی ڈنڈیون کی چوڑیان ہاتھون مین پہنچیان اکبری حسینی اختری نادری اُنکے پیچھے پھیرا پلٹن اُسپر عجب جوبن بارہ بارہ برس کے جوان رشک غلمان لکھنؤ کے بوٹ پانؤن مین چوڑیدار پاجامے سُرخ اطلس کے انگرکھے سیلی کمر سے بندھی گلنار مندیل ہتیان کرن کے طرے چھوٹے چھوٹے نیمچے اور کتیان پچاپ کی جوڑیان کمر سے ہلکے ہلکے رفل کندھون پر ساز دستگیرے درست انتہا کے چالاک و چست باجا بجاتے برابر قدم اُٹھاتے نرسنگہ کی صدا ترنا کی ادا دف کی آواز گھنگھور بانسلی کی دھن جھانجھ کا شور خلقت بھی کیفیت دیکھ رہی تھی کہ نقیب اور چوبدارون کی آواز کانون مین آئی اُنھون نے آواز لگائی کہ مجرا شہزادۂ عالم پناہ صاحب پھر ایک غول نمودار ہوا سواری قریب پہونچی ہر شخص بے قرار ہوا دیکھا دس بارہ ہزار خاص بردار خاصیان کندھون پر اُن کے غلاف کاشانی مخمل کے گردپوش صاف صاف ململ کے پاجامے اطلس کی چپکنین زربفت کے شالے ٹپکے سر پر باندھنو کا چیرہ بیش قیمت مندیل نما پیچھے آرام دل عماری دار ہاتھی پر سوار خواصی مین محمود وفادار ہاتھی فلک شکوہ پر نمکین باعظمت و شان سب ہاتھیون مین دونا لاکھ دولاکھ مین ایک رنگا رنگ یا وضعدار خرطوم سے تا بہ مستک رشک گلزار دہنے بائین دو دو برچھے والے ہاتھون مین بھالے سنبھالے دانتون پر سونے کے جڑاؤ گہنے مستک پر فولادی سر اُسپر کلغی گلے مین طلائی ہیکل کانون مین بالیان اُن مین موتیون کے مالے ناظرین کے جی چھین کرنے والے سُلطانی بانات کی جھول تخمیناً دس گز کا عرض پندرہ گز کا طول کارچوبی بہت سنہرے کام سلمے ستارے سے مغرق تمام سُرخ ریشم کا رستہ جواہر نگار عماری جواہرات مین جڑی ہوئی ساری فوجدار خان خوشرو جوان بجائے فیلبان دہنے ہاتھ مین جواہر نگار گجباگ بائین ہاتھ مین پیچوان مستک پر رکھے ہوے آسن دبائے مہرہ اُٹھائے ہاتھی کے خرطوم مین جنور دم بدم ناز و ادا سے شہزادے پر ہلاتا معشوقانہ جوبن دکھاتا آرام دل کے برابر ذرا ایک قدم پیچھے ہٹ کر ملکہ حسن افروز پردہ دار عماری مین فیل خوشخرام پر سوار مصاحبت مین قمر النسا پری پیکر حور کردار اُسکے پیچھے پندرہ ہزار ہاتھی ہودج اور عماری کا خاص شہزادے کی سواری کا اُنکے بعد کسی سور تھون مین ماما ئین اصیلین خواصین پیش خدمتین سوار ملکہ کے ہاتھی پر خواجہ سرا فیلبان ہاتھی کی وہی شوکت وہی شان عماری طیاری مین اُسی عماری کے برابر بلکہ اُس سے بہتر اندر گنگا جمنی چلمنین باہر

کارچوبی پردے مخملی فرش اُسپر مسند تکیہ لگا ہوا دگیریون پر چھوٹے چھوٹے دو الماسی کنول روشن عماری مین موتی کا جوبن ملکہ والدین کی مفارقت عزیز و اقارب کی مہاجرت مین فرط آلام سے سرنگون دل مین ہزارون وسواس مگر راضی برضاے ایزد بیچون قمر النسا دل بہلانے کی باتون مین سیر و تماشے کے حرف و حکایتون مین مصروف ان دونون ہاتھیون کے گرد ہزارون غلام سیمبر زرین کمر بے انتہا خواجہ سرا الماس فیروز بسنت یہ ان کے افسرون کا بتا جھرمٹ مارے ہوے لال سبز توغین ہاتھون مین لیے ہوے الشگین بلوری روشن کیے ہوے سواری جو برج اسد کے نیچے پہونچی شہزادے نے جلدی سے بیچوان الگ کیا اور ہاتھی پر کھڑے ہوکر شاہ کو آخری مجرا کیا بادشاہ کی آنکھون سے آنسو گر پڑے منھ پھیر لیا وزرا ادھر زار زار رونے لگے رومال آنسوؤن سے بھگونے لگے اسوقت سقون کی گلاب پاشی صبا کی جانخراشی خوشبو کا لہکنا وشت کا مہکنا صبح کا جھٹ پٹا وقت نسیم سحر کا فرفر چلنا شمعون اور مشعلون کا جھلملا کے جلنا سورج کی کرن کا پھوٹنا شہزادے سے خلقت کا چھوٹنا تمام عالم کی گریہ وزاری ہر صغیر و کبیر پہ بیقراری



کا عالم طاری یہ کیفیت جو نظر آئی مہر منور چرخ چہارم پر مضطر ہو کر بنظر عبرت تماشا دیکھنے نکلا فلک
ستم شعار کہ اس سیر کو بچشم انجم نگران تھا اُس سے بھی نہ دیکھا گیا گھبرا کر آنکھین بند کر لین چاند کی
رنگت فق ہو گئی مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین آخر مہتاب نے اسی غم مین گھلا گھلا کے آپکو ہلاک کیا
سحر نے اپنا گریبان چاک کیا سبزے کے دل مین غم کی برچھی لگی بے اختیار شبنم کے آنسو ٹپک پڑے
درخت حیرت سے کف افسوس ملتے تھے کھڑے پہاڑ مین شیر نے اللہ ہو کا نعرہ مارا مرغ سحر اللہ اکبر
پکارا ہر جانور خدا کی یاد کرنے لگا ہو الباقی کا دم بھرنے لگا شہزادے کی فرقت مین در و دیوار
چرند پرند انسان حیوان سب کو رقت وحشت کو وحشت آسمان کو حیرت صحرا جنگل کوہستان بیابان
ہو کا مکان عجب عالم نظر آیا سنگدلون کا بھی دل گھبرایا روتے روتے لوگون کی ہچکی بندھ گئی کلیجے
تھرا گئے ہزارون کو غش آ گئے سیل اشک آنکھون سے جاری تھا بیخودی کا عالم طاری آخری
دیدار تھا لوگ بار بار حسرت کی نگاہون سے دیکھتے تھے زار زار روتے تھے اور یہ کہتے تھے بہ نظم
مژدہ ای گردون بر آیا تیرے دل کا مدعا ٭ شہر سے آباد آتا ہے نظر ویرانہ آج ٭ سواری جب دور
نکل گئی لوگ ناچار با دل داغدار و جگر فگار اپنے اپنے گھر آئے مگر کہان کی بھوک کہان کی پیاس
سب کا جی بیچین چہرہ اداس شہر اُجاڑ مکان پہاڑ ویران بازار گل و گلزار بد تر از خار نظر آنے لگا
سب کا دم گھبرانے لگا بادشاہ خلقت کی بیقراری زن و مرد کی آہ و زاری دیکھتے تھے اور بھی صدمہ
دلبر ہوتا تھا قصہ کوتاہ جب سواری دور پہونچی اور خزانہ توپخانہ میگزین اُردوے معلےٰ خیمہ ڈیرہ
جا چکا بادشاہ با چشم اشکبار محل مین تشریف لائے وہان دیکھا تو سبھون کی روتے روتے بُری
حالت بیگم صاحب کو غشی کی نوبت گھبرا کر جی بہلانے کے لیے باغ حیات بخش مین تشریف لائے
وہان عجب رنگ نظر آئے روش پڑی بگڑی ہوئی سبزہ پامال تمام باغ مین بیت جھڑ درختون کا
جو حال سرو مین بل شمشاد مین خم لالہ داغ بر دل نرگس چشم پُر نم گلاب کے درخت مین پھول
کیسا کہین پتے نام کو نہین سوکھا ہوا کانٹا سو تیا بے آب چنبیلی کی مٹی خراب بنفشہ پژمردہ ریحان
بیجان سوسن خاموش سنبل پریشان نہر خشک بے آب مچھلیان زبان نکالے ہوئے بیتاب انگور
مثل حال عاشقان مُرجھائے زعفران کے تختہ کی طرف دیکھو تو بے اختیار رونا آئے نہ وہ باغ نہ
وہ بہار نہ وہ گل نہ وہ خار نہ بلبل کے چہچہے نہ وہ درخت سر سبز لہلہے نہ قمری کی کوکو نہ کوئل کی توتو
نہ مور کا شور نہ ساون کی گھٹا گھنگھور نہ نسیم نہ صبا نہ کہین صیاد کا نام نہ گلچین کا پتا نہ سبزہ و صحرا
کیفیت گلزار نہ موسم خزان نہ فصلی بہار جب آندھی کا جھونکا آتا درختون کے ہوش بگڑ جاتے

ہر جھونکے کے ساتھ دوچار جھپیڑے سے اُکھڑ جاتے باد صرصر کے زور سے ٹہنے پتے ٹوٹے ہوے پتوں سے نہر لبریز کنوئین پٹے ہوے بجاے بلبل زاغ زیب گلشن قمری کی جگہ بوم شوم کا مسکن موتی محل ویران نہ فرش نہ وہ تکلفات نہ وہ زیبائش نہ وہ سامان جابجا جانوروں کے گھونسلے آشیانے کوڑن کی بیٹ خس و خاشاک کے ڈھیر کہین کنکر کہین پتھر کہین اینٹ یہ سیر دیکھکر حضرت ظل سبحانی عالم سکوت مین ششدر و حیران تھے ہو الغفور الودود ذو العرش المجید فعال لما یرید کہتے تھے اور گریان تھے سبحان اللہ جہان گذران سراے فانی کچھ عجب مقام ہو جسے دیکھو با ورد و آلام ہو آیند و روند کا تماشا ہو ہر ایک سے رشتہ ہوتا ہو مگر ثبات بجز ذات پروردگار نہین مصرع یکے ہمے رود و دیگرے ہمے آید ؎ کسی کو اس دہر ناپائدار مین قرار نہین جو لوگ فنا فی اللہ ہین اُنکے تو کیا کہنے نہین تو وہان سے شوق دیدار مین آتے ہین آب سرد نان گرم سایۂ دیوار شاہد گلعذار باغ و بہار جہان کی نعمتون کے مزے اُٹھاتے ہین حب وطن یاد آتا ہو شعر حب وطن از ملک سلیمان خوشتر ؎ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ؎ جھکے چلے جاتے ہین رشتۂ اُلفت ہر ایک سے توڑ جاتے ہین سب کو روتا چھوڑ جاتے ہین سید محمد خان رند کیے ہین خوب سے نظارے باغ ہستی کے ؎ جہان کو بس مرے پروردگار دیکھ چکے ؎ ہوے سفید و سیاہ جہان سے واقف ؎ بہت سی گردش لیل و نہار دیکھ چکے

القصہ آرام دل با این جاہ و حشم فارس سے سوے وطن روانہ ہوا یہ قصہ زبان زد انام ہوا اور ہر ملک و دیار مین ان باتون کا فسانہ ہوا ہر روز کوچ در کوچ مقام در مقام یونہین منزل طے کرتے چلے

تھوڑا حال اس رنجور دور از سرور عاشق صادق ہدف ناوک غم مجروح سنان الم بے یار و غمگسار یعنی صنوبر عاشق زار کا پھر شہزادۂ سیاہ فام کا آنا فتنۂ خوابیدہ جگانا صنوبر کا گھبرانا پھر آرام دل کو نامہ لکھکر طلب فرمانا

پلا ساقیا ساغر لالہ فام مگر ختم پائی نہ وہ غم کی بات نظر دلفگارون پہ اصلا نہ کی کہ اک غمزدہ کا لکھون مین بھی غم	کوئی دم تو دل ہو مرا شاد کام خوشی کا رہا ہر طرح نغمہ سنج جلا دل مرا تونے پروانہ کی وہ فقرے جو دل مین کھٹکنے لگین	لکھی اب تلک عیش کی واردات نہ لکھا مگر تونے انجام رنج وہ ساغر پلا پُر ز رنج و الم جسے سنکے عاشق بلکنے لگین

لگے پنجۂ غم کا دل پر خراش
ہر اک قافیہ جیسے برچھی کی نوک

ہر اک بات پر ہووے دل پاش پاش
دکھاؤن غم آباد کی کیفیت

ہر اک فقرے مین ہوئے اک غم کی جھوک
لکھون ایک ناشاد کی کیفیت

غمکشان الم دوست بیماران استخوان در پوست نوحہ گران برشتہ دل روے راحت نادیدہ آشفتہ جگران نیم بسمل شہانا کم رسیدہ حال خراب اُس جگر کباب خستہ و بیتاب صورت سیماب زاویہ نشین کلبۂ رنج و محن ہمدوش شام غریبی روے نادیدہ صبح وطن خون مین جگر چراغ سحر یعنے صنوبر بے بال و پر کا یون رقم کرتے ہین کہ فراق شہزادۂ بیوفا نا آشنا بانی صد جور و جفا یعنے شہزادہ آرام دل مہر شیم اور یورش فوج غم والم سے کچھ عجیب حال ہوگیا کہ گل سا بدن سوکھا ہوا کانٹا آنکھون مین حلقے سنبل زلف پریشان صورت آئینہ حیران سرو قد بار غم سے سرنگون بالکل پوست و استخوان رگین نمودار الگ الگ تار تار غیرت مجنون رنگ محل مین اُسی پلنگ پر جہان آرام دل سے ملاقات ہوئی تھی مُنھ لپیٹے ناکام بادرد و آلام لیٹی ہوئی سینہ ناوک غم سے فگار سینے مین دل بیقرار لب خشک چہرۂ زعفرانی ہر دم آہ سرد دل مین سوز نہانی ہاتھ پانون ٹھنڈے کلیجے مین درد آنکھین نیم باز آنسو روان عشق کی طرف سے ناز ادھر سے نیاز لب پر جان پُر ارمان اور بصد حسرت و یاس یہ مطلع ورد زبان رنگ زیست کے دن اپنے پورے کر چکے ؛ تکتے تکتے راہ تیری مر چکے ؛ ہر دم فراق کا زور نالون کا شور جوش جنون مین دل خون چشم گریان صدمۂ فرقت وصل کا ارمان نہ چپ رہنے کا مقام نہ کچھ کہنے کا ہنگام اس حال مین جو دل بیقرار ستاتا تو بے اختیار یہ شعر لب پر آتا جرأت اُسکو بھاتا تھا تو کیون موت نہ آئی اللہ ؛ ایسی رسوائی کا جینا نہین درکار نہ تھا ؛ الٰہی یہ پہاڑ سی رات کیونکر کٹے گی ہاے کیا کرون یہ بھاری سل چھاتی پر سے کب ہٹے گی ذوق مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جیون روز حشر ؛ مجھسے یہ کسمدن کے بدلے آسمان لینے لگا ؛ خواصین مغلانیان سہیلیان سب کہتی ہین کہ بیگم خدا کو یاد کرو امید وصل سے دل شاد کرو رنج و الم کی بھی انتہا ہوتی ہی ذرا گل و گلزار کی سیر سے جی بہلاؤ کہ دلکو تقویت ہو جسم مین توانائی آئے تو ان کو جواب دیتی جرأت آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو ؛ رکھے خدا جہان مین دل بیقرار کو ؛ صبا شور جسکا ہی وہ ہی عشق جنون زاد مین ؛ بندھ گیا ہی نقش حسن کا سودا دل مین ؛ کونسی شب نہین رہتا ہی خیال گیسو ؛ یہ وہ طائر ہی کہ لیتا ہی بسیرا دل مین ؛ جلوۂ عشق بناگوش صنم دیکھو تو ؛ اُتر آیا ہی عجب عرش کا تارا دل مین ؛ کس طرح آکے خوشی گرد بیٹھنے پائے ؛ فوج اندوہ کا رہتا ہی ٹلا یا دل مین ؛ اے صبا جسکے لیے ہون مین پریشان خاطر ؛ چاہتا ہی مجھے وہ گیسوؤن والا دل مین ؛ شومی قسمت اور گردش گردون دن دن پرست تو دیکھو کہ بعد (۱)

مدت کشش محبت سے اگر آئے بھی تو باہر رہے پھر چلے گئے اور ہمین صورت نہ دکھائی دم بہ بنی جان پر کیا کیا آفت نہ آئی وہ کہتین بیگم گھبراؤ نہین انشاءاللہ تعالیٰ پھر آئینگے خدانے چاہا تو تھوڑے دنون مین یہ غم والم دور ہو جائینگے تو کہتی صبا لاکھ قربان کوئی جان کرے ؎ بخدا وہ جو بہت کسیکا ہو ؎ صاحبو ایک مرتبہ آنے کا وعدہ تھا وہ اُنھون نے وفا کیا اب بھلا کیون آنے لگے ایک بیچاری مجھ غریب مصیبت زدہ کے واسطے مصائبات سفر کیون اُٹھانے لگے ذوق لبون پر جان عبث ہی منتظر وہ شوخ کب آیا ؎ اگر جہلم کو بھی آیا تو جانینگے کہ اب آیا ؎ دلربا جب شہزادے کی بے اعتنائی اور بے پروائی کا خیال کرتی تو کہتی کہ ہائے ہائے لوگو خدا کی قسم سچ ہے ایسے بے دید جورو کے مرید دنیا مین کم ہونگے صنوبر جواب دیتی جرأت آہ کیونکر نہ جدا ہمسے وہ پیارا ہوتا ؎ وہ نہین ہم ہین کہ وہ جس سے ہمارا ہوتا ؎ یہان تو شب وروز سوز عشق مین جلنا شمع سان پگھلنا رات دن آہ وزاری تڑپنا بیقراری تھی وہان فلک ستم شعار درپئے آزار تھا اپنی گھات مین لیل ونہار تھا یعنی شہزادہ سیاہ فام جو فرار ہو گیا تھا جسکا باپ فی النار ہو گیا تھا چند روز مین دو لاکھ سوار ساتھ لیکر چڑھ دوڑا اور یہ ارادہ کیا کہ یکایک شہر مین جا پڑے جو مقابل آئے اُس سے لڑے پھر محل مین گھسکر بادشاہزادی بانی فساد کو گرفتار کیجیے اور بادشاہ کو بھی سزا دیجیے یہان تو ایک دفعہ دھوکا کھا چکے تھے بڑی زک اُٹھا چکے تھے وزیر باتدبیر پہلے سے ہوشیار رہتا ہر طرف سے خبردار رہتا جا بجا گڑھون پہاڑون اور ٹیکرون پر مورچے لگائے تھے سلابت کوچے کند دائے تھے قلعۂ فلک شکوہ کے برجون پر توپین چڑھائی تھین کمند کی حفاظت کے لیے فصیل کے کنگرون پر فولادی میخین جڑوائی تھین فوج نہایت آراستہ ہر طرح کی حرب وضرب سے پیراستہ تھی شب کو تین چار کوس تک روند گشت کرتی تھی طلایا پھرتا تھا جو اکیلا دکیلا آدھی رات پچھلے پہرے روند والون کو ملجاتا بے اجازت جانے نہ پاتا غرض کمال بند وبست تھا کسی کو کسی طرح کا کھٹکا نہ تھا ہر ایک مست تھا وہ ملعون جو باگین اُٹھائے آیا آگے نہ بڑھنے پایا شہر سے سات کوس پر مورچہ تھا فوج نے وہین روکا گولہ اندازنے گولہ مارکے وہین ٹوکا بادشاہ کو خبر ہوئی تمام شہر مین مشتہر ہوئی وزیر پچاس ہزار پیدل اور ساٹھ ہزار سوار لیکر لپکا آتے ہی میدان مین فوج کو جا یا دس پلٹنین پلٹین اور دس لیسار آگے توپخانہ پشت پر سوار پانچ چار پلٹنین سلابت کوچے مین لٹادین دس بارہ پیچھے مدد کے واسطے رکھین پھر تو وہ جم کے لڑائی ہوئی کہ گاو زمین کے پاؤن اُکھڑ گئے آسمان کے کنگرے جھڑ گئے زمین ہلگئی اذا زلزلت الارض زلزالہا کا نقشہ ہو گیا دھوئین کے بادل نکلے روئی کی طرح اُڑتے حشر برپا ہو گیا

یہان تو یہ جنگ عظیم ہونے لگی وہان اُس آفت رسیدہ روزگار یعنی صنوبر بیقرار کے کان مین جو دفعتہً توپ کی آواز آئی دہین دل دھڑکا کہ شاید آرام دل کے آنے کی سلامی دغی طبل جنگ کی صدا پر دھوکا ہوا کہ یہ وردی بجی جب لوگون کو سراسیمہ دیکھا اور شہزادے سیاہ فام کے آنے کا حال سُنا چہرے پر مردنی چھاگئی جان سینے مین تلملا گئی بقول شخصے موے پر سو درے سکتا ہوگیا چھت سے آنکھین لگ گئین دیر تک ٹکٹکی بندھی رہی پھر غش آگیا آنکھین بند کرلین لوگ ایک تو پریشان ہو رہے تھے اور بھی بھوچکا سے ہوگئے جلدی جلدی گلاب چھڑکا نخلخہ سونگھایا بارے خدا خدا کرکے بڑی دیر مین ہوش آیا آہستہ آہستہ بزبان فصیح فرمایا کہ ہاے اے فلک یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے پھر فتنہ اُٹھایا یہ کیسا حشر برپا کیا اے ظالم ہم تو بے موت مر رہے ہین زندگی کے دن بھر رہے ہین میرزا وزیر علی صبا کس دن شب غم جان کو آفت نہین ہوتی ٭ کس شام سے یان صبح قیامت نہین ہوتی ٭ اب اور آفت اُٹھائی اچھا جو تیری رضا یہ کہکر خاموش ہوگئی روتے روتے پھر بیہوش ہوگئی اب جاے غور ہے کہ ادھر تو فراق کا زور اُدھر اس قرمساق کا شور ہجر کے غم فلک کے جور وستم عزت کا خیال آبرو کا وصیان جن باتون سے تنفر جنکے نام سے ننگ وعار ہے سب برروے کار اُسپر طرہ یہ کہ فراق جانان جو ایسی مصیبتون مین پھنسا ہو وہی کچھ خوب جانتا ہے صنوبر کو جو غش سے افاقہ ہوا اور انھین باتون کا تصور بندھا تو ہنسکر کہا لا اعلم غم صیاد وخوف باغبان ہے دو علے مین ہمارا آشیان ہے ٭ پھر روکر دعا مانگی کہ الٰہی مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون پابند آلام بے مونس وبے یار ہون آجکل ہمپر فلک ستم شعار کی بڑی عنایت ہے کہ ایک سواے تقصیر درپے آزار واذیت ہے شکر ہے شکایت نہین اب نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن سخت ناچار ہون کرون تو کیا کرون تو مجیب الدعوات تو قاضی الحاجات سواے تیرے اور کس سے کہون صدقہ اپنے عز وجلال کا مجھ ناکام کو اس سیاہ فام موذی پلید سے بچا اور بہ تصدق اپنے حبیب کے مجھ مہجور دوراز سرور کو میرے محبوب سے ملا یہ کہکر دل جو بھر آیا خوب روئی پھر قلمدان طلب فرمایا اور باچشم خونبار شہزادہ فراموش کار بادۂ انبساط کے سرشار کو نامہ لکھا اور کبوتر کے گلے مین باندھکر ملک فارس کی طرف روانہ کیا یہان دل مین طائر غم نے آشیانہ کیا

ورود لشکر فیروز اثر صحراے پر فضا مین کیفیت اردوے معلے اور نامہ

پہونچنا صنوبر کا بیقرار ہونا آرام دل دلبر کا پھر متوجہ ہونا طرف ملک داراب کے شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اُسکو بھگانا اور شادی کرنا صنوبر سے

پلا ساقیا آب گلنار رنگ ٭ کہ اب ہجر مین ہی بہت حال تنگ ٭ پلا ساقیا بادۂ ارغوان ٭ لکھون اک نئے طول کی داستان ٭ میکشان خمخانۂ سخن و تازہ کنندگان داستان کہن رقم کرتے ہین کہ شہزادۂ آرام دل با تہاران ہزار کرو فر لشکر فیروز اثر شاد کام فائز المرام منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا جب سرحد ملک فارس سے نکلا ایک دوسرے ملک مین پہونچا شہر سے سات کوس آگے جا کے ڈیرے ڈالے خیمے ایستادہ ہوئے پلٹنین جو آگے تھین لال پردے کے قریب پہونچکر تھم گئین و دراستہ ادھر اُدھر جم گئین وردی بجنے لگی سلامی کی توپ دغنے لگی پلٹنون کی پشت پر سوارون نے طپنچے سر کیے سیف نکالکر سلامی دی جب سلامی خیمہ فردوس منزل مین پہونچی پلٹنون کے نشان گر گئے سپاہیون نے کمرین کھولین اور اُترے گھوڑے رسالون مین بندھے توپخانہ الگ کھڑا ہوا ایک طرف فیلخانہ بنا ایک سمت رتھخانہ اور شترخانہ درست ہوا چھوٹے شامیانون کے نیچے خاصے گھوڑے جدا جدا خیمون مین پانچ کوس تک اُدھر سپاہ بیچ مین شہزادے کی فرودگاہ خاص وا سراپردۂ شاہی کے گرد حلقہ مارے ہوئے اپنے اپنے خیمون مین با عیش و آرام پہرہ چوکی سے ہوشیار سب خبردار ادھر پلٹنین اُدھر خاص بردار اودھر توپخانہ ادھر سوار بیچ مین اُردو بازار آراستہ ہوا دوکانین جم گئین کٹورہ بجنے لگا ہر ایک اپنی اپنی دوکانین سجنے لگا حلوائی نان بائی کبابی عطار پنساری کنجڑے برف والے خوانچہ والے تنبولی پھول والے کوئی آواز لگاتا ہی ملائی کی برف کوئی سُناتا ہی حلوا سوہن ہی جاڑے کا کبھی ندا آتی تر اُٹھتا ہی پٹی مین کبھی صدا آئی گلاب جامن ہی مصری کی ڈلیاں کوئی بولا لونگ چڑے کباب کسی نے کہا کنٹھے ہین موتیا کے اور دو راستہ جا بجا ساقنین عجب آن بان سے کورے کورے مداریے تازے کیے چلمین برابر آگے رکھے ہوئے آگین سلگنے کا تماکو جما ہوا اکڑ والے پھرتے گالے مین غلیتہ ہاتھ مین حقہ دو چلمین ایک ٹھیا رکھے پر دوسری مین رومال و دہ غلیتہ کے اندر لشکر کی بھٹیاریان نوجوان پانون مین زرد مخملی بوٹ گلبدن کا پائجامہ ساسر لیٹ کی چوڑی گوٹ دمکنے والی کاجی لوٹ لاہی کی انگیا کرتی مصالحہ ٹنکا کرتی سر کی سیٹ کھلا ادلم بینے دو شالے فرد اوڑھتے ہوئے چولی کھنچی صاف شفاف

لچکے کا موباف پٹی جھبی گلوری کلہ مین دبی ہاتھون مین سونے کے کڑے پانون مین تین تین چھڑے گلے مین چمپا کلی دھکدھکی بازو پر نورتن ناک مین کیل کانون مین ساوے سادے سے بالیان ناز سے پائنچے اُٹھائے تیوری پر بل ڈالے ناک بھون چڑھائے بعضی کے حسن و جمال کی تمام شہر مین دھوم دھڑے پر عاشقون کا ہجوم جوان کنٹھے گلے مین ڈالے بانڈیان ہاتھون مین سنبھالے نشہ مردانگی کے متوالے البیلون کی طرح بازار مین ٹہلتے کوئی جلسے مین بیٹھا طنبل بجاتا کوئی لکھنؤ کی ٹھمری گاتا غرض یہ کہ جنگل مین منگل ہوگیا آرام دل مع ترقی خواہان وجان نثاران زربفت کے شامیانے کے نیچے جواہر نگار کرسی پر بیٹھے سیر و تماشا مین مصروف تھے خیمۂ سلطانی مین ملکہ جہان اپنے خواصون اور سہیلیون کے ساتھ بیٹھی فضائے صحرا جو صحن فرودگاہ مین واقع تھا ملاحظہ کر رہی تھی یا دو طن مین ہر دم دم سرد بھر رہی تھی کہ اس عرصے مین ایک کبوتر بیقرار و مضطر پیاس کے مارے تھرتھراتا پانی کی طرف جاتا نظر آیا ملکہ کا جی للچایا فرمایا اسے پکڑو خبردار جانے نپائے مگر پانی پی لینے دو جب کبوتر پانی پیکر نہایا اور پر کھولکر نہایا فرا بازو جھاڑے دو چار خواصین لپکین دوپٹہ ڈالکر پکڑا قمر النسا لائین شہزادی کو دیا ملکہ نے اُسے ہاتھ مین لیکر پیار کیا طائر تیز بال ہماے فرخندہ خصال فرخ فال کے گلے کے بال جو ہوا سے اُڑے ایک کاغذ نظر آیا ملکہ نے ٹٹولا پھر جلدی سے کھولا اور پڑھا لکھا تھا



نامہ از مصنف

ای جان و جہان جان عالم	ای گلبن بوستان عالم	ای غنچۂ گلشن تمنا	ای بلبل شاخسار زیبا
ای عاشق زار حسن افروز	ای ہمدم دیار حسن افروز	ای نیر برج دلربائی	ای گوہر درج کجادائی

اے بانیٔ ظلم و جور آزار
اے در پے حسن باختہ ہوش
اے عاشقوں کے ستانیوالے
ہو غنچۂ لب ترا شگفتہ
ہے اب تو یہ حال اے دلآرام
لاغر ہیں وہ ہجر میں تمہارے
زلفیں تری ہجر میں پریشان
ہاتھوں نے بڑی جفا اٹھائی
یا تنگ تو جو کچھ گذرتی ہے خیر
شہزادہ سیاہ فام آیا
اندر کوئی دم میں ہیگا داخل
کیا دیکھیں فلک دکھائے افسوس
بیتابیٔ دل ستا رہی ہے
یہ نامہ سخن کا قاصد لادے

اے ظالم و قاتل و ستمگار
اے عہد شکن خدا فراموش
اے دل جلوں کے جلانیوالے
بہر دہ کنول ہو میرے لکا
روتے ہیں سحر سے لیکے تا شام
جیتے ہیں بس آہ کے سہارے
آنکھیں ترے واسطے ہیں گریان
کسدن ہے کلائی کو کل آئی
پر آگے کچھ اور دیکھیے سیر
دو لاکھ سوار ساتھ لایا
خلقت کو بنائیگا وہ بسمل
افسوس ہے ہائے ہائے افسوس
جان اپنی لبوں پہ آ رہی ہے
اور جلد جواب اسکا لادے

اے عاشق زار مہ جبینان
اے باعث سوز عاشق زار
افسوس کہ تو وہان ہو خرم
وعدہ تو کیا تھا جاتے جاتے
ہے راتوں کو آہ گریہ و زاری
فرقت کے سبب ہے جان عاری
ابرو کا فقط تو ہی ہے مقصود
کیا حالت جسم ناتوان ہے
گردوں کی جفائیں اب سنائیں
آتے ہی لیا ہے شہر کو گھیر
تاراج کریگا ملک و مال کو
گر زیست ہماری چاہتے ہو
ہم زیست سے اپنی اب خفا ہیں

اے زخمی غمزۂ حسینان
اے وعدہ خلاف محو دلدار
یان ہمکو ہے ہجر کا ترے غم
منہدی نہیں چھوٹتی جو آئے
دنکو تڑپ اور بیقراری
ہے سارے بدن کو بیقراری
مژگان ہے مدام خون آلود
جان بس کوئی دم میں اڑ بدن سے
حال دل غمزدہ سنائیں
قسمت کا لکھا دونوں کا ہے پھیر
لیجائیگا مجھ سے مضمحل کو
تو بہر خدا یہاں تم آؤ
کر جور کہ قابل جفا ہیں

نامہ پڑھتے ہی ملکہ کے آنسو گر پڑے بے اختیار دل بھر آیا خوب روئی اسی دم شہزادے کو بلایا خط دیا اور فرمایا کہ ہائے عشق کمبخت بھی کیا بری بلا ہے جس کے مریض کو کبھی صحت نہیں ہجر میں تڑپے دیدار کو ترسے تمام عمر فراق میں ہزار طرح کے صدمے اٹھائے آخر تمام ہو پھڑک پھڑک کر مر جائے جان سے گذر جائے مگر وصال تا قیامت نہ ہو افسوس جسے دیکھا گور کنارے دیکھا جانبر ہوتے کمتر جان کھوتے اکثر سنا لا اعلم یہ عشق وہ ہے کہ پتھر کو دم میں آب کرے نہ لگا دے دل وہی جسکو خدا خراب کرے ❊ عاشق ازل سے ابد تک وصل سے محروم ہے معشوق باوفا پیدا نہیں کوئی والہ و شیدا نہیں اگر ایک آدھ ہوا تو اس کا اعتبار کیا الشاذ کالمعدوم ہے واللہ بتوں کے دل میں مہر ذرا نہیں یہ بے وفا کسی کے آشنا نہیں کوئی مرے یا جیے انھیں مطلق پروا نہیں اور جو کبھی عاشق کا غم کھاتے ہیں بر سر رحم آتے ہیں تو بتائید ربانی اسی کی عنایت کا سبب ہے ورنہ کرم انکا ستم ہے لطف انکا عین غضب ہے پھر شہزادے سے کہا کیون صاحب صنوبر پر تو یہ مصیبت ہے اور تمھیں یہ عیش و عشرت ہے اللھم زد و لا تنقص آرام دل تو بڑے جلساز بشدت دمساز تھے کہنے لگے بھلا بتاؤ کیا تدبیر کریں جواب قلم انداز ہو یا تحریر کریں ملکہ نے فرمایا کیا خوب

سبحان اللہ کیا کہنا کیا ہی بیحیائی کا جامہ پہنا ہی کچھ اثر نہین جسکے دل مین محبت آنکھ مین مروت
نہو وہ ہمارے نزدیک بشر نہین صاحب برائے خدا جس طرح ممکن ہو صنوبر کے پاس چلو اور اس
بیکسی مین اُس غمزدہ مظلوم ناکام پابندہ آلام کی خبر لو آرام دل نے کہا بیگم اگر ہزار خطا آتے ہم
نہ جاتے مگر یہ آپ کی خاطر ہی پھر نہ کہنا کہ تو ہی قاصر ہی چلئے تو بندہ حاضر ہی غرض بہر رات رہے
پھر کوچ ہوا دو منزلہ سہ منزلہ طی کرتے ملک داراب کی طرف چلے وہان کا حال سُنیے کہ سات روز تک
وزیر خوب لڑا آٹھوین دن اُس بدانجام یعنی شہزادہ سیہ فام نے یلغار کیا اور اُدھر کی فوج پر آپڑا
شپاشپ تلوارین چلنے لگین تیغون کی چنگاریان نکلنے لگین دونون لشکر ملگئے کٹاری پیش قبض قرولی
گھونسم گھا لنا کشتی طمانچے کی نوبت آئی توپخانہ نے فرصت پائی وہ خونریزی ہوئی کہ روح قبض
کرتے کرتے حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ہاتھ دُکھ گئے دوڑتے دوڑتے پانون تھک گئے
نکیرین سوال کرتے کرتے عاجز آئے رضوان و مالک دونون گھبرا گئے بہک گئے بھولے سے ایک آدھ
بہشتی جہنم مین گیا دوزخی جنت مین داخل ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ غرض
خوب لڑائی ہوئی دشمن دبائے آتا تھا ادھر کی فوج کا جی چھوٹا جاتا تھا شہر مین کھلبلی تھی انسان
و حیوان سب کو بیکلی تھی بادشاہ اور بیگم صاحب سب چھوٹے بڑے گھبرائے بدحواس رنگ محل
مین صنوبر کے پاس بیگم صاحب بار بار زمین پر سجدہ کرتین جل تو جلال تو کی تسبیح پڑھتین بڑی
بوڑھیان مصلون پر ناکین رگڑتین بادشاہ لڑکی کو گود مین لیے چھاتی سے لگائے نادعلی پڑھ پڑھ
کے دم کرتے تھے ہر دم دم سرد بھرتے تھے صنوبر دلفگار و مضطر باپ کی گود مین بیٹھی چہرہ کا رنگ فق
ہجوم غم سے سینہ شق آنکھون سے آنسو جاری کچھ عجب عالم طاری ہونٹھ دانتون مین دبائے سر اُٹھائے
بندوقون کی آواز سنتی ادھر اُدھر سر دھنتی خوف سے ہراسان آئینہ دار حیران زندگی سے ہاتھ
دھوئے ہوش و حواس کھوئے ہوئے پر حسرت و ارمان اور چپکے چپکے یہ شعر ورد زبان رنید
پروردگار صدمے جو مقسوم مین یہ تھے ؛ لوہے کا اک توا دیا ہوتا بجائے دل ؛ یہان تو یہ حال تھا
وہان آرام دل نے ملک داراب مین پہونچکر شہر سے دو کوس ادھر خیمہ ڈالا ملکہ نے شہزادے سے کہا
ہمین صنوبر کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہی اگر اجازت ہو تو جائین شہزادے نے کہا بسم اللہ کیا مضائقہ
غرض ملکہ کی سواری تو شہر مین آئی اور شہزادے نے مع سپاہ رزمگاہ کی طرف گھوڑے کی باگ اُٹھائی
شاہ کو پرچہ لگا ملکہ حسن افروز کے آنے سے آگاہ ہوا فوراً سوار ہوا اور شہزادے کی تمنائے دید
مین روانہ دربار شاہ ہوا یہان خواصون نے جلدی جلدی رنگ محل کو آراستہ کیا لوگ سنبھل بیٹھے

پوشاکین بدل بیٹھے صنوبر نے جو سُنا شاد شاد ہوئی بند قید الم سے آزاد ہوئی شکر کیا اور کہا
مصنف تو بھی چل جسم سے اے روح پے استقبال ۔ نکہت زلف لیے باد صبا آتی ہے ۔
پھر بال جو سر پر وبال سے تھے چہرے پر سے سرکا کر درست کیے دوپٹہ اچھی طرح اوڑھا گہنا پہنا
جواہرات کے جوشن جو دُبلے پن سے ڈھیلے ہو گئے تھے ڈوری کھینچ چست کیے ذرا آدمی کی شکل
بنی ملکہ حسن افروز مع قمر النسا اپنی خواصون کے ہمراہ بڑے تکلف سے رنگ محل مین آئین
صنوبر مضمحل شکستہ دل بصد نازو ادا تعظیم کو اُٹھی جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا بوڑھ سہاگن صنوبر نے
جواب دیا کہ یہ سہاگ خدا آپ ہی کو مبارک کرے یہان فراق مین بڑی لذت اُٹھائی خوب مزے
چکھے بندی باز آئی کیسی محبت کہان کی آشنائی ملکہ بولی صاحب کیا خوب جو روٹھے مکرتی ہو
نکاح کروا کے بھول گئین میرے پاس تو طلبی کی دستاویز موجود ہے غرض یہ رمز و کنایہ ہو کر پھر ایسا
کی ملاقات ہوئی صنوبر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر چند خواصون کے ہمراہ زمرد محل مین گئی وہان سے
کوسون کا میدان لشکر کا ہر جوان نظر آتا تھا یہ دونون پتھر کی جالیون مین سے لڑائی کی
سیر دیکھنے لگین دیکھا کہ فوج عدو ہزار در ہزار ہے ادھر کے لوگ بھاگے آتے ہین



ادھر سے مارا مار ہے پھر کیا دیکھتی ہین کہ شہزادہ سمند برق دم پر سوار سر پر تاج شاہی ہاتھ مین
وہی قبضی بجاے تلوار پیچھے لاکھ ڈیڑھ لاکھ سوار سب کا ایک پرا تلوارین سونتے گھوڑون کو سٹھیی
میٹھی بوئی اُٹھائے دہنے سے کترا کے بائین طرف جھکے وزیر جو پہلے لڑ رہا تھا گھوڑا جھپٹا کے
شہزادے کے قریب آیا آتے ہی قدم چوم لیے پھر کچھ مشورہ کر کے آرام دل نے رخش کی باگ

اُٹھائی فوج عدو مین جا پڑا دشمن کی جان پر آفت آئی خوب لڑا قالی دیکر جس سوار پر پچھی کا ہاتھ
بھرپور لگایا سر پر پڑا کہین نہ اڑا مع گھوڑے چار ٹکڑے کرکے زین سے زمین پر اُتر آیا اُس روئین
تیگ مٹ تک دو دو مین جس پیدل بیدل پر ہاتھ چلگیا مطلق نظر نہ آیا جیسے صابون مین سے تار نکل گیا
مارتے مارتے سنتھراؤ کر دیا دشت لاشون سے بھر دیا حساب کیا تو ہر سوار کے حصہ مین ایک ایک
تنکا بھی نہ آیا بہت سے سوارون کی تلوارین پیاسی رہ گئین اُنھون نے مردود کو چو رنگ بنایا
ڈھونڈیا تو اپنے بدن پر چرکا لگا کے تھوڑا بہت خون جٹا یا ملکہ حسن افروز اور صنوبر دلسوز
دونون اپنے حواس مین نہین تھین بال کھولے ہوے گھبرا گھبرا کر قبلہ کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے
دعائین مانگ رہی تھین بارے شکر خدا کہ شہزادہ دشمن پر ظفریاب ہوا سرخرو پیش شاہ داراب
ہوا فوج عدو مین سے کوئی بشر زندہ نہ بچا سب ہین کھیت رہے مگر شہزادہ سیاہ فام بچا جان بچا کر
بھاگا بادشاہ شہزادے کے قریب آئے قوت اور جوانمردی کی تعریف کی ہاتھی پر سوار کرکے محل
مین لائے ملکہ حسن افروز اور صنوبر دونون زہرہ مشتری پھر رنگ محل مین آئین دس ہزار
اشرفیان شہزادے کے صدقے کین اُسی دم جا بجا مسجدون اور مدرسون مین فقرا طلبا اور مساکینون
کو بھجوائین پھر شہزادے کو طلب فرمایا وہ تشریف لایا صنوبر کا عجب حال ہوا فرط سرور اور نشاط
محبت سے چہرہ لال ہوا آرام دل جون جون زمین پر قدم رکھتا تھا صنوبر کی آنکھین بچھی جاتی
تھین دل استقبال کو باہر نکلا آتا تھا شوق وصال دل مین گدگدی کرتا تھا دمبدم ستاتا تھا شہزادہ
آکر مسند پر بیٹھا مگر جیسے کوئی مہمان آتا ہو یا معشوق کہ اپنے عاشق سے شرماتا ہو اول ہی ملاقات
مین چھپایا جاتا ہو صنوبر نے ملکہ سے کہا ہمین ان سے ملال ہو دلپر صدمہ کمال ہو کہ اتنے دنون
بعد آئے مگر پھوٹے منہ سے یہ بھی نہ کہا کہ اس عرصے مین تجھپر کیا گذری یا اب تیرا کیا حال ہو ملکہ
نے کہا بہن یہ بڑے بے وفا ہین اپنے مطلب کے آشنا ہین یہان تو یہ میرے دباؤ سے آئے ہین
ورنہ یہ تو درکنار تم انکا سایہ تک نہ دیکھتین یہ وہ بے مروت پر دغا ہین شہزادے نے فرمایا بس
ذرا خوشامد نہ کیجیے خاطر کی نہ لیجیے وہ باتین بھول گئین ذرا یاد کرو الزام اسکا ہمپر نہ دھرو جانتے ہین
آپ کو ان سے کمال محبت ہو آجکی نہین مدت سے ہوا اور بندہ تو بے مروت ہو ملکہ بولی ہان
بجا ہو اسمین شبہہ کیا ہو محبت تھی تو آئے کیون تھین زبردستی لائے کیون قصور معاف ہو اگر
مرآت دل زنگ کدورت سے صاف ہو کبھی ایسی باتین زبان پر نہ آئین مگر تمھاری تو ان
دنون لڑائی پر طبیعت بڑھی ہوئی ہو ہر وقت آستین چڑھی ہوئی ہو ہر ایک سے

اُلجھاتے ہوا اپنا سا سبکو سمجھتے ہو یہان تو رشک و حسد کا نام نہین تو تو مین مین لڑائی جھگڑا کج بحثی
اشرافون کا کام نہین صنوبر نے چپکے سے کہا خدا کے واسطے جانے دو دور کر واس سے حاصل بس چپ ہو
حضرت غالب شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے ؎ یہ بھی مت کہہ کہ جو کہیے تو گلہ ہوتا ہے ؎
غرض دیر تلک یہی صحبت رہی طعن و تشنیع راز و نیاز چھیڑ چھاڑ بناؤ بگاڑ شکر رنجی کی باتون مین
عجب کیفیت رہی پھر ملکہ حسن اِ غیرو زرِ صنوبر کی مان کے پاس آئی رسم سلام بجالائی اُس نے
چھاتی سے لگایا بڑی تعظیم کی آنکھون پر بٹھایا اور فرمایا کہ بی بی صنوبر کو اپنی لونڈیون کے برابر
بلکہ اُن سے بدتر سمجھنا وہ کبھی تمھاری فرمانبرداری سے منحرف نہوگی ملکہ نے سر جھکا لیا اور شرم
سے کچھ جواب نہ دیا پھر صنوبر کے پاس گئی شب بھر وہین رہی تمام رات عیش و نشاط مین بسر
ہوئی ہنستے کھیلتے سحر ہوئی دونون کا ستارہ ملگیا ایسی محبت ہوئی کہ سلف سے آجتک کسی کی کم
ہوئی ہوگی صنوبر شہزادی کی شادی شہزادے سے پہلے ہوچکی تھی دولھا کے نام مین بڑا اختلاف تھا
سلطان عالم آرام دل اور شہزادہ سیاہ فام مین بڑا اختلاف تھا دوبارہ عقد کی صلاح ہوئی
بادشاہ نے پانچ لاکھ اشرفی کا چبوترہ بنوایا اور ستائیسوین رمضان المبارک کو بعد نماز جمعہ شہزادہ
بلند بخت کیوان بارگاہ کو اُسی چبوترہ پر بٹھا کر موافق شرع شریف دین متین زادہا اللہ شرفاً خطبہ
نکاح پڑھوایا دہ درہم شرعی پر مہر بندھا پھر شاہ نے اپنا تاج شہزادے کو پہنایا سیف کمر سے باندھی
قلمدان آگے رکھا سلطنت کا مالک کیا یہ جہیز دیا اور آپ اُسی روز سے دنیا کو لات مار کر
قناعت گزین ہوا سب سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشین ہوا نوشاہ نے اُن اشرفیون کو شہر دیا
اور طعام ولیمہ تقسیم کیا دوسرے روز جب شاہ مشرق اورنگ فلک پر جلوہ افروز ہوا آرام دل
نے تخت پر جلوس فرمایا اور صنوبر کے بھائی اپنے سالے کو جو بہت صغیر سن تھا گود مین بٹھایا
امورات مملکت بمشورہ اراکین سلطنت بحسن و خوبی انجام پانے لگے بنا ظلم و ستم منہدم ہوئی
لوگ باسائش رہنے لگے ہزار طرح کے آرام پانے لگے غرض شہنشاہ کشورستان آرام دل
جان جہان دونون شہزادیون کے ساتھ جشن مین مصروف ہوا وطن جانا بالقوہ ہا مگر بالفعل موقوف ہوا

روانگی آرام دل سوے وطن طلسمی شیشے کے جہاز پر سوار ہونا

شہزادہ سیاہ فام کے دام مین گرفتار ہونا اُس ملعون کا توپ مارنا

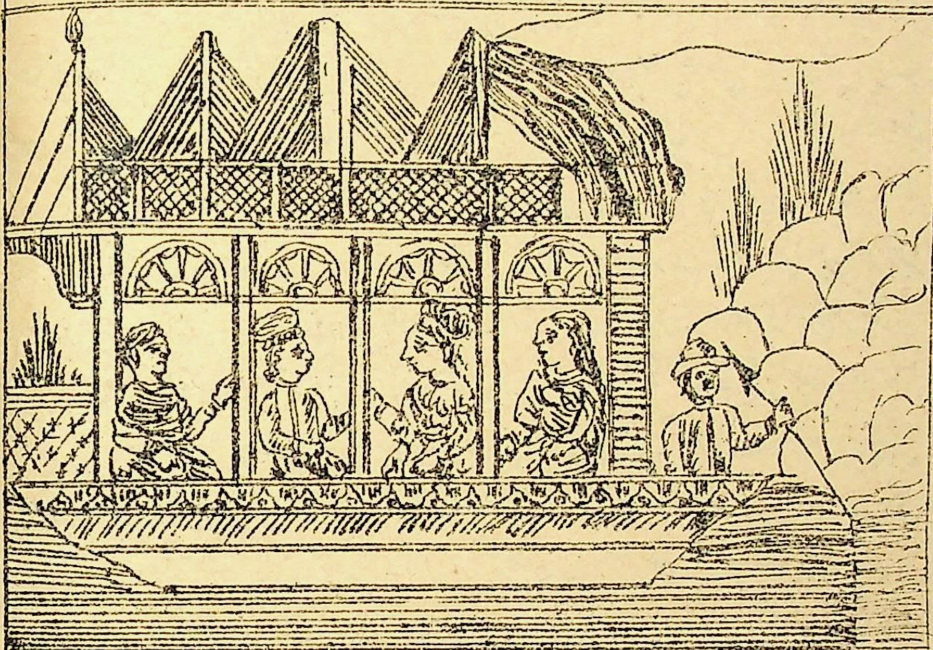
جہاز کو تباہی کے گھاٹ اوتارنا شہزادیون کا تباہ ہونا پھر بنا یات

جامع المتفرقین بچھڑون کا ملنا اور سیمتن کا بیاہ ہونا

شناوران قلزم معانی احوال غواصان بلکف نیاوردہ گوہر مقصود غریق بحر ناکامی ناآشنائے زبان وسود لکھتے ہین کہ ایک روز شہزادہ آرام دل باہم ملکہ حسن افروز اور صنوبر قلعہ مین سمن برج پر بیٹھا لب دریا کیفیت تلاطم بحر امواج اور تماشائے پیچتاب ورطۂ گرداب ہوا کا زور شور دیکھ رہا تھا شراب کے نشہ مین ملکہ سے کہنے لگا بیگم تمنے کبھی پانی کے اندر سیر کی ہی آبی جانورون کے مکان انکے انڈے بچے انکا چلنا پھرنا یہ کیفیت بھی دیکھی ہی ملکہ بولی ہان نئی لہر آئی خوب دل مین سمائی بھلا یہ تو فرمایئے انسان کا کام ہی کہ دریا کے اندر جائے اور سیر کرکے پھر آئے حضرت ظل سبحانی کے سفینے مین البتہ سیر کی ہی خدا کی قدرت ہی جانور کیا دریا مین ملک دنیا زمین صاحب تخت و تاج امیر وزیر محتاج ہر طرح کے لوگ رہتے ہین شہزادے نے کہا تمنے تو کتاب مین لکھا دیکھا ہی ہم اگر متمکین کشتی پر سوار کرکے اندر لے جائین اور سب سیر دکھائین تو کچھ انعام دوگی ملکہ نے عرض کی فی الواقع آب روان کے دیکھنے سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہی سیر دریا جنون خیز و دہشت انگیز ہوتی ہی اگر حضور کے ذہن مبارک مین کوئی بات آئی ہو طبیعت لہرائی ہو تو عجب نہین آرام دل نے فرمایا ہان سفینۂ آبگینہ بنواؤن اور چین تک چین سے اُسی پر سیر کرتا ہوا جاؤن پھر دو محل مین آکر سفید دیو کو بلایا وہ آیا شہزادے نے کہا ایک جہاز چاہتا ہون جس مین بالکل حلبی آئینے لگے ہون اور کل کام کل سے نکلے کل کے دبانے سے پانی کے اندر روان ہو جب ٹھہرائین ٹھہر جائے ذرا اشارہ پائے اوپر اُبھر آئے پھر جب پرزہ دبائین تہ آب ہو جائے اور روان ہو وہ بولا بہت خوب کل زیر قلعہ اُسکا لنگر ہوگا جیسا حضور سے ارشاد ہوا انشاء اللہ تعالیٰ اُس سے بہتر ہوگا دیو تو یہ کہکر رخصت ہوا شہزادے نے مع فوج ملک خاندیس کی طرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ما وراء النہر مین بحر عمان کے کنارے ہمارے منتظر رہنا کسی سے یہ حال نہ کہنا اُسنے حسب الارشاد سفر کا سامان کیا شب کو سب افسرون کو حکم سُنا دیا جب ماہ غواص محیط ظلمت ساحل مغرب مین چھپا اور مہر آشنائے بحر سپہر کنارۂ مشرق سے تھرتھراتا نکلا محمود لشکر لیکر مع خزانہ روان ہوا ادھر جہاز بھی آ پہونچا آرام دل نے دربار عام کیا کیا خوب انتظام کیا کہ اپنے سالے کو سسرے کی جگہ احمدنگر نشین

کرکے تاج بخشا خراج معاف کیا واقعی بڑا انصاف کیا جب اس سے فرصت پائی شاہ باخدا گدائے درِ خیر الوریٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا رخصت کی درخواست کی اُس ولی نے بخوشی اجازت دی ملکہ حسن افروز نے وہین کہا کہ حضرت انھین منع کیجیے دریا کی راہ جانے نہ دیجیے سنتی ہون ایک جہاز آیا ہی خدا جانے کہان سے منگوایا ہی کسنے بیجا ہی کون لایا ہی وہ پانی کے اندر چلتا ہی ہوا سے کچھ سروکار نہین بادِ موافق کا مخالف پانی کے اندر ڈوب کر چلتا ہی عقل مقتضی نہین کہ اُس پر سوار ہون اجل سے ہمکنار ہون مفت جان گنوائین بیٹھے بٹھائے صدمے اُٹھائین اور دیدہ و دانستہ سفینۂ عمر زورق زندگانی کو ورطۂ ہلاکت مین ڈبونا زبردستی جان کھونا کہان آیا ہی کوئی حدیث ہی بلکہ قرآن مین آیا ہی ولا تلقوا بایدیکم الے التہلکۃ خدا نے بھی فرمایا ہی شہزادے نے کہا دریا مین فتنہ انگیز ہوا ہی اکثر فساد اسی سے ہوتا ہی جب بقول تمھارے اُس جہاز کو ہوا سے علاقہ نہین تو پھر کچھ پروا نہین یون تقدیر کا علاقہ جدا ہی اسمین گفتگو کیا ہی ان اللہ علی کل شی قدیر ہر چیز پر قادر خدا ہی ورنہ ذرا سوچو تو ایسا مرکب بھی کہین غرق ہوا ہی پانی مین جانے کل کے جہاز اور بادبانی مین بڑا فرق ہوتا ہی یہ کہکر جہاز پر تشریف لایا شاہ داراب نے سمجھایا اے دوبارہ صاحبزادی ہم مجبور ہین وہ مختار ہین بخدا فرقت گوارا نہین مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین کیا کرین ناچار ہین لازم ہی کہ تم بھی اُنکا حکم بجالاؤ جہان جس طرح لیجائین بے تامل جاؤ ضد نکرو ذرا سی بات پر تنازع و شوہر کی عدول حکمی ہین خدا و رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نافرمانی ہی وہ اگر آگ مین جھونکدین اُسے گلزار جانو یہ تو بھلا پانی ہی بسم اللہ طیار ہو وہ منتظر ہونگے چلو جہاز پر سوار ہو یہ کہکر صنوبر کو ساتھ لیا ملکہ حسن افروز کا ہاتھ مین ہاتھ دیا اور خضر دروازے سے نکلکر لب دریا تشریف لائے ملکہ نے دیکھا شہزادہ سوار ہوچکا صنوبر کا ہاتھ پکڑ مع قمر النسا اور دلربا چند خواصون کو ہمراہ لے جہاز پر پہونچی اور فرمایا بسم اللہ مجریہا و مرسہا جب سب سوار ہوے جہان پناہ بہت اشکبار ہوے عورتون نے رو رو کے کہرام مچایا پھر سب نے دعائین دے کر دور سے بلائین لین ملکہ نے صنوبر سے کہا خدا خیر کرے شگون بد ہوا قدم رکھتے ہی رونے کی آواز آئی یقین جانو جہاز کی سواری شہزادے کو نا ساز آئی بے طور دریائے الم موجزن ہی رہ رہ کے دل جوش مین آتا ہی ہرچند سنبھالتی ہون لیکن لطمۂ اندوہ و غم مین خود بخود دل ڈوبا جاتا ہی سیر و زیر علیٰ حبابِ گردش سے آسمان کی بیکرار ہے ہین ہم ٹو کشتی ہماری گھوم رہی ہی صنوبر کے ساتھ ... شہزادہ آرام دل تو مصروف سیر و تماشا تھا مگر ملکہ حسن افروز غواص گرداب تفکر صنوبر

غریق ورطۂ تحیر یہ دونون بحر غم والم کی آشنا دو گھڑی جہاز ادہر رہا پھر یکایک پانی کے اندر
ڈوب کر روان ہوا ڈوبتے ہی ایک ماہ منور مہر درخشان کی طرح چمکتا ہوا نمایان ہوا بلور کی چھت مین
ایک حلبی آئینہ مدور آفتاب سے درخشان ہوا جہاز کی یہ قطع تھی بہت عریض ور طویل سر بلند

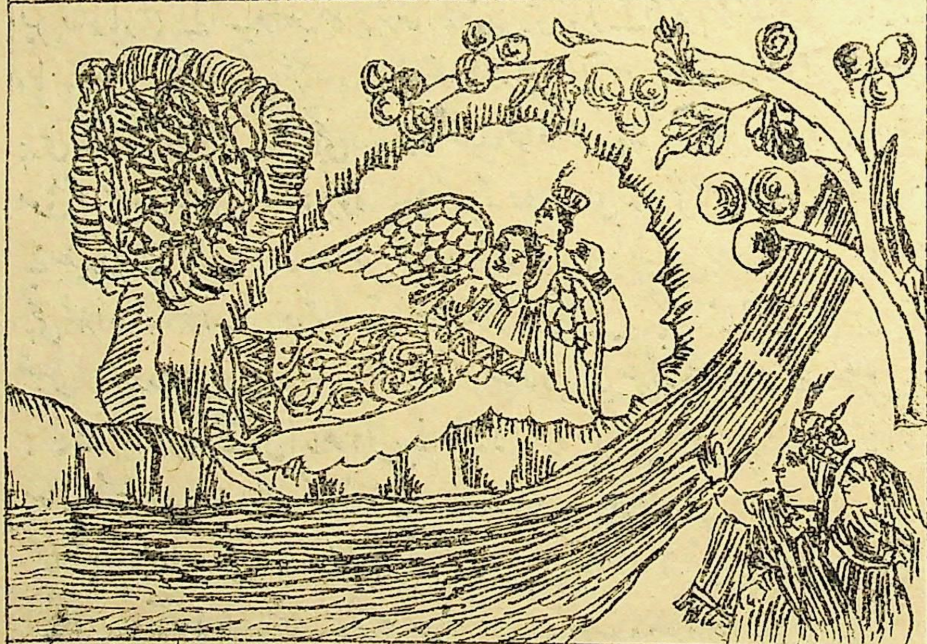


سب جہازون سے دو چند دیوارین مع سقف بلور کی نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئین شیشۂ چار انگل
کا دلدار جہاز بالکل صندل سپید صندل کی تختہ بندی لوہا نام کو نہین تمام نقرئی اور طلائی کام
اندر متعدد کمرے سجے سجائے فرش فروش سے آراستہ شیشہ آلات سے پیراستہ دنکو طلسم سے مہر درخشان
روشن رات کو شمعہاے مومی اور کافوری کی روشنی سے انجمن کا جوبن ہر ایک مکان مین علیحدہ
علیحدہ مسند تکیہ لگے ہوئے چھپر کھٹ پھولون سے بسے ہوئے پردے چھوٹے ہوئے اونچے کسے ہوئے
ہر چھپر کھٹ مین پنکھا اس قسم کا کہ جب تک شہزادہ آرام کرے خود بخود اسکو حرکت رہے ٹھنڈی ہوا
سے دل کو فرحت رہے گلدستون مین نئے نئے رنگ کے گل بوٹے جنکو باد خزان کی ہوا نہ لگے کبھی
جھڑے نہ ٹوٹے پرستان کے میوے کشتیون مین خوانگو شیشون مین ہر کمرہ سجا ہوا ایک سے ایک
اچھا سامان عیش ہر جگہ مہیا صحن کا طول نہایت معقول بیچ مین مختصر سا خانہ باغ روش پٹری
نازک نہر جاری فوارے سبک کیاریان قطع دار اُن مین موتیا چنبیلی سوسن کیتکی موگرا
مدن بان نرگس لالہ نافرمان گل صدبرگ کی بہار چمن کے گرد چنبے کے نرگس دانون

ہین میوہ دار درخت سراسر بلندی مین قد خوبان کے برابر جنکا پھل تصور سے مُنھ مین آئے جانور قصد سے لب تک آکر کباب ہو جائے سر شاخ ہر غنچہ و گل بلبل ہزار داستان کا جھوم جھوم کر چہکنا پھولون کی خوشبو سے تمام جہاز کا مہکنا لب جو سرو اور شمشاد کے نئے نئے پودون پر قمری کی صدا فاختہ کی کوکو چھوٹے چھوٹے پیوندی آم کے درختون پر مور کا شور کوئل کی توتو زمین مین سیب کا فرش اُسکے ہر وصل مین سبزہ نوخیز نرگس وانون اور کیاریون کی مٹی عنبر بیز پر ہیرا اور دیمبر زرین کمر زمردین بال جہاز کے موکل سرگرم کار شہزادہ آرام دل جب یہان سے روانہ ہوا افلاک تفرقہ انداز کو جہاز کی سواری دریا کی سیر کا بہانہ ہوا یعنی اُس نا فرجام شہزادہ سیاہ فام کو یہ خبر پہونچی کہ آرام دل مع پریوشان حور شمائل تری کی راہ اسی طرف سے بسواری جہاز اپنے وطن کو جاتا ہی جہاز شیشہ کا ہی پانی کے اندر چلتا ہی نہایت سریع السیر ہی کل دبانے سے اوپر نکلتا ہی یہ سُنتے ہی زیر قلعہ آیا کمال خوش ہوا پیر گردون نے فریب دیا دام مکر پھیلایا شہزادہ سیاہ فام نے اپنے اہتمام سے بہت بڑا جال فولادی دریا مین ڈلوایا اور منتظر وقت رہا شام کو جال ڈالا اُسکے دوسرے روز قریب دوپہر طرفہ ماجرا روبکار ہوا کہ گردون دام صیاد مین گرفتار ہوا جہاز جو رکا کارپردازون نے کل دبائی جہاز سطح آب پر آیا مگر فولادی جال مین اُلجھ گیا مطلق نہ چل سکا یہ لوگ مستفسر حال ہوئے جہاز رُکنے کا سبب پوچھنے لگے اُدھر قلعہ پر مورچہ بندی تھی جب جہاز توپ کی زد پر آیا اُس ملعون نے نشست باندھکر نشانہ لگایا گولہ آتے ہی چھت پر لگا اُسنے کام تمام کیا جہاز کو تباہی کے گھاٹ اُتارا بیٹھے بٹھائے دشمن نے میدان مارا جہاز کے ٹکڑے اُڑگئے پاش پاش ہوگیا کسی کو خبر نہ رہی کون کدھر گیا کون جیتا رہا کون مرگیا صبا ہر گھڑی اک طرفہ دکھلاتا ہی رنگ ۔ واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے ۔ ناگہان اُسوقت سیمتن پری کا وہان گذر ہوا اُسنے جو یہ کیفیت دیکھی ملکہ حسن افروز اور قمر النسا کو کہ یہ دونون بیہوش یک دگر ہم آغوش قریب الہلاکت عنقریب غرق ہوا چاہتی تھین اُٹھاکر اپنے تخت پر سوار کیا اور لے اُڑی چند ساعت مین اپنے باپ کے پاس جو کوہ قاف کا شہنشاہ معظم تھا جا اُتارا اور جلد جلد عود قماری عنبر سارا انگیٹھیون مین سُلگا کر ان دونون کی برودت اور خنکی کو دفع کیا پہر بھر کامل کے بعد ملکہ کو ہوش آیا ایک پیر مرد باریش سفید تاج خسروی بر سر عبائے بر زر در بر اور ایک پری نازنین کو اپنے بالین پر موجود پایا گھبراکر اُٹھ بیٹھی حیرت سے ایک ایک کا مُنھ تکنے لگی سیمتن پری نے ملکہ کو بہت ادب سے سلام کیا اپنے باپ سے یہ کلام کیا کہ حضور یہ شاہ فارس آدم زاد کی صاحبزادی ہین او شہزادہ آرام دل

پسر شاہ چین کی شہزادی ہین یہ سُنکر شاہ قاف نے بڑی تعظیم کی ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا کہ صاحبزادی رہے نصیب ہمارے کہ تمنے ہمارے غریب خانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے فردوس برین فرمایا اور خوشا طالع ہمارے کہ ہمنے تمکو دیکھا پھر سمتن سے کہا کہ انکو گلستان ارم مین لیجاؤ وہانکی سیر دکھاؤ ملکہ اُس سلیمان ثانی کے اخلاق دیکھکر ششدر ہوئی پری کی محبت اور خاطر داری سے متحیر تھی سمتن پری ملکہ کو گلزار ارم مین لے گئی سبحان اللہ عجب باغ تھا کہ اگر اُسکے ایک تختے کی تعریف صد ہزار تختہ کاغذ پہ بخط ریحان لکھون تو عقل سے دور ہے مگر علماؤنکا دستور ہے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اسواسطے بہشتی نمونہ از خروارے کچھ مختصر لکھنا ضرور ہے کہ روش پہ بڑی بلور کی درخت جواہر کے جڑ مونگے کی ٹہنیان پکھراج کی پتے زمرد کے پھل یاقوت کے اکثر درختون مین بشکل خوشۂ انگور لعلون کا گچھا اور تاک مین مروارید کلان بیضۂ کبوتر سے دو چندان درختون پر بطور قدرت حق کا ظہور طوطی کے زمرد کے پر یاقوت کی منقار گفتگو مین سحر بیان لعل حقیقہ لعل مگر خوش الحان بارہ دری عالیشان چارون طرف دیوارین ہیرے کی پتھر یاقوت کی اینٹین اندر پکھراج کی صحنچیان زبرجد کے دالان یہ سب کچھ سیر تھی لیکن ملکہ کی حالت غیر تھی جب سمتن پری نے ملکہ حسن افروز کو دالان مین لیجاکر بٹھایا ملکہ نے آبدیدہ ہوکر پوچھا کہ صاحب آپکا نام کیا ہے اور باغ ارم کسکا ہے پری نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی کو سمتن کہتے ہین اور یہ باغ ارم اسی کنیز کا ہے اسمین والد ماجد رہتے ہین ملکہ پری کا نام سُنتے ہی آرام دل کے تصور مین زار زار رونے لگی پہلے تو چپکی بیٹھی رو یا کی بیقراری کو ضبط کرتی رہی مگر جب دم بہت گھبرایا اور ہجوم غم سے کلیجہ مُنھ کو آیا تو ہائے شہزادہ کہکر پری کے گلے سے چمٹ گئی اور چیخ مارکر رونے لگی ایسی روئی کہ غش آگیا پری نے ہاتھون پہ رو کا سنبھالا اُسکی بھی آنکھ سے بے اختیار آنسو جاری تھے بیخودی کے عالم طاری تھے دیر تک یہی کیفیت رہی دونون کو غش کی حالت رہی آخر سمتن پری نے اپنے حواس درست کرکے ملکہ کو لخلخہ سونگھایا بید مشک چھڑکا کچھ افاقہ ہوا ذرا ہوش آیا سمتن نے تسکین کی باتون سے سمجھایا خاطر آشفتہ کو ہرچند بہلایا مگر وہ رونا اُس سے چھوٹے کیونکر جس سے ایسا دلبر چھوٹے پھر پری نے عرض کی کہ ذرا حضور دلکو تسکین دیجیے تھوڑی دیر باغ کی سیر کیجیے دیکھیے مین ایک آن مین گئی اور آئی اور دو گھڑی مین آپ کے پاس شہزادے کو لائی یہ کہکے سمتن تخت پر سوار ہوئی ملکہ کو وہین روتے چھوڑا اور آپ آرام دل کی تلاش مین فلک سیار ہوئی اب سُنیے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا شہزادہ ایک تختے کے سہارے بیتاب زار زار روتا اور یہ کہتا چلا جاتا تھا چھپا ساحل دکھائی دیتا ہے

مجھکو نہ تھاہ ہی + دریائے عشق مین مری کشتی تباہ ہی + ملکہ حسن افروز اور صنوبر کے فراق نے شہزادے کو مردے سے بدتر کر دیا تفرقہ انداز چرخ کج نہاد نے مجموعۂ انبساط اور گلدستہ نشاط کو اک آن مین ابتر کر دیا آرام دل سوچا کہ دریائے ناپیدا کنار ہی اب اس دریائے زخار سے نکلنا بہت دشوار ہی ہر دم اجل ہمکنار ہی مانا کہ بچے اور کسی طرح نکلے بھی تو کیا جب اپنے آرام دل اور دلبر اس طرح دنیا سے اُٹھ گئے اور اُنھون نے ہمارے واسطے زندگی مین کیسی کیسی جفائین اُٹھائین آخر اپنی جانین گنوائین تو پھر ہم جی کے کیا کرینگے یہ سمجھکر مرنے پر مستعد ہوا اور یہ شعر پڑھکر تختہ چھوڑ دیا شعر
ہوا اب رنج و غم کا عدم قافلہ + ہماری تو دنیا سے رحلت ہوئی + ملکہ سمن ابھی قریب پہونچنے نہ پائی تھی کہ اُسنے دور سے شہزادے کو ڈوبتا دیکھا گھبرا کر جھپٹی اور آتے ہی جلدی سے باہر نکالا شہزادہ بیہوش ہوگیا تھا پری شہزادے کو اپنی گود مین لٹا فلک سیر ہوئی



پھر ایک جزیرے مین پہونچکر تخت اُتارا اور شہزادے کو ہوش مین لائی آرام دل نے جو آنکھ کھولی پری نے جھک کر مجرا کیا اور کہا فرمائیے کیا وعدہ کیا تھا خوب اپنے قول پر ثابت رہے کہیے اب آپ کی کیا سزا اور جنکے آپ عاشق تھے کہیے وہ کہان ہین جنکے آپ دیوانے تھے بتائیے کدھر وہ پریان ہین شہزادے نے متحیر ہوکر پری کو دیکھا اور کہا نہ ہم کسی کے عاشق تھے اور نہ کوئی ہمارا شیدا تھا خدا جانے یہ کیا تھا اور کیا ہوا یہ کلام بیخودی اور یاس کا پری کے دل مین تیر سا لگا

بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر ورانہ توقف کیا اسیدم تخت پر بٹھا کے اُڑی اور باغ ارم مین داخل ہوئی ملکہ حسن افروز شہزادے کے آنے کی امیدوار نہایت مضطر و بیقرار زار زار روتی تھی کہ شہزادہ سے بیخود ہوکر ملکہ ہم آغوش ہوئی ایسی روئی کہ بیہوش ہوئی آرام دل پہلے تو وحشیون کی طرح دیکھا کیا جب بوے پیرہن یار مشام جان تک پہونچی جنون کا نشہ ہرن ہوا پھر تو دونون خوب روئے اور مسرور ہوے رنج و آلام مفارقت لغایات جامع المتفرقین دور ہوے دونون نے پری کا بہت شکر ادا کیا پھر شہزادہ سمین کے باپ کی ملاقات کو گیا اُس نے شہزادے کو آتے دیکھا سرو قد تعظیم کو اُٹھا شہزادہ قدمبوس ہوا اُسنے سر اٹھایا معانقہ کیا اور تخت پر اپنے بٹھایا شہزادے نے عرض کی کہ مجھے خلعت دامادی سے سرفراز کیجیے اور اپنی فرزندی مین لیجیے اُسنے بدل وجان اس امر کو قبول کیا مگر کچھ جواب نہ دیا کہتے ہین کہ پرستان مین سواے عقد کے اور کوئی دستور نہین ہے پس فقط بادشاہ نے اسیدم خطبۂ نکاح پڑھا اور سیمتن پری کو بلا کے اُسکا ہاتھ شہزادے کے ہاتھ مین دیا اور دونون کو رخصت کیا شہزادہ مع سیمتن گلزار ارم مین ملکہ حسن افروز کے پاس آیا اور سیمتن پری سے فرمایا کہ افسوس ہماری مچھی دریا مین حضرت خواجہ خضر کی نذر ہوئی ملکہ نے کہا کہ سبحان اللہ موتی مچھی کا تو یہ خیال آیا مگر صنوبر کو ذرا یاد نہ فرمایا کہ وہ بیچاری کدھر گئی جیتی ہے یا مرگئی سیمتن پری نے سفید دیو سے کہا کہ تو ابھی جا اور صنوبر کی خبر لا دیو تو صنوبر کی تلاش مین تیز پر ہوا سیمتن پری نے مچھی شہزادے کو حوالے کی اور کہا جسوقت جہاز تباہ ہوا تھا مین نے مچھی اُٹھالی تھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سفید دیو آیا اور خبر لایا کہ ملکہ صنوبر شہزادہ سیہ فام کی قید مین گرفتار ہے شدت سے علیل ہے جان سے بیزار ہے یہ سُنتے ہی آرام دل نے چلنے کا ارادہ کیا سیمتن پری کو پوشاک شاہانہ پنہائی اُسنے سب اپنا لباس اُتارا شہزادیون کا زیور بیب بدل کیا عزیزون کا اپنے اوپر الزام رکھا مگر دوست کی خوشی سے کام رکھا شہزادہ تخت پر سوار ہوا ملکہ اور سیمتن پری کو برابر بٹھایا پریزادون نے تخت اُڑایا تھوڑے عرصے مین وہ تخت شہزادہ سیاہ فام کی خوابگاہ مین جا اترا شہزادہ اندر تنہا گیا دیکھا کہ دالان کے پردے گرے ہوے ہین اندر شمعین روشن ہین صنوبر پری بیکس جان بلب باچشم گریان مضطر و بیقرار ہاتھ مین کٹار مرنے پر آمادہ ہے پھر یار مین دلدادہ زندگی سے سر دست دست بردار شہزادہ سیاہ فام چھپر کھٹ مین لیٹا ہوا صنوبر کو منت اور عاجزی سے اپنے پاس بلاتا ہے کبھی دھمکاتا ہے ڈراتا ہے آرام دل نے جو یہ حال دیکھا تن بدن مین آگ لگ گئی جاتے ہی اُس مچھی سے اس ناپاک کی مشکین باندھ لین اور گھسیٹتا ہوا باہر لایا پھر ایک

شہزادے کے سپرد کر آپ مع ملکہ حسن افروز اور سیمتن صنوبر کے پاس آیا دہ اس حال کو بچشم خود نگران تھی بشدت حیران تھی دل مین کہتی تھی کہ شاید غیب سے کوئی فرشتہ آیا جسنے اس بدذات کو گرفتار کیا اور مجھے اسکے فریب سے بچایا اسی تصور مین تھی کہ آرام دل مع ملکہ حسن افروز و سیمتن نمودار ہوا دیکھتے ہی صنوبر کا جی بیقرار ہوا دوڑ کر شہزادے سے لپٹ گئی دیر تک رویا کی منہ آنسوؤن سے دھویا کی شہزادہ بھی بیقرار رہا برابر اشکبار رہا پھر صنوبر ملکہ کے گلے لگ کر رونے لگی ملکہ بھی بلک بلک کر رونے لگی آخر سیمتن نے منہ پر سے رومال سرکایا ہر ایک کو سمجھایا پھر سب عاشق و معشوق ملکر بیٹھے غبار سب کے دل کے بیٹھے سب نے اپنے اپنے دکھڑے روئے دفتر حدیث دل آنسوؤن سے دھوئے صنوبر نے جب سیمتین کی جانفشانی سنی اسپر ہزار جان و دل قربان ہوئی تھوڑی دیر ادھر اُدھر کا چرچا رہا پھر شہزادہ مع تینون شہزادیون اور قمرالنسا کے تخت پر سوار ہوا اس ملعون کو تخت کے پایہ سے باندھا کسی کو خبر نہوئی اور یہ ملک خاندیس کی طرف سیار ہوا

پہونچنا شہزادۂ آرام دل کا ملک چین مین کیفیت سواری پھر ملازمت والدین اور جشن کی تیاری

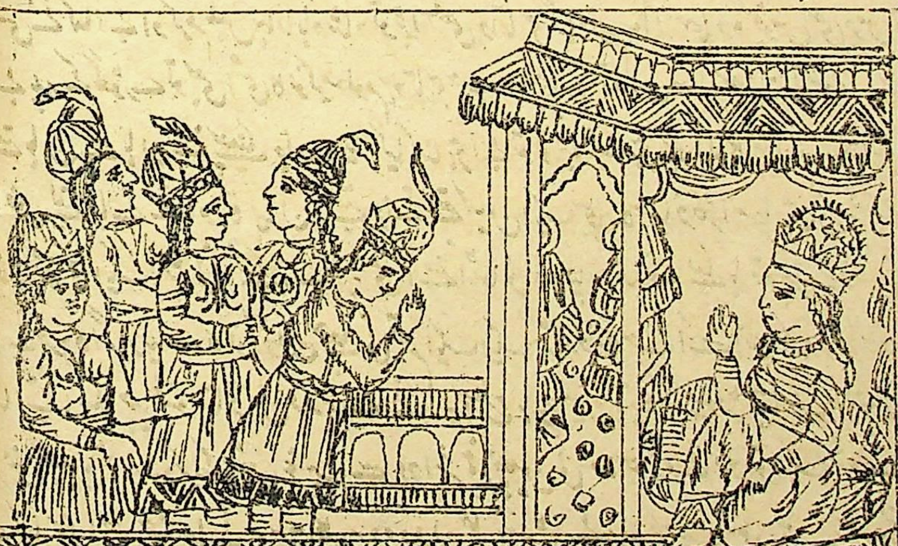
پلا ساقیا آخری ایک جام لکھا خوب قصہ بامد ادرب	ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام مگر اب سبھون کو ملاؤن شتاب	مقاصد مرے دلکے بر آئے سب اسی بات پر ختم کردون کتاب

محرران دفتر خوش بیانی و طے کنندگان ملک معانی لکھتے ہین کہ لشکر سلطانی لب دریا جہاز کے آنے کا منتظر تھا افسران فوج و جان نثاران شہزادہ والا تبار اور محمود وفادار سب رفقا بسبب توقف کے پریشان خاطر تھے ہمہ دم شہزادے کی تشریف آوری کے منتظر تھے ایک شب بھر رات رہے روندکے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ ایک تخت دفعۃً آسمان پر سے رونبر مین ہوا اور سراپردہ شاہی مین جا گزین ہوا محمود کو خبر ہوئی فوراً خیمہ سلطانی مین آیا دیکھا کہ شہزادہ بلند اقبال سلیمان ثانی تینون پریون کے بیچ مین مسند پر رونق افروز ہے بائین طرف سیمتن اور صنوبر دہنی طرف ملکہ حسن افروز پری بیٹھی ہے تخت طاؤس روبرو موجود ہے پریزاد دست بستہ حاضر ہین خواصون اور مغلانیون کا ہجوم ہے شہزادے کے آنے کی تمام لشکر مین دھوم ہے الغرض شہزادے نے اپنی

داستان حیرت بیان سب لوگون کو سُنائی اور اُس شہزادہ سیاہ فام بدبخت نافرجام کی صورت
دکھائی پھر حکم دیا کہ کل تمام لشکر مین اسکو تشہیر کر کے قرار واقعی سزا دین گے اپنا بدلا لینگے پھر شہزادے
نے پریزادون کو مع تخت طاؤس کوہ قاف کی طرف روانہ کیا رات تو باتون مین بسر ہوگئی بیٹھے بیٹھے سحر
ہوگئی صبحدم شہزادے نے باہر جلوس فرمایا افسران فوج ملازمت سے مشرف ہوے نذرین گذرین جھوٹا با
پھولون نہ سمایا پھر شہزادے نے لب دریا سب کو سیر دیکھنے کا حکم کیا اور شہزادہ سیاہ فام کو طلب کیا داروغہ
محبس لیکر حاضر ہوا شہزادے نے پہلے اُسکے ہاتھ قلم کرائے پھر ناک کٹوائی اور اُسکے سامنے چیل کوون
کو بٹوائی پھر حکم دیا کہ اسے دریا مین ڈبو دو دین و دُنیا سے کھو دو یہ حکم سُنکر حلال خور نے اُس حرام خور
کو دریا مین ڈال دل کا ارمان نکالا وہ ڈبونے لگا وہ ناپاک رونے لگا مگر کب چھوڑتا تھا ہر چند
ماہی بے آب کی طرح تڑپا لیکن وہ منجدھار مین لیگیا اور تہ پر بٹھا دیا جب وہ ملعون اپنی سزا کو
پہونچا آرام دل خیمۂ فردوس منزل مین آیا اُس روز وہان اور مقام فرمایا صبحدم ملک چین کی
طرف کوچ کا حکم دیا آدھی رات رہے سے خیمہ ڈیرہ لدنے لگا کوچ کا سامان شروع ہوا جب آفتاب
قریب طلوع ہوا آرام دل عماری دار ہاتھی پر سوار ہوا ملکہ حسن افروز پری پیکر اور صنوبر
اور سیمتن رشک قمر جدا جدا تینون ہاتھیون پر پردہ دار عماریون مین سوار ہوئین ولیس جیپ و راست
فوج ہزار در ہزار آگے شہزادہ آرام دل پیچھے برابر وہ تینون حور شمائل مگر محمود کے اشارے سے
فیلبان ملکہ حسن افروز کا ہاتھی ذرا بڑھائے ہوئے غرض اسی طرح خوش و خرم سوے وطن منزلین
طے کرتے چلے جب در شہر پناہ ایک منزل باقی رہا آرام دل نے کئی ہزار ہرکارے واسطے اطلاع
کے بادشاہ کے حضور مین روانہ کیے شہر مین جو ایک غول اجنبی ہرکارون کا نظر آیا ہر ایک گھبرا
کسی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کیون بھائی کہان سے آتے ہو انھون نے جواب دیا کہ حضرت ظل سبحانی
خلیفۃ الرحمانی جہان پناہ شہزادہ آرام دل بادشاہزادے تمھارے آج شہر مین داخل ہونگے
نامرادون کے مقاصد دلی حاصل ہونگے یہ سنتے ہی لوگ مارے خوشی کے پھول گئے سب کار و بار
بھول گئے لوگون کو گویا عید ہوئی جلدی جلدی ہر ایک نے کپڑے بدلے عطر لگایا کوئی ہاتھی پر سوار
ہوا کسی نے گھوڑا کسوایا کسی نے کہا میرا تامجان نکال لا کسی نے کہا کہ سب سپاہیون کو ساتھ چلنے
کے لیے بلا لو کوئی بولا جلد آؤ میان رتھ کسوا کے لاؤ کسی نے کہا جلد فٹن منگواؤ شہر دولہن بن
غل ہوا کسی نے کہا اب لیٹا لیک کے آکوئی جوا کھیلتے کھیلتے اُٹھا اور جھوم جھوم کر کہتا ہوا چلا کہ اب
او گلامی تیرے پیر کو لیون تو ن کرون دیکھ میرا سجا دہ آیا آج اٹھارہ گنڈے لاتا ہون

الغرض ایک عالم اُمڈا ہر ایک شہزادے کے شوقِ دیدار مین چلا وزیرِ اعظم شہزادۂ عالم
کے استقبال کے واسطے بڑے کروفر سے روانہ ہوا آرام دل کی فوج اسقدر تھی کہ سواری تو
پانچ کوس پر تھی اور نشان کا ہاتھی شہر کے اندر داخل ہوا ادھر سے شہر کی خلقت اُمڈی اُدھر
سے سواری آئی اللہ اکبر وہ ہجوم وازدحام آدمیون کے شور وغل سے وہ دھوم دھام کہ خلقت
ایک جگہ بہرون اڑی رہتی تھی سواری دو دو گھڑی کھڑی رہتی تھی الحاصل سواری کے آنے کی
صبح خبر پہونچی مگر شہزادے عالم دو گھڑی دن رہے شہر مین داخل ہوے خلقت دو راستہ صف
باندھکر سلام کرتی تھی آرام دل سلام کا جواب اشارے سے دیتا تھا جب زیادہ گھبراتا تھا تو ہاتھ
اٹھا لیتا تھا سلام کے جواب پر لوگون مین ردوبدل ہوتی تھی ایک کہتا تھا کہ نہین یہ میرے سلام کا
جواب ہی دوسرا جواب دیتا تھا کہ میان تمھاری طرف تو دیکھا بھی نہین غرض ایسی ہلچل ہوتی تھی
پچھلے ہاتھی پر جو ہزار روپے اور اشرفیون کی کھچڑی تقسیم کرتا تھا شہدون نے کسی سے اسکا نام
پوچھ لیا پھر تو وہ گالیان سنائین ایسی دھجیان اُڑائین کہ اُسکا ناک مین دم کر دیا ہنساتے
ہنساتے لوگون کو بسمل کر دیا کسی نے ہاتھی کا لینڈ پھینک مارا کسی نے گالی دے کر پکارا کسی نے کیچڑ
پھینکی کسی نے لکڑی بڑھاکے پگڑی اُچھال دی کوئی بولا ابے او کرم بکس تجھے علی کی مار کوئی
چہرہ ادھر تو پھینک کسی نے کہا او بڈھے تجھے خدا کی سنوار دیکھ بے ہم دعا دیتے ہین ذرا ادھر تو دیکھ
کسی نے کہا ابے او کرم بکس ہمارا بادشاہ تو بڑا اسکھی داتا ہی مگر معلوم ہوا کہ سہجا دہ کنجوس مکھی چوس ہی
ابے پدر کے گھوڑے تو بھی اُسی کا نوکر معلوم ہوتا ہی جب وہ بیچارہ مٹھیان بھر کر پھینکتا تو شہدے
کہتے ہان پٹھے ہان بنے پھینکے جا واہ تیرا کیا کہنا ہی ابے تو تو لیو جھتا ہی تجھے اُلو کا پٹھا کون کہتا ہی
غرض لیتے جاتے تھے اور گالیان دیتے جاتے تھے کہین ایک بیچارہ مسافر کھڑا سواری کی سیر دیکھ رہا
تھا اتفاقاً ایک اشرفی اُسکے آگے آپڑی اُسنے اُٹھالی دو چار شہدے لپکے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ
لا بے جروہ اگر دیدے گا تو آٹھ چھلے کی قسم ایک ایک چپاتو دونگا جب اُسنے انکار کیا تو ایک نے
کہا ابے اسکو چیر غشو بنا ڈال دوسرے نے کہا یہ اسطرح باج نہین آئیگا اسے گرد ہتنا دے کر اچھال
غرض چھین جھپٹ کرکے اُس غریب سے وہ اشرفی چھین لی وہ جو رونے لگا تو ایک شہدے
نے کہا نکلا ابھی جھڑ جائے جو بت کلہ بر دو دون چل ہٹ بے پرے ہٹ مین تیرے کو کھود دون
قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص مین داخل ہوئی بادشاہ تخت پر جلوس فرما چکے تھے اور
منتظر تھے کہ شہزادہ یہان تک آئے تو گلے لگائے تخت پر بٹھائے مگر کب رہا جاتا تھا

جو ہین دیوان خاص تک آنے کا حال سُنا محبّت پدری نے جوش کھایا بیتاب ہو گئے ذرا
قرار نہ آیا گھبرا کر دوڑے شہزادے کا ہاتھی بیٹھا ہوا تھا وزیر اعظم سیڑھی پکڑے ہوے
شہزادے کو اُتار رہے تھے آرام دل نے باپ کو بے قرار آتے دیکھا گھبرا کر زینے پر سے کود پڑا
اور دوڑ کر باپ کا قدمبوس ہوا اور رو کے پشت پا سے آنکھین ملنے لگا ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی
بادشاہ فرزند کو آغوش مین دبائے اُسکی پیٹھ پر مُنھ رکھے ہوے لب چبا چبا کے ضبط سے روتے
تھے ریش مبارک آنسوؤن سے دھوتے تھے اور کہتے تھے کہ بابا گھر کو بے چراغ خاک سیاہ کر گئے
تھے ہمین وین دُنیا سے تباہ کر گئے تھے بادشاہ جب یہ بیان فرماتے تھے لوگون کے کلیجے
پھٹے جاتے تھے ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور ریتین یہ بھی اپنے اپنے ہاتھیون پر عماری کی
چلونون مین سے دیکھکر افسوس کر رہی تھین اپنے اپنے والدین کو یاد کر کے ٹھنڈی ٹھنڈی
سانس بھر رہی تھین غرض دیر تک یہی کیفیت رہی جھون کو بشدت رقت رہی آخر بادشاہ
نے سمجھا کر آرام دل کو محل مین بھیجا دروازے پر ایک ہجوم تھا سب عزیز و اقربا خواصین
مغلانیان نوکر چاکر شہزادے کے آنے کے منتظر تھے بیگم صاحب اپنے فرزند کے شوق دیدار
مین دروازے کے باہر نکلی جاتی تھین لوگ روکے تھے باز نہین آتی تھین
آرام دل اُسی بے قراری مین آتے ہی مان کے قدمون پر گر پڑا اُس نے اپنے



آرام دل کو کلیجے سے لگایا اور ایسی اضطراب ہوئی کہ فوراً غش آیا لوگ زار زار روتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی سب لوگ بے قرار ہو رہے تھے آخر بادشاہ نے سب کو تسلی دی اور رونے سے منع فرمایا بیگم صاحبہ کو بھی ہوش آیا سواریان اُترین ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سیمتن بری تینون نے سسرے کو تسلیم کی بڑی تعظیم کی بادشاہ نے سبکو گلے لگا کر خوب پیار کیا لوگون نے شہزادیون کو گھیر لیا اور سبکے دیدار سے دل سیر کیا رونمائی مین جواہرات اور اشرفیان اسقدر آئین کہ شہزادیون کے آگے ڈھیر لگ گئے بادشاہ نے جدا جدا تینون بہوؤن کو تین محل عنایت کیے اور سب کارخانے الگ الگ مقرر کر دیے ملکہ حسن افروز کے واسطے زمرد محل آراستہ ہوا صنوبر کے لیے شیش محل سجا گیا موتی محل مین سیمتن کے واسطے خواصین اور پیش خدمتین مقرر ہوئین پھر از سر نو کارخانہ درست ہوا غرض اُس رات تمام شہر مین فرط سرور سے کیفیت شب برات رہی گھر گھر ناچ رنگ ہر محلے مین جشن شبہائے آلام گذشتہ کی مکافات رہی صبحدم بادشاہ نے آرام دل کو تخت پر بٹھایا آپ سلطنت سے دست بردار ہو کے گوشہ عافیت پسند فرمایا شہزادہ آرام دل شہنشاہ گیتی ستان ہوا جہان پناہ دہ ماہ تابان ہوا وزرا امرا نے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور نذرین پیش کین شہزادہ جوان بخت بلند اقبال نے ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت گرانبہا سے سرفراز کیا اور محمود وفادار کو اپنی مصاجبت مین ممتاز فرمایا پھر شاہ آرام دل دربار برخاست کر کے محل مین داخل ہوا اُسی روز سے یہ معمول رکھا کہ ایک شب ملکہ حسن افروز اور ایک رات صنوبر پری بیگم کے ساتھ جشن کرتا اور ایک شب سیمتن پری کے محل مین رہتا ایک دوسرے پر فائق تھی آرام دل پر کیا ایک دوسرے کی عاشق تھی دوسرے تینون شہزادیون مین وہ محبت ہوئی آرام دل نے شہزادیون کے مشورے سے شمس الدین اپنے وزیرزادے کے ساتھ بڑی دھوم سے قمرالنسا کی شادی کی ان دونون کی بھی خانہ آبادی کی پھر مدام با عیش و نشاط و فرحت و انبساط سب عاشق و معشوق ملکر رہنے لگے فلک کج رفتار سے یہ کس کو امید تھی مگر شکر ہے کہ خدا نے یہ دن دکھایا بچھڑون کو ملایا جس طرح ان سب کے مقاصد دلی حاصل ہوئے اُسی طرح اللہ تعالیٰ تمام عالم کے مطالب بر لادے اور سب کے صدقے مین مصنف کے دل کی بھی مراد دے۔ آمین آمین۔ وصلے اللہ تعالے علے خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاتمہ مین مختصر حال مصنف کتاب کا پھر تذکرہ چند بزرگان و احباب کا اور وجہ تصنیف داستان ایک نئے جلسے کا بیان

بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر سید فخر الدین حسین سخن مصنف کتاب خدمت مین ارباب دانش اور اصحاب بینش کے عرض رسا ہی کہ یہ غریب الوطن دہلوی مولد اور لکھنوی مسکن ہی ایام طفولیت سے تا سن شعور اسی شہر مردم خیز مین رہا اور اب آوارہ وطن ہی میر تقی دہلی جو ایک شہر تھا رشک نعیم خلد : تھے جمع عمدہ لوگ وہان ہر دیار کے : اسکو تو فلک نے مار کے تاراج کر دیا : ہم رہنے والے ہین اسی اُجڑے دیار کے : حضرت جناب تقدس مآب گردون رکاب سر دفتر محققان سخن افسر شاعران زمن نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر سہراب جنگ عرف مرزا نوشہ تخلص غالب اعلی اللہ درجتہ و تعالی اللہ شانہ جو جد فاسد محرر داستان ہین سر آمد شاعران حال و گذشتگان ہین عرصہ دراز تک کمترین کو معظم الیہ سے درس و تدریس مین استفادہ رہا تحریر نظم و نثر پارسی اور اُردو کی مزاولت پر دل آمادہ رہا سبحان اللہ حضرت غالب مدظلہ العالی امام شعرائے ذی کمال اور پیشوائے نثاران صاحب دانش و شعور ہین قبلہ ارباب دیوان ہین ہم کیا کہین وہ ہند سے شیراز تک بلکہ ماہ و آفتاب سے زیادہ مشہور ہین شاعر بہت سے گذر گئے حضرت کے ہمعصر ہمسری کا دعوی کر کے لکھتے لکھتے مر گئے مگر آجناب آپ سے کوئی بہتر نہ ہوا بہتر تو کیا کوئی آپکے برابر نہوا منصف مزاج آپکا کلام دیکھے اور غور فرمائے طبع عالی دقت پسند اور مائل بندش معانی بلند ہی اگر سمجھے تو لطف اُٹھائے دیوان اُردو جب تصنیف فرمایا معنے رس اور سخندان لوگون نے ایک ایک شعر مین سو سو طرح کا مزہ پایا لیکن بعضے شاعر جو بڑے مشاق تھے اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق تھے اکثر اشعار نہ سمجھے اور ایک مصرع پر الجھے یہانتک کہ اضلاع و امصار سے خطوط آنے لگے لوگ نواب صاحب کی خدمت مین مطلب دریافت کرنے جانے لگے آسان اشعار کہنے کی فرمایش ہوئی دوسرا دیوان مرتب کرنے کی خواہش ہوئی آپ نے اُس دیوان کو دریا برد کیا اور دوسرا دیوان موافق فہم ابنائے روزگار کے ترتیب دیا یہ رباعی لکھکر لوگون کو سنا دی اور دیوان کے آخر مین لگا دی غالب مشکل ہی بس کلام میرا اے دل : سن سنکے اُسے سخنوران کامل : آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش : گویم مشکل وگر نگویم مشکل : تواریخ مہر نیمروز اور ماہ نیم ماہ حسب الحکم شاہ ثریا جاہ از آغاز پیدایش آدم علیہ السلام تا زمان صاحبقران ثانی امیر تیمور کو کافی

اور دوسری جلد مین وہان سے عہد بہادر شاہ ثانی تک ایک ایک مہینے کے عرصے مین اس
فصاحت اور بلاغت کے ساتھ لکھی کہ سب اُستادون نے آپ کے آگے قلم رکھدیا پھر لکھنے کا نام نہ لیا
مورخین سلف کی کتابین ردی ہوگئین اتنی بڑی تاریخ کو دو جلدونین اور دو جلدونکو اٹھارہ جزو
مین تمام کیا دریا کو کوزے مین بھرا واقعی عجب کام کیا انشاے پنج آہنگ کو کہ جسمین صدہا مکتوب
ہین سخن فہم کو مرغوب ہین تین روز مین تصنیف کیا مثنوی باد مخالف جو کلکتہ مین رقم فرمائی اُسے
ایک دن مین تالیف کیا دستنبو کتاب کی بے آمیزش لفظ عربی بالکل عبارت ہے جسمین مختصر تذکرہ حالات
زمانۂ عذر اور کچھ اپنی سرگذشت ہے جو شخص آپ کے احوال دریافت کرنیکا شایق ہو وہ دستنبو دیکھے
یہ کتاب اُسکے دیکھنے کے لائق ہے الغرض مین رنجور دور از سرور جب تک دہلی مین رہا زندگی کا لطف
اُٹھاتا رہا حضرت ممدوح کے فیضان صحبت سے ثمرۂ نیک پاتا رہا جب حضرت والد ماجد مدظلال جلالہ
کی زیارت اور قدمبوسی کا اشتیاق ہوا پھر تو شاہجہان آباد مین رہنا شاق ہوا ۱۲۹۹ ہجری مین
بلدۂ لکھنؤ مین قیصر باغ کا میلہ دیکھا شہر کی سیر کی چندے جی بہلایا حضرت قدر قدرت قضا شوکت
فلک مرتبت ذوالمجد والکرم مقدس و محترم قبلہ و کعبہ دوجہان برناؤ پیر جناب خواجہ محمد بشیر
صاحب مدظلہ جو زمانۂ واجد علی شاہ بادشاہ مین مہتمم فوجداری کل ممالک محروسہ ملک اودھ سے
تھے عموی فقیر ہین لکھنؤ مین سب اہل نظر جانتے ہین اصحاب بینش پہچانتے ہین کہ خواجہ صاحب
عالیخاندان ذیجاہ و مرتبت صاحب علم و حلم فارسی دان یکتا و بےنظیر ہین اُنکے پاس رہا بعد عرصے
کے حضرت جناب گردون رکاب قدوۂ خاندان مصطفوی زبدۂ دودمان مرتضوی کریم ابن الکریم
جناب پھوپیا صاحب قبلہ و کعبہ مرزا محمد ابراہیم صاحب خلف الصدق حضرت جناب مرزا
محمد صدیق صاحب بہادر صدر امین اعلی ضلع سارن مدظلال جلالہم کہ سید سندی ہین عالیخاندان
مشہور نزدیک و دور ہین اجداد و امجاد اور بناکان کے وقت سے بوجہ عطاے خطاب شاہی ملقب
میرزائی مشہور ہین لکھنؤ سے قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد مین تشریف لائے میری شادی کرنیکا قصد
مصمم تھا اپنی فرزندی مین لینے کا ارادہ مستحکم تھا اس لیے راقم الحروف کو بھی اپنے ہمراہ لائے
یہان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول بارگاہ رب العلا مصدر عز و اعتلا
مرجع الانام منبع الاکرام واقف اسرار خفی و جلی حضرت جناب مخدوم شاہ سید امداد علی صاحب
کی ملازمت حاصل ہوئی جناب قبلہ و کعبۂ دوجہان جد امجد نا حضرت ابوالقاسم خواجہ
نظام الدین احمد عرف فقیر صاحب دام اللہ مضجعہ و نور اللہ مرقدہ حضرت موصوف سے کمال محبت

رکھتے تھے حقیقی بھائی سے زیادہ اُلفت رکھتے تھے اور جناب کریم و مکرم مطاع عالم عقدہ کشائے کار بستگان دستگیر درماندگان و پاشکستگان مصدر جود و سخا معدن لطف و عطا جگر بند علی جناب مولوی سید فرزند علی صاحب عم نوالہ کی ملازمت سے بھی شرف اندوز ہوا ذات گرامی صفات اُنکی بھی اس زمانے مین غنیمت ہی ہین اُنکے اخلاق اور شان و رحم کرم پر جان و دل سے نثار ہون اُنکو بھی میرے ساتھ قلبی محبت ہی مگر جناب مستغنی الالقاب مخدومی سید باقر علی صاحب جنکو ہمارے حضرت ہادی پیر و مرشد مدظلال جلالہ کے حضور سے ملک الشعرا کا خطاب ہی واقعی ایک ایک شعر اُنکا فرد ہی کلام مین انتہا کی شوخی اور درد ہی دیوان منتخب ہی لاجواب ہی فضل خدا سے ہمت مردانہ رکھتے ہین وہ کمترین سے محبت برادرانہ رکھتے ہین کمال عنایت فرماتے ہین غریب خانہ پر اکثر تشریف لاتے ہین مجھے عرصے سے شغل وکالت ہی روزمرہ دربار جانے کا اتفاق ہوتا ہی کبھی جو عدم فرصت کے سبب سے ملاقات مین عرصہ ہو جاتا ہی تو دل بیقرار کو چین نہین آتا ہی مولوی صاحب ممدوح بھی بے چین ہو جاتے ہین آدمی بھیجتے ہین خود کرم فرماتے ہین اور ایک ہمارے شفیق مرد با وضع اور خلیق سخنور بے عدیل و نظیر سرگروہ انجمن نکتہ دان عالی وقار مولوی محمد نور الحسن صاحب کہ اُنکے اخلاق مسعود اوصاف محمود اگر لکھون تو ایک دوسری کتاب تصنیف ہو مگر پھر بھی جیسا جی چاہتا ہی اُس قدر نہ تعریف ہو وہ بھی اس ضلع مین رئیس زمیندار کلان اور وکیل ہین خدا کے فضل سے با اقتدار صاحب عہدۂ جلیل ہین اللہ تعالیٰ ان بزرگون کو شاد رکھے دشمنون کو انکے ناشاد دوستون کو آباد رکھے مصرعہ این دعا از من و از خلق خدا آمین باد ؛

اور وجہ تصنیف اس کتاب کی یہ ہی کہ فقیر مدام و شاد غم دنیا سے آزاد رہتا تھا ایک روز یہ جی مین آیا کہ بفضل خدا سے اب ذی شعور ہوے سن تمیز پایا بقاے نام و نشان کی فکر کرنی ضرور ہی فرصت کو غنیمت سمجھنا کار ہر ذی شعور ہی بس آخر یہی بات ذہن مین آئی کہ بہترین یادگار اس دہر ناپائدار مین تالیف اور تصنیف ہی اسی سے لوگون کا جہان مین نام ہی اُنکی تعریف ہی مصنف سخن سخن سا نہین اور کوئی خلف الصدق ؛ کہ تا بحشر جیسے نام باپ کا رکھے ؛ بقاے نام کیصورت نہین ہی اسکے سوا ؛ یہ وہ نگینہ ہی جو نام کو جلا رکھے ؛ بغیر جوہر مصنف ہر ایک کے آگے ؛ مثال نکہت گل ایک کو سدا رکھے ؛ غرض سخن سے زیادہ نہین ہی چیز کوئی ؛ سدا زمانے مین قائم اسے خدا رکھے ؛ اور قطع نظر اسکے اپنا دل بھی لذت گیر چاشنی محبت ہی عاشقانہ مضمون سے طبعی اُلفت ہی کچھ ان دنون طبیعت زیادہ تر مائل دوا رفتہ ہی ہر چند دل عشق منزل لڑکپن سے انھین باتون کا

خوگرفتہ ہی فرد طفلی مین بہی ہٹ کرتے تہے ہم اور طرح کی ÷ جلاتی تہی دایہ یہ گل داغ جگر ہی ÷
الغرض اسی تردد مین طبیعت کی واشد مین عرصہ گذرا آخر نہ رہ سکا دل نے اظہار حسن و عشق
مین بڑی کد کی اور معشوق نے بہی اپنے عاشق پر اس امر کی تاکید از حد کی ناچار قصہ شہزادہ
آرام دل اور ملکہ حسن افروز کا اپنی طبیعت کے زور سے قلمبند کیا طالب اور مطلوب
دونون کو خرسند کیا جب یہ قصہ تمام ہوا سروش سخن اس کا نام ہوا اس نام مین یہ خوبی ہی کہ
نام وہم تاریخ مگر ترکیب مین اس کی اضافت مقلوبی ہی

تاریخ تصنیف از مصنف

سن کے ہماری داستان کہنے لگے یہ نکتہ دان	عشق کا خوب ہی بیان قصہ بہی یہ عجیب ہی
لکھنے کو سال ای سخن فکر جو دل مین کی ذرا	ہاتف غیب نے کہا ۔ نغمہ عندلیب ہی

تاریخ طبع از مصنف

چون بتائید خدا انجام یافت	قصۂ دلچسپ و مرغوب بیان	داستان عشق چون کردم رقم
ہر یہ آوردم بہ پیش دوستان	سال طبعش ای سخن ہاتف بگفت	طبع شد زیبا و دلکش داستان

بیان جلسہ

ایک جلسہ ہمارے دوستون کا جو موسوم بہ انجمن احباب ہی باتفاق یاران جلسہ وہ ایجاد ہوا
حقیقت مین لاجواب ہی ایک دستور العمل حاوی سب کاروبار ضروری بلکہ جملہ امور دینی و دنیوی طیار
ہی سب احباب کا اسی پر دارومدار ہی زبان نہایت فصیح صاحبان جلسہ کی جہانکی سب باتون سے
جدا ہی اسمین ہر ایک کو خوب مشاقی حاصل ہی صرف کتابت انگریزی نہین مگر مثل انگریزی خوشنما ہی
اس جلسہ کے واسطے خاص ایک مکان رفیع الشان مع اسباب ضرورتی سامان عیش و نشاط
سجا ہوا ہی ہر طرح مرتب ہی ہر چیز وہان مہیا ہی روزمرہ اس مکان مین سب احباب کی نشست
ہوتی ہی دوست آشنا آتے ہین قرینے سے بیٹھتے ہین پیچوان پیتے ہین گلوریان نفیس کہاتے ہین
کیفیت ہوتی ہی ہر مہینے کی انتیسوین تاریخ جلسۂ کلان ہوتا ہی میلہ کا لطف ہوتا ہی موجود ہر پیر و
جوان ہوتا ہی رنج و الم سب سے دور ہوتا ہی تعظیم اور تواضع ہر فرد بشر کی مدنظر رہتی ہی

ہر ایک دل مسرور رہتا ہو اُس روز پچیس روپیہ کے ٹکے فقرا و مساکین کو للہ تقسیم ہوتے ہین اُن لڑکون کو اکثر دیے جاتے ہین جو تقسیم ہوتے ہین چنانچہ اُنتیسوین کا جلسہ ہمارا مشہور ہو دُکاندار مکان کے دروازے پر دُکانین لگاتے ہین لوگ دور دور سے سیر دیکھنے کو آتے ہین شاہدان گلعذار اور مہوشان پری رخسار کی کثرت سے وہ مکان پرستان ہوتا ہو وہان کی زیب و زینت اور روشنی کی کیفیت دیکھکر راہ چلتون کو شادی کی محفل کا گمان ہوتا ہو تمام شہر کی طوائف ناچی مجرے کے واسطے طلب کی جاتی ہین اکثر ہوتا ہو کہ خود چلی آتی ہین سب احباب طرح طرح کی پوشاک پہنکر بیٹھتے ہین از سرتاپا بلا فرق سب کی ایک وضع ہوتی ہو فرط محبت سے باہم کچھ عجب ڈھنگ ہین دوئی کا نام نہین سب آشنا ایک رنگ ہین اس بزم مین پہلے غزلخوانی کا چرچا ہوتا ہو بعد اُسکے رقص و سرود کی محفل آراستہ ہوتی ہو صبح تک عجب لطف کا جلسہ ہوتا ہو سب احباب بفضل الٰہی سے ملازم سرکار دولتمدار ہین عہدہ ہاے جلیل پر مقرر ہین بہت ہوشیار کارگزار ہین جملہ اشخاص اکثر علوم و فنون مین استعداد کامل رکھتے ہین طاق ہین ہمہ دان سب شاعر نام آور ہین شعر گوئی مین مشاق ہین یادش بخیر جناب سید محمد افضل صاحب خضر تخلص جو عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد مین امین درجہ اول کے ہین عالیخاندان نیکذات خجستہ صفات بے تکلف انتہا کے ذہین اور فطین بامذاق لطیفہ گو حاضر جواب ہین دوستون مین ہمارے انتخاب ہین سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی جو صاحب دیوان ہین تحریر انکی حسب روزمرہ درست نہایت خوش بیان ہین ہر شہر و دیار مین اُنکی علو خاندانی کی شہرت ہو ہر جگہ انکی قدر و منزلت ہو بیان کرنیکی کیا حاجت ہو اور صدر نشین اریکۂ برتری منشی احمد حسین صاحب منشی محکمۂ سرسری عرف میان جان حیرت تخلص مرد باوضع عالی ہمت ذکی نکتہ سنج بے رنج سخن فہم خوش رو جوان ہین بلکہ سخن کی جان ہین ایک ادنی وصف خلق انکا یہ ہو کہ جس شخص سے ایکبار ملاقات کرتے ہین وہ انکا بدل مشتاق رہتا ہو تمام عمر اُسے اُنکی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہو واقعی بڑے چالاک نہایت طرار سحر گفتار ہین جوان رعنا خوش پوشاک وضعدار ہین حکیم سید لقمان حسین صاحب کہ تخلص بہ فقیر ہین کمال دانشمند ارسطو فطرت لقمان ثانی طبیب بے نظیر ہین کتابین خوب یاد ہین تشخیص بہت اچھی نہایت خوبصورت نیک سیرت قابل صحبت اور لایق ملاقات ہین مگر ملاقات کم کرتے ہین پابند اوقات ہین محمد برکت اللہ خان صاحب سیفی تخلص کہ فی الحقیقہ سیف زبان جادو بیان یار باوفا بے تکلف محبت مین یکتا مرد صوفی باخلاق ہین عجیب ذی مروت آشنا ہین محمد اصغر صاحب اصغر تخلص کہ

ہر علم وفن مین ماہر ہین شاعری کے واسطے موزون ہین نہایت نازک خیال پرگو معاملہ بند محقق شاعر
ہین طبیعت بہت لطیف رکھتے ہین مگر بالفعل اس جلسے مین شریک نہین ہین بحصول رخصت باجازت
ارباب انجمن اپنے وطن مین تشریف رکھتے ہین منشی بالک رام صاحب منشی تخلص جو محرر محکمۂ کلکٹری اور
زمیندار ہین رہ نورد جادۂ محبت گام فرساے وادی مروت آشنا پرست ذیجاہ ووقار ہین میر امجد حسین
اور منشی ریاض علی اور منشی بنیادعلی تخلص توقیر یہ تینون صاحب ئیسان عظیم آباد ہین ذی جوہر بجر
خوبی کے گوہر ہین باغ عالم مین بسان سرو غم والم سے آزاد ہین بابو سنت پرشاد اور منشی علی حیدر
صاحب حیدری تخلص یہ دونون نوجوان محکمۂ کلکٹری اور شیری مین ہیڈراٹر ہین سرکاری نوکر
ہین علم انگریزی وفارسی مین بہرہ کامل رکھتے ہین بہت اچھی استعداد ہو خلیق ہین ہر ایک سے
محبت بدل رکھتے ہین منشی عطا حسین صاحب کہ جنکو سنہ ۱۸۶۱ع مین سند وکالت درجۂ اول کی
ہمارے ساتھ ہی عطا ہوئی ہو کیسے قانون دان اور لائق ہین کہ جنکا جواب نہین آمدنی ایسی کثیر
ہو کہ جسکا حساب نہین منشی کیرت نراین صاحب پیشکار فوجداری شوکت تخلص منتظم خوش سلیقہ
با اخلاق وضعدار ہین انکی ذات سے خیر بہت جاری ہو شریر النفس کو اُسکے جرائم کی سزا قرار واقعی
دیتے ہین بڑے کارگزار ہین راجہ صاحب آباد اور منشی بے نظیر منشی نظیر علی صاحب نظیر و
سید عبدالحکیم صاحب حلیم اور میا نجان صاحب نہال اور منشی رگھبر دیال صاحب
مشیر یہ سب صاحب آشناے بحر محبت انھین لوگون سے رونق انجمن ہو اس جلسہ کا شریک ایک
یہ خوشہ چین خرمن بیدانشی محرر داستان ہیچمدان کمترین فخرالدین حسین سخن ہو جامع المتفرقین
خداے توانا ارحم الرحمین کے افضال وکرم سے یہ جلسہ بازیب وزینت ہو کہ خوش وخرم سب
احباب ہین دوست دیکھکر مسرور ہوتے ہین دشمنون کے دل آتش رشک وحسد سے
کباب ہوتے ہین علم موسیقی کا ہر کامل یہان آتا ہو مجرا کیے بغیر نہین جاتا ہو اکثر طوائف لکھنؤ
سے آئین ارباب جلسہ نے اُنکے ساتھ وہ کام کیا ایسا کچھ دیا کہ آجتک دولتمند اور شاد ہین
فراموش کاری ایسے لوگون کا شعار ہوتا ہو مگر صاحبان جلسہ کے احسانات سب اُنھین یاد
ہین ایک اُنھین سے ایک راجہ کی سرکار مین ہزار روپیہ مہینے کی نوکر ہو مگر یاران انجمن کے
فراق مین اس جلسے کے اشتیاق مین زندگی سے بیزار ہو کبھی جو ذکر آتا ہو کوئی اس جلسے کی خبر
اُسے سُناتا ہو تو رو دیتی ہو لیکن اتفاق زمانہ سے مجبور ہو ناچار ہو الغرض ارباب جلسہ کے
اوصاف اور اس انجمن کے فوائد اگر سب لکھے جائین تو کئی کتابین تصنیف ہون اسواسطے

اس کتاب مین مختصر اسی قدر حال رقم کیا زیادہ طول نہ دیا اللہ تعالے سب دوستون کو خوش وخرم رکھے فلک تفرقہ پرداز بد نظر سے نہ دیکھے حافظ حقیقی سب کا نگہبان ہے اور بالاتفاق سبھون کو باہم رکھے آمین ثم آمین

قطعات تاریخات مطبوعہ اول

از جناب قبلہ وکعبہ عمو خواجہ محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی

برسائی فرد جوان شدہ جانفزاے دل وجان	چہ فسانہ نگین بیان چہ ہین لطیفہ داستان
سخن سخنور نامور ز ریاض علم وادب مگر	ہمہ نور بخش دل ونظر چو گیست گشتہ ترانہ خوان
سخنش بدلکشی او ہمہ عشوہ سنج وکرشمہ	بہر و فشکیب ز سینہا چو حدیث لعل پری وشان
بصدای ہاتف خوش بیان پی سال یافتہ ام نشان	گل گلستان سخن ران شدہ سال طبع برای آن

از جناب میر وزیر صاحب نور در صنعت توشیح

شاعر معجز بیان واہل وضع	قصہ تازہ بدہنش در گذشت	حرف آخر کن زہر مصرع حساب
نور آب بحر فکر از سر گذشت	بہر تاریخش سروش آواز داد	از نظر این داستان کمتر گذشت

۱۲۷۶ھ

ایضاً

چھپا جب قصہ نایاب تصنیف سخن شاعر	ہوئی تاریخ کی اے نور دل کو فکر تب پیدا
چمن سے عندلیب خوشنوا نے دی صدا مجکو	پے تفریح دل ہر کہ۔ گلستان سخن اچھا

ایضاً

وہ چھپی اب داستان دلفزا	بادشاہونکو جو تھی مرغوب دل	گرچہ افرق ادب لائے روش	نور کی تاریخ ہو مرغوب دل

از منشی احمد حسین صاحب حیرت منشی سرسری محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد شریک جلسہ

ناظرین خوش شدند از این قصہ	سامعین راز دل شدہ مرغوب	سال طبعش چو خواستم حیرت	از دل آمد ندا عبارت خوب

از حکیم سید محمد لقمان حیدر صاحب فقیر شریک جلسہ

چون بجیب مدہ گلہا کلام	چون از و پر شدہ دامان سخن	سال تصنیف رقم کرد فقیر	از سر ہوش گلستان سخن

از سیّد فرزند صاحب صوفی

لکھا جو حسن افزا سخن آرام دل قصہ
سمند طبع کو ہر فقرہ اسکا تازیانہ ہے

نئی وہ داستان ہے اور کیا عمدہ فسانہ ہے
کیا ہے شکرستان صفحہ کو شیرین بیانی سے

بلا کی بندش آفت کی عبارت قہر کا مضمون
سخن سے طوطی جادو بیان کا یہ ترانہ ہے

لکھوں تاریخ مین اسکی ملا آمین مزہ صوفی
فسون ہے سحر ہے کیا جانفزا دلکش فسانہ ہے

ایضاً

کیا خوب سخن نے واہ افسانہ لکھا اچھا
کیا زور طبیعت ہے خالق کی عنایت ہے

جانسوز عبارت ہے دلچسپ حکایت ہے
کیا عمدہ مضامین ہین جو قابل تحسین ہے

انداز سخن دیکھو اعجاز سخن دیکھو
کیا عمدہ اشارت ہے کیا طرفہ کتابت ہے

تاریخ لکھوں صوفی دل خوب لگا آمین
کیا اچھی عبارت ہے کیا اچھی حکایت ہے

از جناب مولوی سیّد باقر علی صاحب آروی

بنام ایزد چہ رنگین داستانی
بہ گاہ سیر در چشمم ترانا
رباید دل ز پرکاران پُرفن
شرافت خانہ زاد خاندانش
بہر بزمے شود سرگرم تقریر
ذکی الفطرتے کاندر شناسش
حسینے مہ رخے نازک ادائے
پے تفتیش تاریخ سرانجام

گرشمہ چادری از وجہ فصاحت
رسد از برق حسن او صد آفت
ز انداز و ادا ناز و اشارت
درخشان نیّر اوج سعادت
شود بلبل چو گل محو سماعت
رسد از بو علی بوے عبادت
فروغ عارض لطف و محبت
چو سر بردم فرو در جیب فکرت

خرامان نوجوانان معانی
نہ افسانہ فسون عشق کز سحر
چکیدہ از نوک کلک خواجہ با
دبیر شاعر رنگین بیانے
بہر علم و فنون علامۂ دہر
لطیفے بذلہ گوئی نکتہ سنجے
چہ دار و لذتے شیرین کلامش
بگوشم بودہ ام حیران کہ ہاتف

بباغ صفحہ اش با صد نزاکت
کنند تاراج صبر و ہوش و طاقت
کہ زخشندہ از رخش نور نجابت
طلیقے فصیحے جان طلاقت
بصرف و نحو معنی و بلاغت
چراغ بزم ارباب براعت
کہ در سب حبیبہ از جوش ملاحت
بگوشم داد امید از روے بہجت

چہ زیبا مصرعے رنگین و دلکش
زہے سرچشمۂ حسن و لطافت

از جناب سید محمد افضل صاحب خضرایین درجۂ اوّل عدالت دیوانی شریک جلسہ

دانش آگاہ خواجہ فخر الدین
آن ضمیری ضمیر و شانی شان

صاحب علم و شاعر کامل
آن ظہوری و ثانی بیدل

آن نظامی نظام رنجینی فیض
چو رقم کرد قصہ نادر

آن نظیرے نظیر عرفی دل
شاد مانی بخضر شد حاصل

سال تاریخ آن بدل گفتم
گشتہ طبع آن القصص طیل

از جناب خواجہ سیّد شاہ علی اکبر صاحب سیّد مد ظلہ عم حقیقی مصنف سابق ملازم سرکار شاہ اودھ

شاعر نازک خیال و ذی شعور — نسبتے جز دی بمن دارد ہمے
عاقل و فرزانہ و ذی علم و فن — برکمال او دو اسیش جان من
خواجہ فخر الدین حسین این نام اوست — قصۂ دلکش چنان تحریر کرد
آن تخلص خوب ہمیدار و سخن — صبر رخصت شد ز شیخ و برہمن
سید او یگر تجو تاریخ آن — از سر الہام گو شیرین سخن

از منشی عطا حسین صاحب عطا وکیل عدالت شریک جلسہ

جب چھپا قصۂ سروش سخن — دل احباب باغ باغ ہوا
ہوا مشہور جب فروغ اسکا — دشمنون کے دلونپہ داغ ہوا
طبع سے اے عطا ہوئی فرصت — مادہ سال کا فراغ ہوا

از منشی بالک رام صاحب منشی شریک جلسہ

حضرت والا خواجہ صاحب نے — ایک قصہ کیا ہی تازہ رقم
اسکی تاریخ طبع اے منشی — سال فصلی ہی نیر اعظم

از منشی علی حیدر صاحب حیدری شریک جلسہ

چون کتاب سخن بصد خوبی — طبع گردیدہ است خاطر خواہ
بے سر جہد حیدری سالش — الم داللہ شگفت غنچہ جاہ

تمت

خاتمۃ الطبع بطور تقریظ از اسوۂ سخنوران مولانا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع کانپور

بنام خدا ابتدا کیجیے	بنام نبی انتہا کیجیے	خداوند بے والد و لا ولد	نہ وہ ہے کسیکا نہ اُسکا ولد
وہ خالق ہے ارض و سموات کا	وہ پیدا کنندہ ہے ذرات کا	فرازندۂ آسمان ہے وہی	خداوند کون و مکان ہے وہی
شفیع الورا خواجۂ دوسرا	جناب محمدؐ حبیب خدا	درود خدا اُنپہ ہو صبح و شام	دگر آل و اصحاب سب پر تمام

اما بعد شایقین قصص و حکایات اور سامعین اسمار و قصہ جات پر مخفی و محتجب نرہے کہ خالق برحق اور قادر مطلق نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ سے بدیوم ازل سے جس طرح انسان اشرف المخلوقات بنایا اور بخلوت زیبائی و لقا کرمنا بنی آدم مخلع فرمایا اسی طرح خمیر محبت تخمیر سے بھی اُسکے آب و گل کو مخمر کیا اور مرتبۂ حسن و عشق عطا فرماکر کل مخلوقات سے وقر کیا جس نے کہا خوب کہا ؎ دل انسان نہ کیونکر مسند آرائے محبت ہو ٭ کہ یہ منصب ہے اعلیٰ اسکے قابل ہے تو بس یہ ہے ٭ علی الخصوص جو جادۂ الفت اور راہ محبت کے سالکان صادق اور جان نثاران واثق اس عالم مین گذرے سخنوران عالیوقار اور زبان آوران ذوی الاقتدار نے اُنکے حالات بطور یادگار زمانہ حوالۂ قلم فرمائے پیرایۂ نظم و نثر مین زیب رقم ٹھہرائے جو قیام قیامت تک اس جریدۂ روزگار مین زبان زد خاص و عام رہینگے ہمیشہ کے لیے نام رہینگے خصوصًا جو داستانین یا قصے بمصداق کل جدید لذیذ تازہ اور جدید ہوئے وہ زیادہ تر مطبوع اور قابل گفت و شنید مزید ہوئے چنانچہ یہ فسانہ نادرۂ زمانہ قصہ دلچسپ و شوق انگیز داستان دلکش لطافت آمیز رشک افزائے گلعذاران چمن مسمی بہ سروش سخن بھی عجیب عمدہ اور لطیف ہے جو سخنور بے نظیر دبیر جادو تقریر نازک خیال شیرین مقال رونق انجمن سید محمد فخر الدین حسین خان بہادر متخلص بہ سخن دہلوی کی تصنیف ہے ماشاءاللہ چشم بددور خوب زور طبیعت دکھایا ہے خوبی بندش چستی الفاظ حسن عبارت سے ہر فقرہ رنگین بنایا ہے اسکی تعریف جو کچھ لکھیے مختصر ہے خوبی اسکی دیکھنے پر منحصر ہے الغرض یہ نادرۂ روزگار مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین حسب ایمائے منشی بشن نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع باہتمام بابو کیسری داس صاحب سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ ستمبر ۱۹۱۸ع بار پنجم طبع ہوکر نور افزائے چشمہائے نظارگیان خوش طبع ہوا۔

تاریخات طبع سابق

از نتیجۂ فکر ہمپایۂ سحبان جناب مولنا محمد حامد علی خان حامد
شاہ آبادی مصحح مطبع کانپور

کہا جس نے دیکھا سروش سخن کو	فسانہ سخن کا یہ اچھا چھپا ہی
اگر فکر تاریخ ہی تمکو حامد	تو لکھدو۔ سروش سخن کیا چھپا ہی ۱۳۰۲ ہجری

از نتیجۂ طبع خطاط مینوسواد نقاد سخنور منشی بالک رام صاحب گوہر
تلمیذ حضرت شگفتہ

لکھی خوب یہ داستان نثر مین	سخن نے گہر جو ہین نازک خیال
لگائی ہی پھر دیر کیا طابعو	چھپی لو سروش سخن بیمثال

اعلان

اِس کتاب کا حق تصنیف مؤلف کی طرف سے مطبع منشی نولکشور کو حاصل ہی اور نمبر ۲۸ پر داخل رجسٹر سرکار ہی